اُردو کا کلاسیکی ادب

اِخوان الصّفا

از

مولوی شیخ اکرام علی

مرتّبہ

ڈاکٹر احراز نقوی

مجلسِ ترقیِ ادب ○ لاہور

طبع اول : فروری ، ۱۹۶۶ع

تعداد : ۱۱۰۰
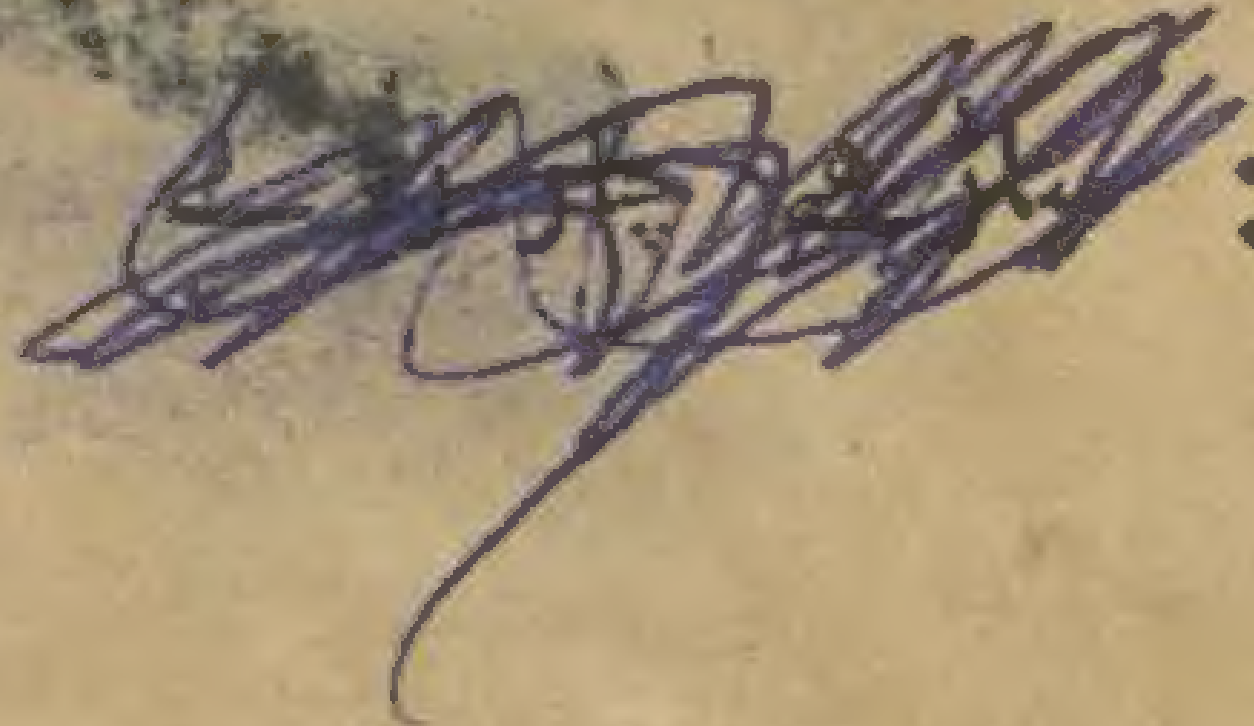
ناشر : سید امتیاز علی تاج ستارۂ امتیاز
ناظم مجلسِ ترقیِ ادب ، لاہور

مطبع : مطبعِ عالیہ ، لاہور

مہتمم : سید ظفرالحسن رضوی

سرورق : ریڈنگ پرنٹنگ پریس ، لاہور

قیمت :

بعونِ صناعِ مکین و مکان بفضلِ خالقِ زمین و زمان

۶۵

اُردو کا کلاسکی ادب

اِخوانُ الصّفا

از

مولوی شیخ اکرام علی

ناشر

مجلسِ ترقیٔ ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

فہرست

مقدمہ

از

ڈاکٹر احراز نقوی

مقدمۂ اول

از

ڈی ۔ ایف ۔ او ۔ سی ۔ آر

مقدمہ

از

مولوی اکرام علی

از احراز نقوی

(۱)

مشرقی ھند میں فورٹ ولیم کالج کا سنگِ بنیاد ٹھیک اسی وقت رکھا گیا جب شمالی ھندوستان اردو کی کلاسیکی شاعری کا مرکز بن چکا تھا - ھماری نثر کا پہلا مکتب فورٹ ولیم کالج ھے - اس نثری مکتب کے قیام کی غایت خواہ سیاسی ہو یا اردو ھندی کی لسانی سازش ہو ، اس سے قطع نظر ہم اس کی لسانی ، ادبی اور سماجی افادیت سے قطعی انکار نہیں کرسکتے - مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ نکتہ نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ یہ کلکتے کا اردو ھندی نثری دبستان کسی ادبی تحریک سے وجود میں نہیں آیا اور نہ اس کی تہہ میں باقاعدہ نثر کا کوئی تدریجی رجحان نظر آتا ھے - جاگیردارانہ مزاج کے اعتبار سے یہ دور خالص شاعری کا تھا - فقط شاعری——ادب اور محض ادب——شاعری اس عہد کی معراج اور معیار تھی - فورٹ ولیم کالج کا نثری دبستان ایک سیاسی منفعت کی خاطر معرض وجود میں آیا - اسی لیے فورٹ ولیم کالج کا نثری سرمایہ اپنے عہد میں کوئی فضیلت نہ حاصل کرسکا - مؤلف "تذکرۂ گلشن ھند" لکھتا ھے :

> "اکثر اھل لکھنئو پکارتے تھے ، کلکتے میں شاعری کی جا خالی ھے -"

جو شاعری نہیں تھی وہ ان دانش وروں کی نظر میں خالی تھی، پھر بھلا فورٹ ولیم کے حالوں کو کون پوچھتا ، کون ان کی تاریخ مرتب کرتا ؟ اور کس طرح ان کا ذکر ھوتا ؟ یہاں تک کہ

فورٹ ولیم کالج کے شعبۂ تصنیف و تالیف میں بھی کوئی ایسی دستاویز یا تصنیف مرتب نہیں کی گئی جس سے اُن قلم کاروں کی زندگی کا کچھ احوال کھلتا۔ کالج کے ارباب حل و عقد کا منشا تو اپنا اُلو سیدھا کرنا تھا، ان قلم کاروں کی سوانح محفوظ کرنا ان کا مدعا کب تھا۔

آج اُن مصنفوں کی تحریریں تو ضرور کسی حد تک زمانے کی دستبرد سے مصئون نظر آتی ھیں مگر ان کے زندگی نامے کہیں دستیاب نہیں ہوتے۔ یہی سبب ھے کہ آج ان کے ناقدین، محققین اور مؤرخین کے علاوہ اُن کی کتابوں کے مرتبین اور مقدمہ نگار بھی سوانحی بحث پر پہنچ کر گم و گنگ نظر آتے ھیں۔ بعض قلم کاروں کی زندگی کے حالات کسی نہ کسی طور پر کچھ نہ کچھ مل جاتے ھیں مگر مولوی اکرام علی کے سلسلے میں ھمارے محققین اور نقاد ضرورت سے زیادہ خاموش نظر آتے ھیں۔ اس عدم واقفیت کے متعلق فورٹ ولیم کالج کے ارباب نثر کا محقق سید محمد، مولوی اکرام علی کے باب میں لکھتا ھے:

> ''مولوی اکرام علی بہت ھی گمنام شخص ھیں۔ ان کے حالات معاصرین نے بھی نہیں بیان کیے ھیں۔ مؤلف ''طبقات الشعرائے ھند'' نے ان کا ذکر کیا ھے مگر حالات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی[1]۔''

مؤلف ''طبقات الشعرا'' اور مصنف ''ارباب نثر اردو'' کی طرح بقیہ ادبی مؤرخین میں مولوی یحییٰ تنہا، رام بابو سکسینہ اور حامد حسن قادری بھی اکرام کے سلسلے میں تحقیق کو آگے نہیں بڑھاتے بلکہ اُسی ماخذ کا مکرر اعادہ کرتے ھیں، مولوی اکرام علی

۱۔ ''ارباب نثر اردو'' از سید محمد، صفحہ ۲۳۴، مکتبۂ ابراھیمیہ ۱۹۳۷ء۔

کی تحقیق کے سلسلے کی سب سے اہم کڑی قاضی محمد الیاس[1] کا ایک تحقیقی مضمون ہے ۔ اصل میں یہ مضمون نہیں ، دیباچہ تھا ''اخوان الصفا'' کا جو امیرالمطابع (سیتاپور) سے طبع ہوا مگر یہ دیباچہ طبع اس لیے نہ ہو سکا کہ موصوف دیباچہ نگر نے اس میں مولوی اکرام علی کے حنفی المذہب اور ان کے مذہبی تعصبات کا بڑی شدت سے ذکر کیا تھا ، جس کو ان کے اثنا عشری ورثا ، جو ''اخوان الصفا'' کے دعویدار تھے ، برداشت نہ کرسکے اور محض اس بنیاد پر یہ دیباچہ ''اخوان الصفا'' کے ساتھ نہ طبع ہوسکا ۔ بعد میں یہی دیباچہ ''اخون الصفا'' کی طباعت سے پہلے ایک مضمون کی شکل میں یکم نومبر ۱۹۱۳ع میں ماہنامہ ''الناظر'' لکھنئو میں طبع ہوگیا ۔ اور ''اخوان الصفا'' پر دیباچہ مولوی اکرام کے پوتے حسن رضا ادیب نے قلم بند کیا ۔ قاضی الیاس کا یہ تحقیقی مضمون ان کے سوانحی حالات کے سلسلے میں بہت مختصر ، تشنہ اور نا کافی ہے مگر بالکل کچھ نہ ہونے کے بجائے اتنا بھی بہت کچھ ثابت ہوا ۔ اسی مضمون کی بساط پر نادم سیتاپوری[2] نے ایک ننھا سا کتابچہ $3\frac{1}{2} \times 5\frac{1}{2}$ سائز پر جو کل ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے ، لکھا ۔ نام اس کتابچے کا ''علامہ سیتاپوری'' رکھا ۔ غضب ہے کہ قاضی محمد الیاس کے اس مضمون کا نہ کہیں ذکر ہے اور نہ کوئی حوالہ موجود ہے جس کی بنیاد پر یہ کتابچہ لکھا گیا ۔

اس تصنیف کے بعد نادم سیتاپوری نے ''فورٹ ولیم کالج اور مولوی اکرام علی'' کے نام سے ایک کتاب ابھی ۱۹۵۹ع میں لکھی

---

۱ ۔ قاضی محمد الیاس ایک گمنام محقق ہے جو مولوی اکرام علی کا ہم وطن ہے ۔

۲ ۔ ''علامہ سیتاپوری'' — ایل ۔ بی پریس سیتاپور ، سنہ اس نسخے کا موجود نہیں ہے ۔

جوادارۂ فروغ اردو لکھنؤ سے طبع ہوئی ۔ مگر اس بار تصنیف میں خود نادم سیتاپوری نے بڑی دیانت داری سے واشگاف الفاظ میں یہاں تک اقرار کیا ہے :

''ان اوراق کی ترتیب میں قاضی صاحب (قاضی محمد الیاس) کی یاد داشتیں میری راہنمائی اور رہبری نہ کرتیں تو شاید یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکتا۔[۱]''

معلوم نہیں ان یاد داشتوں کو مرتب کرنے کا کیا طریقہ رہا ہوگا ۔ راقم الحروف کے پاس محمد[۲] الیاس کا تالیف کیا ہوا قلمی نسخہ ''علمائے سیتاپور[۳]'' موجود ہے جس میں موصوف نے اکرام علی کا سب سے زیادہ اور تفصیلی ذکر کیا ہے اور اپنے ''الناظر'' والے مضمون کے تحقیقی مواد کو آگے بڑھایا ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ قاضی

---

۱ ۔ ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی'' صفحہ ۱۴ ، ادارۂ فروغ اردو ۔

۲ ۔ قاضی محمد الیاس راقم الحروف کے عم محترم تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا کتب خانہ ایک عرصے تک میرے مطالعے میں رہا ہے اور میں نے اس کتب خانے کے بے شمار فارسی ، عربی اور اردو کے نوادر سے استفادہ کیا ہے۔

۳ ۔ ''علمائے سیتاپور'' قاضی محمد الیاس نے ''سیرالعلما'' کے مقابلے پر لکھا تھا ۔ ''سیر العلما'' کا مؤلف حکیم محمد بہاؤ الدین صدیقی گوپاموی تھا جس نے بڑی جانب داری سے اس کتاب میں اپنے بزرگوں کا ذکر کیا تھا اور بہت سے قابل ذکر علما اس میں شامل نہیں تھے ۔ قاضی محمد الیاس نے ان فروگزاشتوں اور تسامحات کے پیش نظر سیتاپور کے عالموں کی تاریخ مرتب کی ۔ طباعت کے ذرائع محدود ہونے کی بنا پر محمد بہاؤالدین صدیقی کو یہ نسخہ چھپنے کے لیے بھیج دیا ۔ مولوی بہاؤالدین نے شکریے کے ساتھ یہ نسخہ جوں کا توں واپس کر دیا ۔ راقم الحروف کے پاس اس سلسلے کے مکاتیب بھی موجود ہیں جس کا ذکر یہاں لازم نہیں سمجھتا ۔

موصوف مولوی اکرام کے سلسلے میں بڑے ثقہ راوی ہیں اور کوئی شک نہیں کہ انھوں نے بڑی تحقیق اور تدقیق کے ساتھ سوانحی حالات مرتب کیے تھے۔ اگرھم انھیں ثقہ راوی تسلیم کرتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ قاضی محمدالیاس کے قلمی نسخے کی اھمیت نادم سیتاپوری کی یاد داشتوں سے زیادہ ہے۔ اس منطقی تصور کے پیش نظر میں دو' مضامین مولوی اکرام علی پر لکھ چکا ھوں۔ ان مضامین اور نادم صاحب کی تصنیف سے جو اختلافات پیدا ھوئے ھیں وہ در اصل میرے اور نادم سیتاپوری کے درمیان نہیں ھیں بلکہ قاضی الیاس کی تحقیق سے نادم سیتاپوری کے تسامحات اور مغالطے ثابت ھوئے ھیں۔

زندگی نامہ

مولوی اکرام علی فورٹ ولیم کالج میں کئی اعتبار سے گوناگوں شخصیت کے مالک ھیں۔ ان کی پہلودار شخصیت مختلف اوصاف کا احاطہ کرتی ہے۔ ایک عالم، اُستاد اور مترجم کی حیثیت سے بھی اور ایک باکمال مترجم اور اچھے انشا پرداز کے رتبے سے بھی وہ ھمارے سامنے آتے ھیں۔

مولوی اکرام علی کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق سے ملتا ہے۔ اُن کے پُرکھے بڑے صوفی اور اللہ والے لوگوں میں تھے۔ یہ خاندان بزرگوں کا تھا؛ بڑے بڑے عالم، مؤرخ اور حکیم اس خاندان میں گزرے ھیں۔ ایک طرف بابا فرید شکر گنج اور شیخ پیکی قادری جیسی جلیل القدر ھستیاں گزری ھیں تو دوسری طرف ھمام الدین خاوند شاہ جیسا پائے کا مؤرخ بھی گزرا ہے۔

شیخ اکرام علی کا وطن مالوف خاص سیتاپور (اودھ) تھا اور سکونت محلہ شیخ سرائے (جو اب بھی سیتاپور میں موجود ہے) سیتا پور میں تھی۔ یہ محلہ ان ھی کے بزرگوں نے بسایا تھا، جہاں

آج بھی ان کے وارث شاد اور آباد ہیں ۔ موصوف کے باپ کا نام شیخ احسان علی تھا :

> ''حکیم موصوف سیتا پور کے رئیس اور محلہ شیخ سرائے میں سکونت پزیر تھے ۔ مرحوم کے والد ماجد کا نام شیخ احسان علی صاحب تھا ۔ حکیم صاحب (مولوی اکرام) کے آبا و اجداد ارباب تصوف میں شمار ہوتے تھے لیکن خدا نے دنیاوی مال و جاہ سے سرفراز کیا تھا اور دربار شاہی میں مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے ۔ محمد شاہ دھلی اور لکھنئو کے دربار سے ان کے لیے جاگیریں اور وظائف متعین تھے[۱] ۔''

حکیم شیخ احسان علی کی شادی قصبۂ باڑی (تحصیل سدھولی) ضلع سیتاپور میں رئیس قاضی شیخ غلام رسول صدیقی کی لڑکی سے ہوئی اور حکیم شیخ احسان علی نے اپنے لڑکے شیخ اکرام علی کی شادی سبحان علی کی لڑکی سے کی جو سرکار اودھ کے منصب دار تھے اور محلہ شیخ سرائے سیتاپور میں سکونت پزیر تھے ۔ اس اعتبار سے مولوی اکرام علی کا ننھال اور ددھیال دونوں علم و فضل کا گہوارہ تھے ۔ اسی فضا اور ماحول میں موصوف کی علمی اور اخلاق تربیت ہوئی ۔ قاضی محمد الیاس کی روایت کے بموجب شیخ اکرام علی کی عمر جب نو برس کی تھی تو ان کے باپ مولوی احسان پر یہ افتاد پڑی کہ تن تنہا گھربار چھوڑ کر نہ جانے کہیں غائب ہوگئے ۔ کوئی وجہ اور سبب معلوم نہ ہوسکا ۔ بعض لوگوں نے دماغی خلل کا جواز تراشا ہے مگر یہ روایت ثقہ نہیں معلوم ہوتی ۔

---

۱ - مضمون قاضی محمد الیاس — ''الناظر'' — یکم نومبر ۱۹۱۳ ع -

بچپن میں باپ سے بچھڑ جانے کا صدمہ موصوف کی زندگی پر بہت گہرا پڑا اور یہ غم کی خلش انھیں زندگی بھر رہی ۔ غالباً اسی غم کے رجحان نے انھیں شروع ھی سے بڑا حساس اور بے حد ذمہ دار بنا دیا تھا ۔ موصوف کا عہد طفلی جب گزرا ، زمانہ لڑکپن کا آیا اور شعور بیدار ھوا تو ساری توجہ کسب علم کی طرف مائل ھوگئی ۔ طباعی اور ذھانت سے انھوں نے بہت جلد علم و فضل کی منزلوں کو طے کرنا شروع کر دیا ۔ ابتدائی اکتساب علم کے بعد مولوی تراب علی نے جو موصوف کے بھائی تھے ، کلکتے کے مدرسہ[۱] عالیہ عربیہ میں داخل کرا دیا ۔ قاضی محمد الیاس اپنے قلمی نسخے میں تحریر فرماتے ھیں :

"آخر ایک ناصح مشفق کی نصیحت سے متاثر ھوکر ترک وطن کر کے پہلے مولوی حاجی تراب علی صاحب نامی خیر آبادی مدرس مدرسۂ ایسٹ انڈیا کمپنی

---

۱ - مدرسۂ عالیہ عربیہ— مسلمانوں کی درخواست پر وارن ھیسٹنگز گورنرجنرل نے ۱۷۸۱ع میں عربی ، فارسی ، اردو اور منطق و فلسفہ وغیرہ کی تعلیم کے لیے قائم کیا اور اس کی نگرانی کے لیے ۱۷۸۸ ع میں کپتان اروِن کو اس کا سکریٹری مقرر کیا ۔ میجر باسو نے اپنی کتاب "تاریخ تعلیم" صفحہ ۲۲ میں تحقیق سے بتایا ھے کہ ایک سو سے زیادہ طلبا کو تین تین سو روپے کا ماھوار وظیفہ دیا جاتا تھا ۔ علامہ عبداللہ یوسف علی "انگریزی عہد میں ھندوستان کے تمدن کی تاریخ" کی وساطت سے ھم یہ بھی تحقیق کر سکتے ھیں کہ مولوی خلیل الدین اشک خیر آبادی مترجم "داستان امیر حمزہ" اور "خرد افروز" کے مترجم مولوی حفیظ الدین احمد نے بھی اسی مدرسے میں تعلیم حاصل کی ۔ خالد یار کی تصنیف "تاریخ تعلیم" میں مدرسے کے قیام کی تاریخ ۱۷۸۰ع ھے (ملاحظہ ھو صفحہ ۲۳۶) ۔ سید طفیل احمد منگلوری "مسلمانوں کا روشن مستقبل" میں قیام کی تاریخ ۱۷۸۱ع لکھتے ھیں ۔

مدراس کے ذریعے سے سفر کی ناقابل برداشت صعوبتیں
اٹھا کر کلکتے کے مدرسۂ عالیہ عربیہ میں داخل ہوئے[1] ۔

حاجی تراب علی فرنگی محلی شیخ اکرام علی کے حقیقی بھائی نہیں بلکہ رشتے کے بھائی تھے ۔ اگرچہ تراب علی کی پوری زندگی ہماری لاعلمی کے اندھیرے میں ہے مگر "وسیط النحو" کے مطالعے اور "نتائج الافکار" تذکرۂ شعرائے دکن اور گنگا پرشاد ورما کی سوانخ عمری "مولوی محمد کاظم[2]" اور ڈاکٹر صفدر[3] کے تحقیقی مقالے (غیر مطبوعہ) سے واضح ہوتا ہے کہ تراب علی بڑے پائے کے عالم بزرگ گزرے ہیں ۔ عربی فارسی میں کمال حاصل تھا ، فارسی میں شعر کہنے پر قادر تھے اور نامی تخلص کرتے تھے ۔ ہندوستان کے فارسی شعرا میں ان کا نام بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔ قاضی الیاس کی وساطت سے "وسیط النحو" (عربی میں) کے علاوہ کسی دوسری

---

۱ ۔ قلمی نسخہ ، صفحہ ۱۹ ۔

۲ ۔ محمد کاظم کی سوانخ عمری میں "نتائج الافکار" سے زیادہ کام کی بات معلوم ہوتی ہے ۔ مذکورہ نسخے میں ایک جگہ بر سبیل تذکرہ فرنگی محل کے علما کی فہرست درج ہے ۔ اس فہرست سے مولوی تراب علی کے علم و فضل کی تصدیق ان کے معاصروں کے ساتھ یوں کی ہے : "مولوی عبدالحکیم ، مولوی عبدالحئی ، مولوی محمد ابراہیم ، مولوی سعداللہ اور مولوی تراب علی ، علوم نقلی اور عقلی کے جامع تھے ۔ ("سوانخ عمری محمد کاظم" صفحہ ۱۳۶)"

۳ ۔ ڈاکٹر صفدر اپنے تحقیقی مقالے میں تراب علی کے ساتھ کچھ اور دانش وروں کا یوں ذکر کرتے ہیں : "ان سب نے مل کر (یعنی علمائے فرنگی محل) صرف ، نحو ، معنی ، بیان ، ادب اور شعر ، عروض عربی ، ہیئت ، فقہ ، کلام ، عقائد ، منطق ، فلسفہ ، طبیعیات و الٰہیات وغیرہ میں لکھنئو کا پایہ بہت بلند کر دیا ("شاہان اودھ کے دور میں زندگی اور شاعری" صفحہ ۱۳۶ ، غیر مطبوعہ)

تصنیف کا سراغ نہیں ملتا ۔ نادم سیتاپوری نے تراب علی کا تعلق مدرسۂ عربیہ عالیہ کے بعد فورٹ ولیم کالج سے ثابت کیا ھے ۔ فورٹ ولیم کالج کے نثرنگاروں میں ان کی کسی تصنیف کا ذکر نہیں ملتا ۔ ''تذکرۂ شعرائے دکن'' کا حوالہ نادم سیتا پوری نے اپنی کتاب میں یوں دیا ھے :

''تلاش معاش میں کلکتہ گئے ، حکام برطانیہ کے همراہ ایران و عراق و عجم کی خوب سیر و سیاحت سے مراجعت کر کے مدراس میں آئے ، کمپنی کے مدرسہ میں مدرس ہوئے ، چند مدت بسر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے ، مراجعت کے وقت مقام پٹن (پاک پٹن شریف) میں ۱۲۴۱ع میں فردوس بریں کو روانہ ھوئے ، آپ عالم و فاضل جامع العلوم تھے[۱] ۔''

مولوی تراب علی کی وساطت سے اکرام علی مدرسۂ عربیہ عالیہ میں داخل ھوگئے ۔ اکرام علی کو باپ کے صدمے نے علم سے گہرا لگاؤ پیدا کر دیا اور یہی ان کی زندگی کا نفسیاتی رد عمل تھا جو انھیں کھینچ کر کلکتے لے گیا ۔ پھر اس کے بعد علم کی خاطر وہ کلکتے سے دھلی آئے ۔ اکرام علی کا کلکتے سے دھلی آنے کا عقدہ نہیں کھلتا ۔ یہ ایک مسئلہ ھے جو تمام تحقیق کے بعد بھی واضح نہیں ھوتا مگر گمان یہی ھوتا ھے کہ مادی نوعیت کے نامساعد حالات نے انھیں کلکتہ چھوڑنے پر مجبور کیا ھوگا ، چنانچہ اپنی تعلیم کو مکمل کرنے کے لیے موصوف دھلی میں اپنے چچا مردان علی کے پاس چلے آئے ۔ نادم سیتا پوری شیخ مردان علی کے

۱۔ ''شعرائے دکن'' صفحہ ۱۱۸ اور ۱۱۹ کتاب ۔ ''نادم سیتاپوری'' صفحہ ۱۲۸ ۔

پاس اکرام علی کے جانے کا ذکر کلکتے جانے سے پہلے کرتے ہیں :

"جب حکیم احسان علی دماغی امراض کا شکار ہو کر بلا علم و اطلاع سیتا پور سے چلے گئے تو اکرام علی اپنے چچا شیخ مردان علی خان کے ساتھ دہلی گئے۔ اکرام علی کی عمر اس وقت نو سال سے زائد نہیں تھی[۱]۔"

نادم سیتا پوری نے اس روایت کا ذکر بغیر کسی حوالے کے کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وہی یاد داشت ہوگی جو قاضی محمد الیاس نے ان کو دکھائی تھی۔ قاضی موصوف کے قلمی نسخے میں اس کا ذکر نہیں ملتا لہٰذا اس کو نادم سیتا پوری کا تسامح ہی کہا جا سکتا ہے۔

شیخ مردان علی دہلی کے دربار سے منسلک تھے۔ بھتیجے کی آمد پر ان کے تلطف اور سلوک کا کہیں سے کوئی ذکر فراہم نہیں ہوتا لہٰذا یہ بات وثوق سے نہیں کہی جاسکتی کہ اکرام علی کے دہلی آنے میں ان کے چچا کی رفاقت کہاں تک شامل حال رہی۔ قاضی الیاس بھی یہاں پر خاموش نظر آتے ہیں۔ قاضی موصوف تو فقط اتنا لکھتے ہیں :

"دہلی آئے اور بمقام جامع مسجد یہاں کے نصاب کے موافق یہاں کے علما کو امتحان دے کر سند حاصل کی[۲]۔"

تحصیل علم کے بعد قرین قیاس یہی تھا کہ مولوی موصوف دہلی میں سکونت اختیار کر لیتے یا لکھنؤ چلے آتے۔ لکھنؤ علم و ادب کا ان دنوں گہوارہ تھا مگر مولوی اکرام دہلی کی خستہ حالت سے بھی خوب آگاہ تھے : دلی چل چلاؤ پر تھی ، لکھنؤ کی درباری زندگی لہو و لعب میں ڈوبی ہوئی تھی۔ مولوی موصوف

---

۱ - "فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی" صفحہ ۱۱۲ -

۲ - قلمی نسخہ ، صفحہ ۱۹ -

کا طبعی میلان اور مذہبی عقائد لکھنئو کی زندگی سے مفاہمت پیدا نہیں کرسکتے تھے ۔ لہٰذا بہتر یہی سمجھا کہ پھر کلکتے واپس چلے جائیں اور مولوی تراب علی کے رسوخ کو اپنے کام میں لائیں ۔ اس زمانے میں تراب علی کا مقام بڑی حیثیت رکھتا تھا ۔ چنانچہ اسی کے بل بوتے پر مولوی اکرام علی نے کلکتے کا رخت سفر باندھ لیا ۔ یہ وہی زمانہ تھا جب گل کرسٹ کی تجویز اور لارڈ ولزلی کی کوششوں سے کلکتے میں (گل کرسٹ کا مدرسہ ختم ہو کر) فورٹ ولیم کالج کا سنگ بنیاد رکھا جا چکا تھا اور پڑھے لکھوں کی ایک جماعت کلکتے میں جمع ہو رہی تھی ۔ تصنیف و تالیف کا کام شروع ہوچکا تھا ۔ اسی اثنا میں مولوی تراب علی کی سفارش پر شیخ اکرام کو فورٹ ولیم کالج میں مسٹر ابراہم لاکٹ کی اردو تدریس کے لیے مامور کیا گیا ۔ یہ موصوف کی معلمی اور تبحر کا اعجاز تھا کہ ابراہم لاکٹ جیسا فوجی ذہنیت کا شخص نہ صرف اردو زبان کی طرف مائل ہوا بلکہ اردو شاعری کا بھی گرویدہ ہوگیا ۔ جان گل کرسٹ ۱۸۰۴ع میں کالج سے مستعفی ہوئے ۔ اس کے بعد یہیں سے فورٹ ولیم کالج کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے ۔ اکرام علی اپنے مقدمے میں خود ایک جگہ لکھتے ہیں: ”خدا وند نعمت مسٹر ابراہم لاکٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کی . . . اور موافق طلب اخی و استاذی جناب بھائی صاحب قبلہ مولوی تراب علی دام ظلہم کی شہر کلکتے میں آیا اور رہنمائی طالع سے بعد حصول شرف ملازمت کے مورد عنایت و مرحمت کا ہوا ۔ از بسکہ صاحب موصوف کی کمال پرورش منظور تھی، سرکار بہادر میں نوکر رکھوا کر اپنے پاس متعین کرلیا ۔“[1]

---

۱ ۔ اخوان الصفا ، نسخۂ انگلستان صفحہ ۲ ۔

گل کرسٹ کے بعد ابراهم لاکٹ کا شمار شعبۂ تصنیف و تالیف کے ارباب حل و عقد میں کیا جانے لگا ۔ ابراهم لاکٹ کو اقتدار ملتے هی مولوی اکرام علی کا عروج شروع هوا ۔ لاکٹ اپنے استاد کے تبحر اور مرتبے سے بخوبی واقف تھے، چناں‌چه انھوں نے تصنیف و تالیف میں شیخ اکرام علی کو اپنے ساتھ شامل کرلیا اور کتاب ''اخوان الصفا'' کے ایک حصے کا ترجمه موصوف کے سپرد کردیا ۔

> ''اخوان الصفا'' کا اس حصے کا ترجمه اردو میں شروع کیا جس میں انسان اور جانور کا مناظره هے - ۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ع میں یه ترجمه ختم هوا[1] ۔''

ابراهم لاکٹ کا دور اقتدار گل کرسٹ کے بعد شروع هوتا هے ۔ گل کرسٹ عتیق صدیقی کی تحقیق کے مطابق ۲۴ - فروری ۱۸۰۴ع میں مستعفی هوا ۔ قیاس هے که ابراهم لاکٹ کا دور فوراً اس کے بعد شروع هوا ۔ ابراهم لاکٹ کے زمانے کو فورٹ ولیم کالج کا دوسرا دور کہه سکتے هیں ۔ اس طرح اکرام علی کے تقرر کا عہد دوسرے دور میں ٹھہرتا هے ۔ ان کے تقرر کی صحیح تاریخ همیں کہیں سے دستیاب نہیں هوتی ۔ عتیق صدیقی کی تحقیق بھی گل کرسٹ کے عہد سے آگے نہیں بڑھی ۔

''اخوان الصفا'' کے ترجمے کے بعد مولوی اکرام علی کی کسی دوسری تصنیف کا ذکر نہیں ملتا ۔ ایک غیر مطبوعه نسخے کی نشان‌دهی قاضی محمد الیاس کے قلمی نسخے میں ان الفاظ کے ساتھ ملتی هے:

> ''تذکرۃ المصنفین'' بھی آپ کی تالیف تھی جو نہایت تحقیق سے لکھی گئی تھی لیکن اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی ۔ یه کتاب عرصے تک آپ کے (مولوی اکرام) خاندان

---

۱ - قلمی نسخه، صفحه ۲۶ -

میں رہی ، اس کے بعد خاندانی لوگوں کی غفلت و
بے پروائی سے یہ کتاب کسی طریقے سے سیتا پور کے جج
عبد السلام رامپوری کے یہاں پہنچ گئی اور یہ کتاب
ہمیشہ کے لیے اس خاندان سے رخصت ہوگئی'۔''

ابھی کچھ عرصے کی بات ہے کہ راقم الحروف ہندوستان گیا اور اپنے سیتا پور کے قیام میں ایک قلمی نسخہ ان کے قدیمی مکان سے دریافت کیا ۔ یہ نسخہ ''اسرار قاسمی'' کا تھا جو بہت ھی بوسیدہ اورکرم خوردہ حالت میں (فارسی زبان میں) تھا ۔کتاب کے آخر میں اکرام علی کے دستخط موجود ہیں ۔ بہت تحقیق کے بعد معلوم ھوا کہ یہ تصنیف اکرام علی کی نہیں ہے ۔ اس کتاب کا مصنف زبان فارسی کا مانا ھوا استاد ملا واعظ کاشفی ھے ۔ علم نجوم کے موضوع پر یہ ایک بہترین تصنیف ھے مگر اس نسخے میں مصنف کا نام القط ھے ۔ بہر حال موصوف کا نام درج ھونے سے ان کی ملک کا پتا چل گیا اور اس گمان کو تقویت مل گئی کہ مولوی اکرام علی کو حکیم مومن خاں مومن کی طرح علم حکمت و دیگر علوم سے شغف کے علاوہ علم نجوم سے بھی بڑا تپاک تھا ۔

مولوی اکرام علی کے سلسلے میں کسی بھی تحقیقی ماخذ سے ان کے مؤلفانہ کارناموں کا سراغ نہیں ملتا ۔ 'اخوان الصفا'' کی طباعت سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ موصوف کا تعلق بھی فورٹ ولیم کالج کے آخری دور سے رہا ھے ۔ ''اخوان الصفا'' کا پہلا اڈیشن ۱۸۱۰ع میں فورٹ ولیم کالج نے ہندوستانی پریس سے طبع کروایا ۔ مؤلف اختر شہنشاھی کی تحقیق کے بہ موجب ہندوستانی پریس

---

۱ ۔ قلمی نسخہ ، صفحہ ۲۴ ۔

شیخ اکرام کا ثابت ہوتا ہے ۔ ''اختر شہنشاہی''[۱] کی اس تحقیق کو ثانوی ماخذ بناکر مختلف محققوں نے اسے برحق تسلیم کیا ہے ۔ قاضی عبدالغفار فرماتے ہیں :

''جہاں تک میری رسائی ہوسکی ہے ، اردو کا پہلا مطبع ۱۸۱۰ع میں بمقام کلکتہ قائم ہوا ۔ پریس کا نام ہندوستانی پریس تھا اور اس کے مالک کوئی اکرام علی صاحب تھے[۲] ۔''

اس تحقیق پر توثیق کی مہر قاضی محمد الیاس بھی ثبت کرتے ہیں اور نادم سیتاپوری اپنے کئی مضامین میں بڑے شد و مد کے ساتھ اس کو مستند مانتے ہیں ۔

عتیق صدیقی اپنے ایک تحقیقی موقف کی بنیاد پر اس تحقیق کو کالعدم کردیتے ہیں ۔ ان کا بیان ہے :

''فارسی رسم الخط کا پہلا باضابطہ تجارتی چھاپا خانہ ۱۸۰۱ء کے اواخر یا ۱۸۰۲ع کے اوائل میں قائم ہوا ۔ اس کا نام ہندوستانی پریس تھا[۳] ۔''

اس کے بعد اپنی دوسری کتاب ''گل کرسٹ اور اس کا عہد'' میں اپنے قول کی پوری تصدیق اس طرح سے کرتے ہیں :

''گل کرسٹ نے اپنے خط ۲۰ - جنوری ۱۸۰۱ع میں ہندوستانی شعبے کے لیے خود کتابیں چھاپنے کی تجویز کالج کونسل کے سامنے پیش کی تھی ۔ اس کے متعلق

---

۱ - ''اختر شہنشاہی'' پر راقم الحروف کا تحقیقی مضمون ملاحظہ ہو، ماہنامہ ''سب رس'' ـــــ جولائی ۱۹۶۰ع (حیدر آباد دکن) اور دوسرا ''تہذیب الاخلاق'' دسمبر ۱۹۶۵ع (لاہور) ۔

۲ - ماہنامہ ''نگار'' (لکھنؤ) ۱۹۳۰ع ۔

۳ - '' کمپنی کے عہد میں ہندوستانی اخبار نویسی'' صفحہ ۳۴ ۔

کونسل کے کسی قطعی فیصلے کا ہم کو پتا نہیں چلتا
لیکن حقیقت یہ ہے کہ گل کرسٹ نے عملاً طباعت کا
کام اعالی پیمانے پر شروع کر دیا تھا ۔ اس کام کے لیے
اس نے سب سے پہلے ایک چھاپے خانے کا انتظام کرنا
ضروری سمجھا [۱]۔"

ہندوستانی پریس کی تاریخ اول الذکر کتاب میں ۱۸۰۱ع کے اواخر یا ۱۸۰۲ع کے اوائل میں لکھی ہے اور مؤخرالذکر کتاب میں بغیر حوالے اور بغیر ثبوت کے تاریخ قیام ۱۸۰۲ع لکھی ہے ۔ اس سے قطع نظر عتیق صدیقی کی تحقیق سے بہرحال اتنا تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہندوستانی پریس کی بنیاد شیخ اکرام کے نہیں بلکہ گل کرسٹ کے ھاتھوں پڑی ۔ دوسرے تقدم کا شرف بھی گل کرسٹ کو ملتا ہے مگر یہ واضح رہے کہ مؤلف "اختر شہنشاھی" کی تحقیق کی اس سے تردید نہیں ھوتی اور نہ یہ ثابت ھوتا ہے کہ ہندوستانی پریس شیخ اکرام کی ملکیت نہیں تھا ۔ اس سلسلے کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اشرف نقوی کو اپنے زمانے میں جو ماخذ میسر تھے ان کی بنیاد پر یہ تحقیقی استنباط تھا ۔ شیخ اکرام ، اشرف نقوی کے ہم وطن ھونے کے علاوہ دونوں ایک ھی معزز برادری سے تعلق رکھتے تھے ، اگرچہ دونوں کے زمانوں میں خاصا بعد تھا ۔ اس لیے اشرف نقوی سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ انھوں نے اپنے ہموطن دوست کے ضمن میں اتنی اہم بات ایسی عدم ثقاہت سے کہی ھوگی ۔ ان کا ماخذ کیا تھا ؟ اس کی نوعیت اور اس کی اھمیت کیا ہے ؟ اس کے بارے میں ھمارے پاس کوئی شہادت نہیں ۔ اسی لیے ہم وثوق سے بات کرنے سے یہاں

---

۱ ۔ "گل کرسٹ اور اس کا عہد" صفحہ ۱۵۱۔

قاصر ہیں ۔ مگر یہ واضح رہے کہ اشرف نقوی نے یہ کہیں پر نہیں لکھا کہ——ہندوستانی پریس اردو کا سب سے پہلا مطبع تھا ۔ یہ بات دوسری ہے کہ دوسرے محققین ماخذات کی عدم ثقاہت کی بنا پر اس کو اردو کا پہلا پریس مان لیں ۔ عتیق صدیقی کی تحقیق سے یہ ضرور ثابت ہوگیا کہ پہلا پریس گل کرسٹ نے قائم کیا ہے مگر ہندوستانی پریس پر ملکیت کا دعویٰ بھی غلط نہیں ہوسکتا بلکہ اس سلسلے میں یہ ضرور ذہن میں رکھنا ہوگا کہ گل کرسٹ کا مطبع دو سال سے زیادہ نہیں چلا ۔ یعنی ۱۸۰۲ع سے ۱۸۰۴ع تک اور ۱۸۰۴ع میں جب وہ استعفیٰ دے کر واپس وطن جاتا ہے تو اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کی فہرست میں چھاپے اور ٹائپ کا بھی اندراج کرتا ہے اور آخر میں خود اس کے یہ الفاظ ہیں :

"فی الحال ڈاکٹر ہنٹر مسٹر میک ڈاگل (Macdougal)
اور مے کن ٹوش فل ائیڈ کمپنی (Mackintoshfuton)
کی مشترک نگرانی میں چھوڑ رہا ہوں"[۱]

اس کے بعد ہندوستانی پریس شیخ اکرام علی کے ہاتھ آیا ۔ یہ کس طرح ہوا ؟ اور ایسا کیوں کر ہوا ؟ اس کے عواقب یا عوامل کیا ہیں ؟ اس کی شہادت میں ہمارے پاس نہ کوئی ثقہ ماخذ ہے اور نہ غیر ثقہ ۔ بس "اختر شہنشاہی" کے حوالے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مولوی اکرام اس کے مالک تھے ۔ ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے ، خواہ ہندوسانی پریس کی تاریخ اجرا میں کسی تسامح کو دخل دینا پڑجائے ۔

---

۱ - ملاحظہ ہو
Proceedings of the College of fort william OP. Cit-168
بہ حوالہ "گل کرسٹ اور اس کا عہد"——عتیق صدیقی ، صفحہ ۱۵۲ -

اسی سلسلے میں تحقیق کا اہم مسئلہ اردو کے پہلے اخبار کا بھی ہے - ہمارے بعض محققین اس بات پر بھی مصر ہیں کہ پہلے اردو اخبار کے اڈیٹر بھی مولوی اکرام علی ہوئے ہیں - سید حامد حسن قادری نے "داستان تاریخ اردو" میں لکھا ہے :

"مولوی محمد باقر (مولانا محمد حسین آزاد کے والد) نے دھلی سے اردو اخبار جاری کیا - اردو کا یہ دوسرا اخبار تھا ؛ پہلا اردو اخبار مولوی اکرام علی نے کلکتے سے ۱۸۱۰ع میں نکالا تھا -[۱]"

اس تحقیق کی تائید عبدالرزاق[۲] راشد بھی کرتے ہیں اور بڑے شد و مد کے ساتھ - نادم سیتاپوری بھی اپنے کئی مضامین میں اس کا ذکر کرچکے ہیں - اردو اخبار کو مولوی اکرام علی سے منسوب کرنا یا اردو کا پہلا اڈیٹر موصوف کو تسلیم کرنے کے لیے ہمارے پاس ثبوت بڑے ہی ضعیف ہیں - انیسویں صدی کی صحافت کے دونوں محقق گارساں دتاسی اور اشرف نقوی خاموش ہیں - اس کی تردید اور رد میں عتیق صدیقی کے دلائل اور ثبوت زیادہ معتبر معلوم ہوتے ہیں مگر اس تحقیقی سراغ کو ہم عتیق صدیقی سے منسوب نہیں کرسکتے - پہلے اردو اخبار کے سلسلے میں اس سے پہلے بھی مضامین لکھے جاچکے ہیں -

مولانا عبدالمجید سالک اور وقار انبالوی بھی اپنے مضامین میں پہلے اخبار کے ذیل میں "جام جہاں نما[۳]" کا ذکر کرچکے ہیں -

---

۱ - "داستان تاریخ اردو" صفحہ ۸۶-

۲ - ماھنامہ "نگار" ——— اگست ۱۹۳۶ع -

۳ - "جام جہاں نما" کے بارے میں ہماری ایک تحقیق یہ بھی تھی کہ یہ اخبار فارسی میں طبع ہوتا تھا اور اسی میں اردو اخبار کے صفحات شامل کر لیے جاتے تھے -

ڈاکٹر عبدالسلام نے ''کلکتہ منتھلی جرنل'' کے حوالے سے بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیا کہ اردو کا پہلا اخبار ''جام جہاں نما'' ہے۔ ''جام جہاں نما'' ۲۷ - مارچ ۱۸۲۲ع میں طبع ہوا۔

اردو کے پہلے اخبار کی تفصیل میں پڑنے کا یہ مناسب موقع نہیں ہے - بہرحال یہ تو اب ظاہر ہے کہ اردو کا پہلا اخبار نہ تو وہ ہے جس کو محمد حسین آزاد نے اپنے والد بزرگ ، مولوی محمد باقر سے (اردو اخبار دھلی ، ۱۹۳۶ع) منسوب کیا ہے اور نہ وہ ہے جس کا سید حامد حسن قادری نے ''داستان تاریخ اردو'' میں ذکر کیا ہے۔ اس اخبار کے ذیل میں وہ عینی شہادت بھی بعض وجوہ سے ضعیف اور مشکوک ہے جو نادم سیتاپوری نے مولوی اکرام علی کو اردو کا پہلا اڈیٹر ثابت کرنے کے لیے پیش کی ہے۔

اب دو مسئلے ہمارے سامنے آتے ہیں؛ ایک تو یہ کہ مولوی اکرام علی کا فورٹ ولیم کالج سے کتنا عرصہ تعلق رہا اور دوسرا یہ کہ ہندوستانی پریس سے وہ کب تک وابستہ رہے؟ ان دونوں اہم مسئلوں کا ہمیں کسی ثقہ ماخذ سے کوئی تسلی بخش حل نہیں ملتا - راقم الحروف مولوی اکرام علی پر مسلسل کئی

---

۱ - ''جام جہاں نما'' کی تحقیق کا سہرا نہ ڈاکٹر عبدالسلام کے سر بندھ سکتا ہے اور نہ عتیق صدیقی کو یہ اعزاز پہنچتا ہے - جس طرح سے فورٹ ولیم کالج کے پرنسپل اور گل کرسٹ کے املا اور تلفظ کا تحقیقی مسئلہ جمیل نقوی کے مقالے (''مشرب'' جون ، جولائی ۱۹۵۶ع) کو سامنے رکھ کر عتیق صدیقی سے منسوب نہیں کرسکتے ، اسی طرح یہ تحقیق بھی ان کی نہ سمجھی جائے گی - ہاں اس تحقیق کو تفتیشی اور تدقیقی گرفت میں لینے میں عتیق صدیقی کی اہمیت ضرور ہوسکتی ہے اور اس سے زیادہ اس تحقیق کی وضاحت ، شہادت اور توثیق میں ڈاکٹر عبدالسلام کا ہاتھ زیادہ ہے -

برس سے کام کر رہا ہے اور اس سلسلے میں دو مضامین بھی رسائل میں لکھ چکا ہے ، مگر یہ مسئلہ کسی طرح بھی حل نہ ہوسکا ۔ تحقیق سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ ابراھم لاکٹ کی سفارش سے موصوف کا عمل دخل کالج میں رہا اور بعد میں اپنے تبحر علمی کی بدولت وہ کلکتے کے صدر الصدور بھی مقرر ہوئے ۔ رسالہ ''الناظر'' میں قاضی الیاس لکھتے ھیں :

''یہ عہدہ اس زمانے میں ججی کے برابر ہوتا تھا'' ۔ [1]

مگر موصوف کی طبیعت اس پیشے سے بھی بھرگئی اور دنیاوی دھندوں اور جھمیلوں سے گھبرا کر اپنے اجداد کے روحانی اور مذہبی انداز و روش پر چل پڑے اور اسی نفسیاتی میلان کے سبب ۱۸۳۷ع میں انھوں نے اپنے وطن (سیتاپور اودھ) میں ایک جامع مسجد تعمیر کروائی جو آج تک ان کے نام اور کتبے سے محفوظ ہے ۔ اس کے بعد موصوف ھی کے ایما پر اجمیر میں دار افتا قائم ھوا ۔

''چنانچہ آپ کا انتخاب بحیثیت مفتی اجمیر شریف کے لیے تین سو روپے ماھوار پر ھوا اور آپ نے اس نازک اور اھم کام کو نہایت خوبی سے انجام دیا'' ۔ [2]

مولوی اکرام علی کے لیے اجمیر شہر ، قلب ماہیت اور سکون دل کے لیے زیادہ مناسب ثابت ھوا ۔

یہاں مادی اور روحانی دونوں نعمتیں میسر تھیں ۔ موصوف کے اجمیر کی زندگی کے حالات بھی تفصیل سے فراہم نہیں ہوتے ۔ قاضی الیاس نے اپنے قلمی نسخے میں ایک جگہ لکھا ہے :

---

۱ ۔ ''الناظر'' (ماھنامہ) یکم نومبر ۱۹۱۵ع ۔

۲ ۔ ''الناظر'' یکم نومبر ۱۹۱۵ع ۔

"آپ کو اس نزاعی عہدے اور جلیل القدر منصب کے
کاموں کو مستعدی اور ذہانت اور امانت سے انجام
دینے کے بعد جو فرصت کا وقت ملتا تھا ، وہ طبابت
میں صرف فرماتے تھے - اس پیشے میں وہ بہت کامیاب
ثابت ہوئے - آپ کے دست شفا کی دھوم مچ گئی - آپ
اپنے گھر کے مصارف کے لیے ہر ماہ ایک ہزار روپیا
بھیجا کرتے تھے- اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ وہاں
آپ کی کیا آمدنی ہوگی -"

اجمیر پہنچ کر مولوی اکرام علی نے طبابت کا شغل بھی شروع
کر دیا - اس فن میں آپ کی مہارت کی دھاک شہر اجمیر میں
خوب بیٹھ گئی - قاضی الیاس "الناظر" اور اپنے قلمی نسخے میں تفصیل
سے لکھتے ہیں کہ جب مولوی موصوف کی طبابت کی شہرت
دور دور تک پھیل گئی تو حیدرآباد دکن میں ان کے والد
(جن کا ابتدا میں ذکر ہوچکا ہے) مولوی شیخ احسان علی کو بھی
اس کا علم ہوا - وہ ایک عرصے سے مفقودالخبر تھے - لائق بیٹے
کی خبر سن کر جذبۂ پدری جوش میں آیا اور اشتیاق ملاقات
کی چنگاریاں بھڑک اٹھیں - ادھر مولوی اکرام باپ کا خط پاتے ہی
مودت پدری سے ماھی بے آب ہوگئے - مگر قدرت کو کچھ اور
منظور تھا - ادھر غیب سے ملنے کے اسباب مرتب ہوئے،
ادھر مولوی احسان علی کے لیے پالک بیٹے کو اس کی خبر
ہو گئی - اس خدشے سے کہ کہیں مال و متاع سے محرومی
کی صورت پیدا نہ ہو، حرص و ہوس کے ہاتھوں مجبور ہو کر
باپ کو زہر دے دیا - اس حادثے کی خبر سے مولوی اکرام علی
کو شدید صدمہ ہوا اور کچھ ہی عرصے کے بعد ۱۲۵۳ ہجری
میں اجمیر میں موصوف کا انتقال ہوگیا - قاضی الیاس کی

تحقیق کے بہ موجب مولوی اکرام علی کی قبر اجمیر میں ہی تعمیر ہوئی -

(۲)

دنیا کی قدیم کلاسیکی کتابوں میں ''اخوان الصفا'' کا ۵۳ رسائل کا دفتر بھی اپنی ایک الگ اہمیت رکھتا ہے - بلند پایہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی کتابیں جنھوں نے عالم گیر شہرت اور بقاے دوام کا درجہ حاصل کیا ، ان میں سے ایک ''اخوان الصفا'' بھی ہے - اس کتاب کا ترجمہ مغرب اور مشرق کی بیشتر زبانوں میں ہو چکا ہے - تحقیقی زاویے سے اس کتاب میں بےشمار تسامحات اور شبہات ہیں - اسی سبب سے ''اخوان الصفا'' کے بارے میں ہم کوئی بھی بات ایسی نہیں کہہ سکتے جو حرف آخر کا حکم رکھتی ہو - مختلف ، متضاد اور متصادم روایات کی بنا پر کوئی تحقیقی فیصلہ کرنا ممکن نہیں اس لیے ان تمام شبہات کی تفصیل ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :

۱ - ''اخوان الصفا'' کی تاریخ طباعت کا مسئلہ -
۲ - ''اخوان الصفا'' کے کل رسائل کے سلسلے میں اختلاف -
۳ - مصنف کے سلسلے میں نزاع -
۴ - تصنیف کی غرض و غایت -
۵ - ''اخوان الصفا'' کے مختلف ترجمے اور اڈیشن

۱ - ''اخوان الصفا'' کی تاریخ طباعت کا مسئلہ :

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ''اخوان الصفا'' تیسری صدی ہجری کے بعد لکھی گئی ہے - بعض محققوں کا یہ فیصلہ

---

۱ - ''جلاالعینین فی محاکمة الاحمد'' بحوالہ ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی'' صفحہ ۱۹۹ -

ہے کہ ''اخوان الصفا'' چوتھی صدی ہجری[1] کے نصف آخر میں تصنیف ہوئی ۔ بالکل صحیح تاریخ کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے ۔

۲ ۔ ''اخوان الصفا'' کے کل رسائل :

اس میں بھی اختلاف اسی نوعیت کا ہے : چند محققین کا خیال ہے کہ اس کے کل ۵۱[2] رسائل ہیں ، ایک محقق کا اصرار ۵۲[3] رسائل پر ہے اور زیادہ تر تحقیق ۵۳ رسائل پر ہی ملتی ہے ۔ میرے خیال میں درست ۵۳ رسائل والی تحقیق ہے ۔ اس پر زیادہ اور ثقہ شواہد ہیں اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ آخری رسالے کا نام ''جامعہ'' تھا ۔

۳ ۔ مصنف کے سلسلے میں تحقیقی نزاع :

یہ سب سے اہم ، توجہ طلب اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس کا کوئی تسلی بخش فیصلہ نہیں ہوتا کہ اس کا مصنف کون ہے ؟ اس پر مختلف محققوں اور مؤرخوں میں اختلاف رائے ہے ۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ کل رسائل کسی ایک عالم کی ذہنی کاوش کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ یہ تصنیف الحاقی ہے ۔ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں (معلومات نمبر) کہ یہ اسماعیلی فرقے کی ایک جماعت تھی جو 'اخوان الصفا' کے نام سے موسوم تھی جس کا علمی اور مذہبی مرکز بصرے میں تھا ۔ اس جماعت کے چار عالموں نے مل کر یہ ۵۳ رسائل قلم بند کیے ۔

---

۱ ۔ معلومات نمبر ''نگار'' ۱۹۵۸ع (لکھنئو) اور ''تاریخ فاطمین'' صفحہ ۵۱۷ ۔

۲ ۔ قفطی المصری مؤلف ''تراجم الحکما'' اور ملاحظہ ہو مولوی اکرام علی کا مقدمہ ۔

۳ ۔ معلومات نمبر ''نگار'' اور مؤلف ''نورمبین حبل اللہ المتین'' بحوالہ نادم سیتاپوری ۔

ابوسفیان محمد بن مشیر البستی المقدسی ، ابوالحسن علی بن فارون الرنجانی ، محمد بن نرجوری العوفی ، زید بن رفاع اس کے مصنفین تسلیم کیے جاتے ھیں ۔ مؤلف ''تراجم الحکماء'' قفطی المصری اس کی تائید کرتے ھیں ۔ مترجم ''اخوان الصفا'' اس کے دس مصنف ٹھہراتا ھے اور دو کا ذکر کرتا ھے : ابو سلمان ابوالحسن ابو احمد ۔

اسماعیلی فرقے کی تاریخ ھم کو بتاتی ھے کہ یہ تصنیف حضرت عبداللہ وفی احمد کی الہامی تصنیف ھے جو اسماعیلی فرقے کے پہلے امام تھے اور بتایا جاتا ھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لڑکے تھے ۔ نادم سیتاپوری نے اپنی کتاب میں ''نورمبین حبل اللہ المتین'' کے حوالے سے تحریر کیا ھے کہ اصل مصنف نے بعض مصلحتوں کی بنا پر اپنا اصل نام مخفی کردیا ۔

''اس کتاب کے تیار ھوتے ھی ایک ایک نسخہ خلیفہ کے پایۂ تخت بغداد کی ھر مسجد کے محراب میں ایک ھی دن میں رات کے وقت رکھ دیا گیا ۔ علی‌الصبح جب پیش اماموں کی اور نمازیوں کی نظر اس رسالے پر پڑی تو باھم چہ می گوئیاں ھونے لگیں اور آخر یہ تمام رسالے خلیفہ مامون کے پاس پہنچائے گئے۔ ان کو دیکھتے ھی خلیفہ کے ھوش و حواس گم ھوگئے اور کچھ نہ سمجھ سکا اس لیے اس نے علما کو طلب کیا مگر ان کی عقل نے بھی کوئی کام نہ کیا ۔ خلیفہ نے کہا کہ یہ کتاب کسی معمولی عالم کی تصنیف نہیں ھے ۔ میرے خیال میں اس کا مصنف حضرت امام کے سوا دوسرا کوئی ھو ھی نہیں سکتا ۔ اب اس کو یقین کامل ھوگیا کہ بنو فاطمہ کے نور چشم اور وارث پاک حضرت امام کی ذات اس دنیا میں موجود ھے ، چنانچہ سلطنت کے تمام اصولوں کی

اصلاح کے لیے ضرور ان کو تلاش کرنا چاہیے[۱] ۔"

بعض روایتوں کی راہ نمائی میں سراغ ملتا ھے کہ یہ تمام رسائل حضرت جعفرالصادق نے لکھے ھیں مگر یہ روایت محققین میں قابل اعتماد نہیں سمجھی جاتی ۔ مصنف کے سلسلے میں ایک روایت سلمہ بن قاسم الاندلیسی الجدیطی سے منسوب کی جاتی ھے ۔ احمد زکی پاشا نے اس سے اختلاف کیا ھے ۔ علامہ داعی ادریس مؤلف "عیوان الاخبار" کا خیال ھے کہ یہ رسائل ائمہ مستورین[۲] کے دوسرے امام احمد بن عبداللہ کی تصنیف ھیں ۔ وزیر جمال الدین[۳] مؤلف "تراجم الحکما" نے "اخوان الصفا" کا مؤلف قفطی المصری کو قرار دیا ھے ۔

۴ ۔ "اخوان الصفا" کی غرض و غایت :

بعض مؤرخین اور محققین نے "اخوان الصفا" کی غرض و غایت بھی تحریر کی ھے ۔ جو حضرات اسے اسماعیلی فرقے کی جماعت سے منسوب کرتے ھیں ، ان کے خیال کے مطابق اس کتاب کے لکھنے کا سبب محض اتنا تھا کہ فیثاغورث ، سقراط اور افلاطون کے فلسفیانہ افکار کے ذریعے تزکیۂ روح کے وسیلوں کو دریافت کیا جائے اور وجود اور خدا کے یقین اور اعتماد کو مستحکم کیا جائے اور عرفانی قوتوں کے ذریعے قرب الٰہی کا نسخہ دریافت کیا جائے ۔ اسماعیلی فرقے کے مؤرخ علی محمد خیار کا خیال ھے کہ یہ کتاب خلیفہ مامون کے زمانے میں تصنیف ھوئی ۔ وہ زمانہ مذھبی

---

۱ ۔ "نور مبین حبل اللہ المتین" صفحہ ۱۳۶ لغایت صفحہ ۱۳۸ بحوالہ فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی، صفحہ ۱۹۶ لغایتہ صفحہ ۱۹۷ ۔

۲ ۔ "تاریخ فاطمیین مصر" صفحہ ۵۱۸ ۔

۳ ۔ ایضا ، ملاحظہ ھو صفحہ ۵۱۵ تا ۵۱۷ ۔

افراط و تفریط کے لحاظ سے بہت پر آشوب تھا ۔ اسلامی دنیا میں خدا کے وجود کے سلسلے میں مشککانہ تصورات فروغ پا رہے تھے ؛ انھیں فاسد خیالات کو زیر و زبر کرنے کے لیے یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی ۔

جن محققوں کا خیال ہے کہ یہ تصنیف حضرت امام کی ہے ان کے قول کے مطابق بعض اہل صفا حضرت امام کے پاس پہنچے اور درخواست کی کہ مذہب میں جو تنازعات کی فضا پیدا ہورہی ہے اس کے سد باب کے لیے کچھ لکھیے ؛ چنانچہ حضرت امام نے ان کی درخواست پر ''اخوان الصفا'' لکھی ۔

وہ محققین جو اس کتاب کو اہل صفا کی انجمن سے منسوب کرتے ہیں ، ان کے استدلال کے بموجب انجمن نے ایک نئے مذہب کی بنیاد خدا کے وجود و اختیار پر رکھی اور شریعت کی تطہیر کے لیے فلسفے کو کسوٹی قرار دیا ۔ ''اخوان الصفا'' کی تالیف کی غرض و غایت یہی تھی ، چنانچہ اجتہادی فلسفے کے باب میں ''اخوان الصفا'' کو ایک نیا باب تسلیم کیا گیا ۔

د ۔ ''اخوان الصفا'' کے مختلف ترجمے اور اڈیشن :

اپنے موضوع کی گہرائی اور فلسفے اور منطق کی گیرائی کی وجہ سے یہ کتاب تمام اقوام عالم میں مشہور ہوئی اور تقریباً ہر زندہ اور ثقہ زبان میں اس کے ترجمے کیے گئے ۔ ''اخوان الصفا'' کے مختلف رسالوں کے ترجمے اور اڈیشن سیکڑوں کی تعداد میں تمام ممالک میں وقتاً فوقتاً شایع ہوتے رہے ہیں ۔ ان سب کی فہرست مرتب کرنا اور ان کی ترتیب دریافت کرنا تقریباً ناممکن ہے ۔ خصوصیت کے ساتھ اسلامی ممالک میں یہ کتاب بہت مقبول ہوئی ۔ ظاہر ہے دوسرے ممالک کے مقابلے میں اس کے سب سے زیادہ مخطوطے ہم کو اسلامی ممالک کے کتب خانوں میں ملتے ہیں ۔

عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں ''اخوان الصفا'' کے بے شمار نسخے اور مختلف زبانوں میں، چھپے ہوئے کئی اڈیشن مل جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انگریزی، فرنچ اور جرمن زبانوں میں بھی اس کے ترجمے، اس کے فلسفے اور اس کے دیگر موضوعات پر کتابیں مل جاتی ہیں۔ انگریزی ترجمے ہندوستان میں بھی مدراس اور کلکتے میں اسی طرح سے ہوئے ہیں جس طرح سے اردو میں ''اخوان الصفا'' کے ترجمے لندن میں ہوئے۔ اس نسخے کی ترتیب کے وقت راقم الحروف کی تحویل میں جو نسخے تھے ان پر تفصیلی بحث آئندہ آئے گی۔ ''اخوان الصفا'' کے مختلف اڈیشنوں، ترجموں اور خلاصوں اور اس سے متعلق تشریحی اور تنقیدی کتابوں کا ذکر نادم سیتاپوری نے بہت وضاحت کے ساتھ اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فہرست خاصی محنت سے ترتیب دی گئی ہے، مگر اس کے باوجود یہ فہرست ابھی نامکمل اور تشنہ ہے۔ راقم الحروف نے پاک و ہند کے پرانے کتب خانوں میں ایسی کتابوں کے کئی اور بھی نسخوں کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ فہرست اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک ان تمام کتب خانوں کی سیر حاصل چھان بین نہ کر لی جائے۔

(۳)

غرض و غایت کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو، ان متنازعہ فیہ مسائل سے قطع نظر، یہ صاف ظاہر ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں عہد عباسیہ میں مذہبی اور فکری نوعیت کے بے شمار قسم کے مسائل آپس میں متصادم ہورہے تھے، مختلف قسم کے فرقے اور جماعتیں مذہب کے نام پر ابھر رہی تھیں اور عقیدے اور مسلک کی نئی نئی دیواریں کھڑی ہو رہی تھیں۔ حدیث، شریعت اور قرآن کی جدید شرحوں سے اسلام میں تفرقے پڑ رہے تھے اور بے شمار

مسائل پیدا کیے جا رہے تھے ۔ اس عہد میں فلسفے اور منطق پر بےشمار کتابیں لکھی گئیں اور یونانی فلسفے کے استدلال کے ذریعے مذہب کی گتھیاں سلجھائی گئیں ۔ اسی عہد میں ''اخوان الصفا'' بھی لکھی گئی اور مؤلف ''اخوان الصفا'' نے بڑی چابک دستی سے اپنے عصر کے تمام مذہبی اور فکری مسائل کو اپنے اندر جذب کیا اور ہر مسئلے کا حل بڑی وضاحت اور حسن کے ساتھ پیش کردیا ۔ اور ہر جگہ قادر مطلق کے اعتقاد اور یقین کو پختہ اور مستحکم کرنے کی کوشش کی ۔ مؤلف خدا کے عشق میں ہرجگہ سرشار نظر آتا ہے اور جذبے اور دلیل سے اپنے موقف کو آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے ۔ ''اخوان الصفا'' اپنے عصر پر نہایت جامع اور ہمہ گیر کتاب ثابت ہوئی ہے ۔ اپنی وسعت کے اعتبار سے تمام علوم کی ایک انسائکلو پیڈیا بن گئی ہے ۔ فلسفہ ، منطق ، ہیئت ، دینیات ، الٰہیات ، علم الکلام علم الافلاک ، مدنیت ، سیاست ، نجوم ، طب غرض کوئی بھی ایسا علم نہیں جس کی پوری بصیرت اس کے اندر موجود نہ ہو ۔ زندگی کے تمام پیچیدہ مسائل کا نچوڑ اور حل اس کتاب میں بڑی علمیت کے ساتھ ملتا ہے ۔ اس کے علاوہ ہماری اسلامی ، ثقافتی ، معاشی ، مادی اور روحانی زندگی کی عکاسی بھی بڑی خوش اسلوبی سے کی گئی ہے ۔

زیر نظر اور زیر ترتیب ''اخوان الصفا'' کا حصہ یوں کہنے کو تو علم الاخلاق سے متعلق رسالہ ہے مگر حق یہ ہے کہ فقط اس ایک رسالے میں دنیا جہان کے پیچیدہ مسائل موجود ہیں اور مؤلف ''اخوان الصفا'' کی بصیرت اور علمیت کی داد دینا پڑتی ہے ۔ بات فقط اس رسالے میں اتنی ہی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آدمی تمام ذی روح پر افضل ہے ۔ اشرف المخلوقات کا یہ نکتہ ہم کو قرآن حکیم اور کئی وسیلوں سے مختلف احادیث میں بھی وضاحت سے مل جاتا ہے ۔ مؤلف ''اخوان الصفا'' نے اسی مسئلے کو

رسالے میں بڑی مہارت اور علمی صداقت کے ساتھ پیش کیا ہے اور
اپنے مرکزی خیال کو کامیاب بنانے کے لیے ایک خوبصورت سی
کہانی گھڑ لی ہے ۔ اس کہانی کو ایک حسین پلاٹ اور بے شمار
کرداروں کے ذریعے 'قصہ پن' کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر
پیش کیا ہے ۔ ابتدا ، وسط اور انجام کو ایک ڈرامائی انداز سے
تخلیق کیا ہے اور قصے کو دلچسپ بنانے کے لیے تمام فنی
تدابیر و ذرائع کا استعمال کیا ہے ۔ مرکزی کردار اس قصے کا انسان
ہے اور یہی حضرت انسان اس قصے کے ہیرو ہیں ۔ بقیہ اور اساسی کردار
جنوں اور جانوروں کے ہیں ۔ یہ تمام کردار ہیں تو Stero type
کے ڈھب کے اور ان میں کوئی ارتقا نہیں ہے مگر پھر بھی فنکار نے
اپنی ذہانت سے ایک تراش خراش کے ساتھ یوں تخلیق کیا ہے کہ ان
کی اپنی جاذبیت کہیں بھی کم نہیں ہونے پاتی ۔ اور ہر کردار
اپنے مخصوص مکالموں کے ذریعے بے حد جاذب نظر معلوم ہوتا ہے ۔
وہ اپنی من موہنی باتوں سے ہمارے دل و دماغ پر ایسا چھا
جاتا ہے کہ پھر ہم کبھی اپنے کو اس کی گرفت سے آزاد نہیں
کر پاتے ۔ میرے خیال سے کردار نگاری کا سب سے بڑا آرٹ یہی ہے
کہ کردار صفحۂ قرطاس سے نکل کر لوح دل پر نقش ہو جائے ۔
''اخوان الصفا'' کے ہر کردار کی تقریباً یہی خوبی ہے ۔ کیا شیر اور کیا
توتا اور مچھر، اس قصے میں بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا ہر قسم
کا بولتا ہوا کردار موجود ہے ۔ ''فسانۂ آزاد'' کی طرح ''اخوان الصفا''
بھی کرداروں کا ایک عجائب گھر معلوم ہوتا ہے جس میں بھانت
بھانت کا جانور موجود ہے اور اپنی بولی ٹھولی سے قاری کو
متاثر کرتا چلا جاتا ہے ۔ مصنف بڑا ہی صاحب کمال ہے جو اپنی
عالمانہ بصیرت کو خوبصورت مکالموں میں ڈھال دیتا ہے ۔ یہ مکالمے
بظاہر تو بھولی بھالی باتیں معلوم ہوتے ہیں مگر ان

کی تہہ میں زندگی کا کوئی بہت اہم فلسفہ یا منطق کا کوئی بہت بڑا
حل موجود ہوتا ہے ۔ اور یہی بصیرت اور علمیت ان کرداروں
کو دلچسپ ، موزوں اور جاذب نظر بناتی ہے ۔ پلاٹ اپنے اعتبار سے
بہت ہی ڈھیلا ڈھالا ، سیڑھیوں دار ہے ، ایک کے بعد ایک حکایت
آتی جاتی ہے اور فنکارانہ طور پر ختم ہوتی چلی جاتی ہے ، مگر ہر
حکایت پلاٹ سے پیوست اور کچھ اس طرح چسپاں ہے کہ اس کا
اپنا ایک مجموعی تاثر (Total effect) وحدت سمیت موجود ہے ۔
عموماً داستانوں میں یہی ہوتا آیا ہے کہ پلاٹ ایک کھونٹی کی
طرح استعمال ہوتا ہے جس پر مصنف ہر قصے اور حکایت کو ٹانگتا
چلا جاتا ہے ۔ آپ چاہیں تو بے شمار قصے اور حکایتیں داستان سے
نکال لیجیے مگر داستان کی صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں واقع ہوتا ۔
یہ سچ ہے کہ ''اخوان الصفا'' کا کردار داستانی نوعیت کا ہے اور اس
میں سے بعض حکایات حذف بھی کی جا سکتی ہیں مگر اس پلاٹ میں
خوبی یہی ہے کہ حکایات اور قصوں کی تنسیخ سے قصے پن پر تو
کوئی نمایاں اثر نہیں پڑے گا مگر مصنف کا فکری نظام ضرور مجروح
ہوجائے گا اور فکری تنظیم بھی بری طرح متاثر ہوگی ۔ اصل نکتہ
یہ ہے کہ مصنف نے ''اخوان الصفا'' کے داخلی پلاٹ کو ایک
فکری ضابطے سے بنایا ہے اور پلاٹ کی خارجی ساخت (Structure)
اپنے داخلی نظام سے یوں مربوط کی ہے کہ ''اخوان الصفا'' کی ہر حکایت
یا قصہ اپنے اندر مصنف کے نظام فکر کی جز بندی کرتا چلا جاتا ہے ۔
اس لیے ''اخوان الصفا'' کی ہر حکایت با معنی اور فکری اظہار کی
ایک ایسی کڑی ہے جو دوسرے سے برابر پیوستہ ہوتی چلی گئی ہے ۔
اسی طرح ''اخوان الصفا'' کا پلاٹ اپنی ساخت کے اعتبار سے ہے
تو داستانی کینڈے کا مگر اپنی فکری تکنیک کے اعتبار سے پلاٹ
بے حد مربوط اور کامیاب ہے ۔

قصے کا مرکزی خیال فقط اتنا ھے کہ انسان ہر ذی روح سے اشرف اور افضل ھے ۔ اس خیال کو فنکار ایک قصے کی شکل میں کرداروں کی امداد سے اور پلاٹ کے روپ میں پیش کرتا ھے ۔ قصہ تو بے حد مختصر ھے مگر حکایت بڑی طولانی ھے ۔

قصہ شروع اس طرح ھوتا ھے کہ کسی زمانے میں اتفاقاً ایک جہاز آدمیوں کا باد مخالف کے سبب تباھی میں آکر ایک جزیرے کے کنارے آلگا ۔ سوداگر اور اھل علم اس جہاز میں تھے۔ ناچار مجبور ھوکر اس اجنبی دیار میں ان آدمیوں نے پڑاؤ ڈالا اور اس جزیرے کے تمام جانوروں کو اپنا غلام بناکر کاروبار میں مشغول ھوگئے۔ جانوروں نے غلامی کے پھندے سے آزاد ھونے کے لیے صحرا کی راہ لی ۔ آدمیوں نے جب یہ احوال دیکھا تو جانوروں کو گرفتار کرنا شروع کیا ۔

اسی جزیرے میں شاہ اجنہ رھتا تھا ۔ لقب اس کا شاہ مرداں تھا اور نام بیوراسپ حکیم تھا ۔ عدل میں مشہور مانا جاتا تھا ۔ جانوروں کو جب یہ زعم فاسد انسانوں کا معلوم ھوا تو جزیرے میں رئیسوں کی پنچایت برپا کرکے دار العدالت میں حاضر ھوئے ۔ شاہ اجنہ حکیم بیوراسپ کے سامنے سارا ماجرائے ظلم بیان کیا ۔ شاہ اجنہ نے قاصدوں کو بھیج کر انسانوں کو اپنی عدالت میں طلب کیا اور ظلم کا ماجرا سنا ۔ آدمیوں نے اپنی عظمت ، اقتدار اور اھلیت کا ادعا کیا اور قرآن حکیم سے اس کی توثیق کی (سخرھا لکم کما سخر الشمس والقمر والریاح والسحاب)

شاہ اجنہ نے انسانوں اور جانوروں کا مقدمہ فیصل کرنے کے لیے تمام جنوں کو طلب کیا ۔ سب عدالت میں حاضر ھوئے ۔ انسانوں نے اپنا بیان دیا اور جانوروں نے اپنا بیان نہایت فصاحت اور دلیل و برھان کے ساتھ دیا ۔

آخر میں جانوروں نے طے کیا کہ اپنی تمام ذی روح برادری کے ہر ہر فرقے اور جماعت سے ایک ایک نمائندے کو انتخاب کیا جائے جو شاہ اجنہ کی عدالت میں آ کر انسانوں کے ظلم و ستم کے خلاف اپنی گواہی دے اور اپنی حیثیت اور حقوق کو انسانوں اور جنوں میں تسلیم کروائے۔ عقل مند حیوانوں کی تمام پنچ برادریوں نے ہر جانب قاصد بھیج دیے کہ تمام ذی روح حیوانوں کی طرف سے ایک ایک وکیل اپنے مقدمے کے لیے لے آئیں۔ چناں چہ :

”ان میں سے ایک درندوں کے لیے ، دوسرا پرندوں کے واسطے ، تیسرا شکاری جانوروں کے واسطے ، چوتھا حشرات الارض یعنی کینچوے ، بیربہوٹی وغیرہ کے واسطے ، پانچواں ھوام یعنی کیڑے مکوڑے ، سانپ بچھو کے واسطے ، چھٹا دریائی جانوروں کے واسطے مقرر کرکے ہر ایک طرف روانہ کیا [۱]۔“

ہر قاصد کے ہمراہ ایک ایک وکیل آیا جس نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے اپنے اپنے بیانات اور دلیلیں منطق کی روشنی میں پیش کیں اور آخر میں فیصلہ یہ ھوا :

”بعد ایک دم کے ایک فاضل زکی نے کہا : اے بادشاہ عادل ! جب کہ حضور میں انسانوں کے دعوے کا صدق ظاہر ھوا اور یہ بھی معلوم ھوا کہ ان میں ایک جماعت ایسی ھے کہ وہ مقرب الٰہی ھیں اور ان کے واسطے اوصاف حمیدہ ، صفات پسندیدہ ، اخلاق جمیلۂ ملکیہ ، سیرتیں عادلہ قدسیہ ، احوال عجیبۂ غریبہ ھے کہ زبان ان کے بیان سے قاصر ھے ، عقل ان کی کنہ صفات میں

---

۱ - ”اخوان الصفا“ نسخۂ انگلستان ، صفحہ ۵۱ ، پہلا اڈیشن

عاجز ہے ، تمام واعظ اور خطیب ہمیشہ مدت‌العمر ان
کے وصف کے بیان میں پیروی کرتے ہیں پر قرار واقعی
ان کے کنہ معارف کو نہیں پہنچتے ، اب بادشاہ عادل
ان غریب انسانوں کے حق میں کہ حیوانات جن کے
غلام ہیں ، کیا حکم کرتا ہے ؟ بادشاہ نے فرمایا کہ
سب حیوانات انسانوں کے تابع اور زیر حکم رہیں اور
ان کی فرماں برداری سے تجاوز نہ کریں - حیوانوں نے بھی
قبول کیا اور راضی ہوکر سب نے بہ حفظ و امان
وہاں سے مراجعت کی ۱-''

بس قصہ فقط اتنا ہی ہے مگر فن کار نے اس قصے کو پلاٹ میں
پھیلا کر بڑی خوش‌اسلوبی سے تراشا ہے اور پلاٹ کو مختلف ابواب
میں تقسیم کرکے پلاٹ کو بڑا خوش نما بنا دیا ہے -

به ظاہر تو یہ قصہ انسانوں ، جنوں اور جانوروں کا ایک
واقعہ اور مکالموں سے ترتیب دیا ہوا قصہ ہے مگر اس کی
تہہ میں اپنی صدی کا بولتا ہوا فلسفہ موجود ہے - یہ رسالہ بہت
مختصر ہے ، مگر اختصار میں زندگی کا کوئی نکتہ یا پہلو ایسا نہیں
ہے جس پر فلسفیانہ بحث موجود نہ ہو - مؤلف ''اخوان الصفا''
محض ایک عالم ہی نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑا فن کار
بھی ہے - وہ علم و فضل کا سمندر ہے اور اپنے ہنر کا ایک
دیدہ ور فن‌کار ہے - تخلیق کا اس کا اپنا ایک مقدس نصب‌العین ہے ،
زندگی اور عقیدے کی کچھ اقدار ہیں ، انہیں نظریات سے زندگی کو
ایک فلسفی کے ذہن سے سوچتا ہے ، اس کے تمام عواقب پر گہری
نظر رکھتا ہے ، پھر اس کو فن کار کے قلم سے تخلیق کرتا ہے -

---

۱ - ''اخوان‌الصفا'' صفحہ ۱۸۴ ، نسخۂ انگلستان -

مؤلف ''اخوان الصفا'' نہ صرف فلسفے اور منطق کا منتہی ہے بلکہ وہ معاشرتی علوم پر بھی گہری نظر رکھتا ہے ۔ وہ تہذیبی اقدار کی تمام پیچیدگیوں سے بہ خوبی واقف ہے اور انسانوں اور حیوانوں کی نفسیات کو بھی خوب سمجھتا ہے اور ان کے جنسی رشتوں کی نزاکت سے بھی خوب واقف ہے ۔ انسان کی جبلت ، انا ، ادراک اور جذبہ کے ایچ پیچ کے ساتھ ساتھ علم حیوانات کا بھی گہرامطالعہ رکھتا ہے ۔ ان کے معاشرے کو اور اخلاقی بلندیوں اور پستیوں کے ساتھ ساتھ ان کے مزاج ، خواص اور جنس کے پیچیدہ مسائل کو بھی خوب جانتا ہے ۔

اپنے عقیدے کے مطابق مؤلف ''اخوان الصفا'' ایک سچا مسلمان ہے ۔ خدائے برحق اور اس کے رسول صادق پر اس کا گہرا ایمان ہے ۔ وہ پوری کائنات کو ایک رجائی نکتے سے دیکھتا ہے اور اسی خالق کل کو خلاق عالم سمجھتا ہے ۔ انسان کو اسی کائنات کا خلیفہ جانتا ہے اور اس کو فرشتوں اور دوسری روحوں پر افضل اور اشرف سمجھتا ہے ۔ وحدت الوجود کا وہ پرستار ہے ۔ انھی نظریات کا وہ مقلد اور مبلغ ہے اور انھی اقدار کو وہ انسانوں میں رواج دینا چاہتا ہے اور اسی کو وہ انسانیت کا ایک بہت بڑا پیغام سمجھتا ہے ۔ وہ تسخیر کائنات اور عظمت آدم کا بہت بڑا معترف ہے ۔ انھی اعتقادات کی تشریح کے لیے اس نے فلسفۂ الٰہیات کے نسخے کو حل کیا اور منطق سے اس کی صحت کے وسیلوں کو تلاش کیا ۔ عمرانی شعور اور تاریخی نقطۂ نظر سے عبدیت اور عبودیت ، خالق اور مخلوق کے راز ہائے سربستہ کو منکشف کردیا ۔

(۳)

مولوی اکرام علی، جیسا کہ میں ابتدا میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں، فورٹ ولیم کالج کے آخری دور میں اس کے شعبۂ تصنیف و تالیف

سے منسلک ہوئے ۔ گل کرسٹ کے استعفیٰ کے بعد ابراھم لاکٹ کا دور اقتدار آیا ۔ مولوی اکرام نے جان ولیم ٹیلر کی ھدایات سے رسالۂ ''اخوان الصفا'' کا ترجمہ اردو میں کیا ۔ خود مولوی اکرام علی نے اپنی کتاب کے مقدمے میں ایک جگہ لکھا ھے :

''کپتان جان ولیم ٹیلر صاحب بہادر دام دولتہ نے فرمایا رسالہ ''اخوان الصفا'' کہ بہائم کے مناظرے میں ھے تو اس کا زبان اردو میں ترجمہ کر ۔ لیکن نہایت سلیس کہ الفاظ مغلق اس میں نہ هوویں[1] ۔''

ترجمہ جب مکمل ھو گیا تو اس کی تاریخ بھی اس طرح اپنے مقدمے میں درج کی ھے :

''امیران ذوی‌الاقتدار زبدۂ نوئینان عالی مقدار، حاتم دوران افلاطون زماں ، سرور سروراں ، بہادر بہادراں ، نواب گورنر جنرل لارڈ منٹو بہادر دام اقبالہ کے عہد حکومت میں کہ سن ھجری بارہ سے (سو) پچیس اور عیسوی اٹھارہ سے (سو) دس میں مرتب ھوا[2] ۔''

اب مسئلہ توجہ طلب یہ رہ جاتا ھے کہ مولوی اکرام علی کے ترجمے کا ماخذ عربی نسخہ تھا یا فارسی ۔ نادم سیتا پوری نے بڑی خوش اسلوبی سے دو معتبر شہادتوں سے اس مسئلے کو حل کردیا ھے ۔ پہلا حوالہ ٹامس روبک کا ھے جو مولوی اکرام علی کے معاصر تھے :

"The Ikhvanoos safa Translated into

---

۱ ۔ ''اخوان الصفا'' صفحہ ۳ ، نسخۂ انگلستان ۔

۲ ۔ نسخۂ انگلستان صفحہ ۴ ، بحوالہ ''فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی''
Anval of the college of Fort williams - ۱۴۲ صفحہ

Hindoostanee from the original Arabic and published under the patronase of the college of Fort Williams by Muluvee Ikram Alee calcutta printed by A. H. Hubbard at the Hindustanee Press in one vol" (8VO—1811 — P-26)'

دوسرا حوالہ ''تاریخ شعرائے اردو کا ھے :

''مولوی اکرام علی بھائی تراب علی کا جوکپتان لوکٹ صاحب کی خواھش سے ، جو فورٹ ولیم کے مدرسہ کا ھے ، کا سکریٹری تھا - وہ مولوی کاکتے میں جاکر رھا ، اس کی سفارش سے درمیان ۱۸۰۴ ع کے محافظ کتب خانہ ھوا - اس حال میں ٹیلر صاحب نے اس سے کہا کہ رسالہ ''اخوان الصفا'' کا عربی سے تم ترجمہ آسان عبارت میں کرو -۲''

مولوی اکرام علی کے ترجمے کا دوسرا اھم تحقیقی نکتہ ترجمے کے انتخاب کا ھے - مولوی اکرام علی نے اخلاق سے متعلق جو رسالہ تھا اس کا ترجمہ کیا مگر یہ واضح رھے کہ یہ ترجمہ مکمل یا کل رسالے کا نہ تھا بلکہ یہ انتخابی ترجمہ ھے - بعض جگہوں سے خطبوں کا حصہ القط کردیا ، بعض مقامات پر اصطلاحات علمی کو بھی خارج کردیا - خود مولوی اکرام علی اپنے مقدمے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ھیں :

''خطبوں کو نکال ڈالا اور اکثر اصطلاحات علمی کہ مناظرے سے ان کو علاقہ نہ تھا ، ترک کیں -۲''

---

۱ - بحوالہ ''فورٹ ولیم کالج اور مولوی اکرام علی'' صفحہ ۱۲۳ -

۲ - نسخۂ انگلستان صفحہ ۳ -

انھی سطور کو سامنے رکھ کر مؤرخوں اور محققوں نے اپنے اپنے طور پر عبارت آرائیاں کی ھیں ، آغا محمد باقر مؤلف ''تاریخ نظم و نثر اردو'' ایک جگہ لکھتا ھے :

''مولوی اکرام علی نے عربی کی مشہور کتاب ''اخوان الصفا'' کا صرف وھاں تک اردو میں ترجمہ کیا ھے جہاں حیوانوں اور انسانوں کی برتری کا سوال جنوں کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۱ ''

فورٹ ولیم کالج کے شعبۂ تصنیف و تالیف میں ''اخوان الصفا'' کا یہ اردو ترجمہ اپنی ایک الگ اھمیت رکھتا ھے - اپنی جامعیت اور خصوصیت کے سبب یہ ترجمہ خاصا مقبول ھوا اور باقاعدہ کالج کے نصاب تعلیم میں شامل کر لیا گیا - دو ھی کتابیں نصابی اعتبار سے بڑی اھمیت رکھتی تھیں : ''باغ و بہار'' اور ''اخوان الصفا''- ''اخوان الصفا'' سے ایک پرچہ امتحان کے لیے باقاعدہ تیار کیا جاتا تھا اور طلبا کے لیے اس پرچے میں کامیاب ھونا لازمی شرط تھی - اس کے علاوہ لندن میں ھندوستانی زبان کو سیکھنے کے لیے جو نصاب مرتب کیا گیا تھا اس میں بھی ''اخوان الصفا'' کو خاص اھمیت حاصل تھی - ھندوستان میں بھی غیر ملکی ارباب حل و عقد کے لیے ایک مقررہ نصاب پر دست رس اور امتحان میں کامیابی ضروری تھی - اور اس کے علاوہ علم شرح یعنی اردو کو انگریزی میں اور انگریزی کو اردو میں منتقل کرنے کے تعلیمی کورس میں شارحین کے لیے ''اخوان الصفا'' کا درس ضروری تھا -

The two text books for the final examination of civilians and interpreters in India are

---

۱ - ''تاریخ نظم و نثر اردو'' صفحہ ۲۱۷ -

the "Bagh o Bahar" and the "Ikhwanu-s-safa." For this reason we have been induced to publish a new and accurate edition of the letter work as a companion and sequel to the former which has been exten sively used as text book in this country and in India for the last dozen years[1]"

اور اس کے علاوہ ولیم ناسولیس ایل ایل - ڈی کے نسخے ''اخوان الصفا'' سے ظاھر ھوا :

"This book is one of the best books for the military Interpreters examination and for the examination for a certificate of high Proficeney in oordoo."

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ختم ھونے کے بعد بھی ''اخوان الصفا'' انڈین سول سروس کے نصاب میں شامل رھی -

کتاب کی اکملیت اور جامعیت کے علاوہ ترجمے کے اعتبار سے یہ اپنے طور سے لاجواب تصنیف ھے - ابھی تک تو ھم کتاب کی افادیت اور ماھیت کی طرف متوجہ تھے ، اب ھم انداز ترجمہ کی طرف توجہ کرتے ھیں جس کا براہ راست تعلق مولوی اکرام علی کی جودت طبع اور جدت ادا سے ھے - مؤلف ''اخون الصفا'' کے بارے میں میرا خیال سو فی صد درست ھے کہ وہ اپنے عصر کا بہت بڑا عالم اور ساتھ ھی بہت بڑا فن کار تھا - اور ''اخوان الصفا'' کا مترجم ، مقابلے سے قطع نظر ، اپنی جگہ پر بڑا عالم اور فاضل گزرا ھے جس میں

1Khwanu-s-safa edited by Dancan forbes LL.D and Dr. Charlis Rieu- Preface P. III London.

سر ورق—نسخہ ''اخوان الصفا'' مرتب ولیم ناسولیس ایل ایل-ڈی -

تمام فن کارانہ صلاحیتیں بدرجۂ اتم موجود تھیں - اور یہ کیوں کرنہ ہوتا ؛ موصوف سیتاپور میں پیدا ہوئے جو علم و ادب کا گھر تھا ، خیرآباد میں پرورش پائی جو مدینۂ اولیا تھا اور عالموں اور فن کاروں کا مسکن تھا - دھلی میں تعلیم ہوئی جو علم و فضل کا مسکن تھا اور مدرسۂ عالیہ عربیہ میں علم و فلسفہ کا درس حاصل کیا جہاں ایک سے ایک جید صاحب علم و کمال موجود تھا - اس کے علاوہ جس خاندان سے ان کا تعلق تھا وہ بھی معمولی نہ تھا - عالموں اور فن کاروں کا گھرانہ تھا - پھر خود مولوی اکرام علی کی اپنی افتاد طبع ،کسب علم کی لگن اور عالمانہ ادراک تھا اور وہ علم کو تابندہ و فروزاں کر کے پیش کرنے کا ھنر خوب جانتے تھے - اس لیے مولوی اکرام علی نے ترجمے کے فن میں حیرت انگیز قدرت دکھائی - ترجمہ اس فن کاری اور چابک دستی سے کیا کہ معلوم ہوتا ھے کہ ''اخوان الصفا'' کی تصنیف خود مولوی اکرام علی کے علم و فن کا ایک شاھکار ھے - ترجمے کا فن چوں کہ علم و فن کی نظر میں دوسرے درجے کی چیز سمجھا جاتا ھے اس لیے ظاھر ھے کہ ترجمہ کرنے والا محض زبان کا لباس تبدیل کرتا ھے ، خالق نہیں ھو جاتا - مترجم کی حیثیت کچھ پیغام بر جیسی ھو جاتی ھے - مگر فرق یہ ھے کہ پیغام محض الفاظ کا نہیں بلکہ جذبے ، حوصلے فنی انبساط ، تخلیقی وجدان اور فکری عرفان کا بھی ہوتا ھے اور اگر یہ خصوصیات نہ ھوں تو مترجم منشی اور محرر کی سطح پر آجاتا ھے - ایسے منشیوں کے کارناموں کا ایک انبار ھماری زبان اور ادب میں موجود ھے - یہی سبب ھے کہ ایک انگریز نقاد ترجمے کے ھنر کے بارے میں کہتا ھے کہ ــــ ترجمے کا عمل زردوزی کے فن کے الٹی طرف کے کام کی طرح ھے جس میں نقش و نگار تو سب ھوتے ھیں مگر حسن و دلکشی نہیں ھوتی -

مولوی اکرام علی کا ترجمہ پڑھ کر (میں کسی روایتی انداز کی خانہ پری کرنے کے لیے یہ نہیں کہہ رہا ہوں) ہر ہر قدم پر یہ احساس تازہ ہوتا رہتا ہے کہ فن کار اور مترجم ایک ہی کشتی پر سوار ہیں اور دونوں کی منزل ایک ہی ہے۔ تخلیق کے جس جس گرداب سے فن کار گزرا ہے انھی گردابوں کا مقابلہ مترجم نے بھی کیا ہے۔ تخلیق کی جن اوگھٹ گھاٹیوں سے فن کار گزرا ہے، ان ہی گھاٹیوں کا اتاپتا مترجم کو بھی معلوم ہے۔ علم و فضل کے مسئلے کو مترجم بھی سمجھتا ہے۔ تصوف کی پیچیدگیوں اور معرفت کے راستوں سے وہ بھی واقف ہے۔ نباض قاری خوب سمجھتا ہے کہ فن کار ڈال ڈال ہے تو مترجم پات پات۔ جو فن کار کے دل میں ہے وہ مترجم کی زبان پر ہے۔ وہ سب گنوں میں پورا ہے تو یہ بھی ہر گھر گھاٹ سے خوب واقف ہے۔ نہ زیادہ وہ نہ کم یہ۔

ترجمے پر بات چل نکلی ہے تو یہ بھی نہ بھولیے کہ مترجم ''اخوان الصفا'' پر کچھ قدغن بھی ہے، مثلاً ترجمہ کرتے وقت یہ احساس بھی لازمی تھا کہ ترجمے کی زبان بہت ہی آسان، عام فہم اور بامحاورہ ہو۔

''جان ولیم ٹیلر صاحب بہادر دام دولتہ نے فرمایا کہ رسالہ ''اخوان الصفا'' کہ انسان و بہائم کے مناظرے میں ہے، تو اس کا زبان اردو میں ترجمہ کر لیکن نہایت سلیس کہ الفاظ مغلق اس میں نہ ہوویں[1]۔''

اس قدغن کو مولوی اکرام علی نے اپنے پیر کی زنجیر نہیں بننے دیا بلکہ بڑی ہی خوش اسلوبی اور چابک دستی سے اس شرط

۱۔ نسخۂ انگلستان، صفحہ ۳۔

کو بھی فن کے سانچے میں ڈھال کر دکھا دیا ۔ حالانکہ فلسفے اور منطق سے تعلق رکھنے والی کتاب کے لیے یہ شرط بڑی بے ڈھب تھی ۔ علمی اصطلاحات اور فلسفیانہ خطبوں کی ہر جگہ ریل پیل نظر آتی ہے ۔ مگر مترجم ''اخوان الصفا'' ہر مقام سے بڑی ثابت قدمی سے گزر جاتا ہے ۔ ''اخوان الصفا'' موضوعات اور کیفیات کے اعتبار سے کہیں فسلفے کا رنگ لیے ہے تو کہیں منطق کا آہنگ، کہیں شاعرانہ رومانیت ہے تو کہیں زندگی کے خشک حقائق ۔ ایسی جگہوں پر اسلوب میں توازن نہیں رھتا بلکہ صاحب قلم اپنی طبع کے اعتبار سے جس طرف جھکا نظر آئے ادھر کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے اورکتاب اپنی کیفیت کا توازن کھو بیٹھتی ہے مگر مترجم ''اخوان الصفا'' نے خاص طور پر اس کا لحاظ رکھا ہے اور کہیں سے ترجمہ کی کیفیت کو عدم توازن کا شکار نہیں ہونے دیا ہے ۔ ''اخوان الصفا'' کے ترجمے کی یہ بڑی خوبی ہے ۔

ھاں اسلوب پر بھی ایک قدغن تھی کہ ترجمے کا ابلاغ بامحاورہ ھو ۔ اھل اودھ کے لیے یہ شرط بڑی دلچسپ تھی جو مترجم ''اخوان الصفا'' کے حق میں جاتی تھی ۔ انگریز روایت پرست قوم ہے اور اپنی زبان میں بھی اظہار کی روایت کا بڑا خیال رکھتی ہے اور اسی جستجو نے انگریزی زبان کو لاکھوں محاورات سے لیس کر دیا ہے ۔ یوں تو تقریباً ہر مہذب قوم کا لسانی وطیرہ یہی ہے مگر لسانی حرمت کو برقرار رکھنے کے لیے چوں کہ یہ لاشعوری سا احساس انگریزوں کا تھا اسی لیے فورٹ ولیم کالج کے ہر قلمکار کو یہ شرط بطور لسانی حرمت کے پورا کرنا ھوتی تھی ۔ چاہے وہ للو لال جی کوی کی ھندی میں ''پریم ساگر'' ھو یا اردو میں ''باغ و بہار'' اور ''اخون الصفا'' ھو ۔

مولوی اکرام علی تمام اردو مراکز کا پانی پی چکے تھے

لیکن ان کی زبان کی نشو و نما اودھ میں ہوئی ۔ اودھ کے گرد و نواح میں شرفا دورنگی زبان بولتے تھے جس کو ہم چاہیں تو لسانی امتیاز کے لیے ، ایک کو زبان اور دوسری کو بولی ٹھولی کہہ سکتے ہیں ۔ اودھ والے انھیں کچی اور پکی بولی کہہ کر فرق پیدا کرتے ہیں ۔ پکی بولی وہ تھی جس پر مقامی اثر کم تھا مگر لکھنئو کی ٹکسالی زبان کا اثر زیادہ تھا ۔ کچی بولی وہ تھی جس پر مقامی اثر زیادہ اور لکھنوی اثر کم تھا ۔ کچی بولی میں جملوں کی در وبست میں افعال اور اضائر وغیرہ اودھی بولیوں کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے اور لکھنوی زبان وہ اردو تھی جس کے افعال و اضائر وغیرہ کھڑی بولی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے ۔ زبان کی گھلاوٹ ، نرمی ، شگفتگی اور حلاوت کے اعتبار سے اودھی بھاشا کھڑی بولی سے سبقت لے جاتی ہے ۔ یہی سبب ہے کہ روھیل کھنڈ کا ایک غیر جانب دار نقاد آل احمد سرور بہت ھی سائنٹفک طور سے اودھ کی زبان کو زیادہ نرم اور شگفتہ قرار دیتا ھے ۔

اودھی بھاشا اپنے اندر مختلف بولیوں ٹھولیوں کا خزانہ رکھتی ھے اور اپنے احاطے میں ہر تھوڑے سے فاصلے کے بعد بدل جاتی ھے ۔ اودھی بھاشا کا مرکز اور ثقہ علاقہ سیتاپور تسلیم کیا جاتا ھے ۔ یہی سبب ھے کہ بے شمار ھندی سمیلن سیتاپور میں ھوئے ھیں اور تقریباً بہت سے ماھرین لسانیات نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ھے ۔

اس ساری بحث سے فقط یہ واضح کرنا چاھتا ھوں کہ مولوی اکرام علی لکھنئو کے اطراف سے تعلق رکھتے تھے ، لکھنئو سیتاپور سے کل ۵۲ میل پر ھے جو اپنی اودھی بھاشا کی ثقاھت کی بنا پر افضل ھے ۔ اسی خطے سے مولوی اکرام علی کا تعلق ھے ۔ یہی سبب ھے کہ مولوی اکرام علی کی زبان اور محاورات پر

مقامی رنگ کی بھی پرچھائیاں نظر آتی ہیں ، جو لسانی نفسیات کے عین مطابق ہے اور جس سے ان کی زبان اودھی رس اور قوام میں ڈوب کر شیریں اور لذیذ ہوگئی ہے -

فقط زبان خارجی اظہار اور ضرورت کا نام نہیں ہے ، زبان انسان کی داخلی تہہ داریوں کی آئینہ دار بھی ہوتی ہے - ان دونوں کے امتزاج سے زبان کا مزاج اور طور تخلیق ہوتا ہے ، اور اسی میں قلم کار کی اپنی ظاہری اور باطنی نفسیات شامل ہو جاتی ہے - پھر اس امتزاج اور سنجوگ سے صاحب قلم کا اپنا منفرد لہجہ ، انداز اور اسلوب ڈھلتا ، نکھرتا اور ابھرتا ہے - مولوی اکرام علی کی زبان اودھی تھی اور وہ اپنی نفسیاتی طرح کے اعتبار سے گداز طبع اور پرخلوص سیرت کے مالک تھے - اسی مرکب سے موصوف کا اسلوب عبارت ہے - انھی تمام اثرات سے مولوی اکرام علی کے اسلوب میں ایک شگفتگی ، رعنائی اور خوش گواری کا احساس ہوتا ہے ، اور ہر کیفیت میں ان کا دھیما مزاج اور خلوص شامل ہوکر انداز کو لطیف اور شگفتہ بنا دیتا ہے -

مولوی اکرام علی کے ترجمے اور اسلوب میں جو بات سب سے زیادہ قابل ذکر ہوسکتی ہے وہ ہے مقفیٰ اور مسجع عبارت آرائی سے ان کی حتی‌الوسع کنارہ کشی - میں بغیر کسی طوالت میں الجھے فقط چند فقروں پر بات کو اس طرح ختم کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ابتدائی نثر کی تربیت اور نشو و نما فورٹ ولیم کالج میں ہوئی جو اپنے رنگ اور آہنگ کے اعتبار سے مقفیٰ اور مسجع عبارت آرائی سے منسوب کیا جاسکتا ہے - اس کی غرض و غایت میں پڑے بغیر ہم اتنا اور کہنے پر اکتفا کریں گے کہ اس نہج کے اسلوب میں علمی اور فکری ابلاغ کی کوئی گنجائش نہیں تھی - زندگی کا ہر اظہار رومانی نہیں ہوتا کیوں کہ

زندگی مکمل طور پر رومانی نہیں ہوتی - زندگی کے بعض حقائق کے اظہار کے لیے ہم کو کبھی بیانیہ انداز اور کبھی استدلالی طرز کو بھی کام میں لانا پڑتا ہے - میر امن اور ان کے رفقا نے اردو ادب کو تاروں کی طرح جھلمل جھلمل کرتا ہوا ایک اسلوب عطا کر دیا جو زندگی کے رومانی تقاضوں کے لیے یا زیادہ سے زیادہ زندگی کی سنجیدگی کو کبھی کبھار پیش کرنے کے لیے کافی تھا - مولوی اکرام علی نے اسلوب کو آسمان کی بلندیوں سے آتار کر زمین تک پہنچا دیا اور ابلاغ کو پر فضا وادیوں سے نکال کر زندگی کی کڑی دھوپ کے لیے آمادہ کر دیا -

چنانچہ فورٹ ولیم کالج کے نثری دبستان کے باب میں جب مولوی اکرام علی کا ذکر آئے تو ہم موصوف کو میر امن اور ان کے رنگ کے دوسرے قلم کاروں سے بلاتکلف الگ کرسکتے ہیں - اور موصوف کو مصنوعی اور پر تکلف تام جھام والی نثر سے نکال کر ، سادہ ، پرکار ، فطری اور بے تکلف نثر کے اولین معماروں میں شمار کرسکتے ہیں -

کیفیت کے اعتبار سے "اخوان الصفا" میں کئی رنگ نظر آتے ہیں مگر ہر کیفیت کو مولوی اکرام علی نے بڑی بے تکلفی اور پرکاری سے پیش کیا ہے -

لیکن یہ واضح رہے کہ مقفیٰ اور مسجع عبارت آرائی سے انحراف کا جذبہ موصوف کو ہر جگہ سرخ رو نہیں کرسکا اور یہ ممکن بھی نہ تھا - میں یہاں دو واضح مثالیں دے کر اپنے موقف کی تائید کرنا چاہتا ہوں - غالب اور سرشار دونوں اپنے عہد کے اسلوب اور مروجہ ادبی نہج کو کہیں اختیار نہیں کرنا چاہتے مگر بعض بعض جگہوں پر ان کا قلم یہ توبہ توڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے - یہی کیفیت مولوی اکرام علی کے

یہاں بھی ہے ۔ اس قسم کی چند لغزشوں سے قطع نظر مولوی اکرام علی نے بڑی شگفتہ ، صاف ، سجل ، سہل ، سلیس اور مترنم نثر لکھی ہے جس کو ہم تخلیقی نثر کہیں گے ۔ مثال کے لیے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں :

> ''فلسفی اور منطقی پر جو تم فخر کرتے ہو سو وہ تمھارے فائدے کے واسطے نہیں ہیں بلکہ تمھیں گمراہ کرتے ہیں ۔ آدمی نے کہا ، یہ کیوں کر ہے ؟ اسے بیان کر ، کہا اس واسطے کہ وہ راہ شریعت سے پھیر دیتے ہیں ، کثرت اختلاف سے احکام دین کے اٹھا دیتے ہیں ۔ سب کی رائیں اور مذھب مختلف ۔ بعضے تو عالم کو قدیم کہتے ہیں بعضے ہیولا کو قدیم جانتے ہیں بعضے دو علتیں ثابت کرتے ہیں ، بعضے چار کے قائل ہیں ، بعضے پانچ کہتے ہیں ، بعضے چھ سے سات تلک ترقی کرتے ہیں ، بعضے صانع اور مصنوع کی معیت کے قائل ہیں ، بعضے زمانے کو غیر متناھی کہتے ہیں ، بعضے تناھی پر دلیل لاتے ہیں ، بعضے معاد کے قائل بعضے منکر ، بعضے رسالت اور وحی کا اقرار کرتے ہیں ، بعضے انکار ، بعضے شک میں حیران سرگرداں ہیں ، بعضے عقل و دلیل کے مقر ہیں ، بعضے تقلید پر قائم ہیں ۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے مذاھب مختلف ہیں کہ جن میں یہ سب گرفتار ہیں ۔''

تخلیقی اور فنکارانہ اسلوب کے تین ٹکڑے اور ملاحظہ فرمائیے :

> ''مرغ اذان کہنے والا یہ ہے کہ تاج سر پر رکھے ہوئے دیوار پر کھڑا ہے ۔ آنکھیں سرخ ، بازو پھیلائے

ھوئے ، دم اٹھی ھوئی ، نہایت غیور اور سخی ، تکبیر و تہلیل میں رھتا ھے - نماز کا وقت پہچانتا اور ھمسایوں کو یاد دلاتا اور نصیحت کرتا ھے - صبح کے وقت اپنی اذان میں یہ کہتا ھے ، اے ھمسائے کے رھنے والو ! یاد کرو اللہ کے تئیں - بہت دیر سے سوتے ھو - موت اور خرابی کو یاد نہیں کرتے ، دوزخ کی آگ سےخوف نہیں کرتے ، بہشت کے مشتاق نہیں ھوتے ، اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے - یاد کرو اس شخص کو کہ سب لذتوں کو نیست و نابود کرے گا - عاقبت کی راہ کا توشہ تیار کرو - اگر چاھتے ھو کہ آتش دوزح سے محفوظ رھو تو عبادت و پرھیزگاری کرو -"

"اور تیتر ندا کرنے والا یہ ٹیلے پر کھڑا ھوا ھے - رخسارے سفید ، بازو ابلق ، رکوع اور سجدوں کی کثرت سے خمیدہ قامت ھو رھا ھے - ندا کے وقت غافلوں کو یاد دلاتا اور بشارت دیتا ھے - بعد اس کے یہ کہتا ھے : شکر کرو اللہ کی نعمتوں کا کہ نعمت زیادہ ھو اور خدا پر بدگمانی نہ کرو - اکثر مناجات میں خدا سے یہ دعا مانگتا ھے : یا اللہ ! پناہ میں رکھ مجھے شکاری جانوروں اور گیدڑوں اور آدمیوں کی بدی سے اور طبیب جو میرے گوشت کھانے کے واسطے مریضوں سے فائدے بیان کرتے ھیں ، اس سے بھی محفوظ رکھ کہ اس میں میری زندگی نہیں ھے - یاد کرتا ھوں میں ھمیشہ خدا کے تئیں - صبح کے وقت ندائے حق کرتا ھوں کہ

سب آدمی سنیں اور نیک نصیحت پر عمل کریں ۔''

یہ شگفتہ ، شفاف ، آئینے کی طرح چمکتی اور دمکتی ہوئی نثر ہے ۔ تاثرات ، جذبات ، تصورات اور تخیلات کے سانچے میں ڈھلا ہوا اسلوب ہے جو فکر و منطق کی دھیمی دھیمی آنچ سے تپ کر کندن ہوا ہے ۔ ایک شبیہ پارہ اور دیکھیے :

''اور کبک یہ ہے کہ پھولوں اور درختوں میں ہمیشہ باغ کے بیچ خوش خرامی کرتی اور نپٹ خوش آوازی سے نغمہ سرائی میں مشغول رہتی ہے ۔ ہمیشہ وعظ و نصیحت سے یہ کہتی ہے : اے عمر و بنیاد کے فنا کرنے والے ، باغ میں درختوں کے لگانے والے ، شہر میں گھروں کے بنانے والے ، بلندی کے بیٹھنے والے ! زمانے کی سختی سے کیوں غافل ہے ؟ پرہیز کر ، کسی دم خالق کو نہ بھول ۔ یاد کر اس دن کو ، یہ عیش اور مکان چھوڑ کر گور کے اندر سانپ اور بچھوؤں میں جا کر پڑے گا ۔ اگر اس وطن کے چھوڑنے کے آگے ابھی سے خبردار ہو رہے تو بہتر ہے کہ وہاں اچھے مکان میں پہنچے ، نہیں تو خرابی میں پڑے گا ۔''

مقدمے کے آخر میں ''اخوان الصفا'' کے مختلف اردو اڈیشنوں کے بارے میں کچھ توجہ طلب مسائل بھی ہیں ۔ ''اخوان الصفا'' کا ترجمہ ۱۸۱۰ع میں مکمل ہوا اور ۱۸۱۰ع ھی میں یہ کتاب ہندوستانی پریس سے طبع ہوئی ۔ اور اس کے بعد متعدد اڈیشن وقتاً فوقتاً مختلف ملکوں اور شہروں سے طبع ہوتے رہے ۔ نادم سیتاپوری نے کچھ اڈیشنوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے ۔ میں نے ''اخوان الصفا'' کے اور بھی کئی اڈیشن فراہم کیے ہیں جن کا ذکر ان کی کتاب میں نہیں ہے ۔ بعض اڈیشن میری اور ان کی دریافت

میں مشترک ہیں ۔

مجلس ترقی ادب (لاہور) کے لیے ''اخوان الصفا'' کو مرتب کرتے وقت راقم الحروف نے کئی نسخے سامنے رکھے ہیں : ''اخوان الصفا'' کا سب سے آخری اڈیشن مجلس ترقیٔ اردو (ہند) کا ہے جو بغیر کسی تعارف یا مقدمے کے ۱۹۳۹ ع میں طبع ہوا تھا ۔ یہ اڈیشن آخری تھا جو اب نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے ۔ اس کے علاوہ دوسرا اڈیشن میری تحویل میں امیرالمطابع سیتاپور کا ہے ۔ یہ اڈیشن ان کے پوتے حسن رضا ادیب کی فرمائش پر ۱۳۳۴ ھجری میں سیتاپور سے طبع ہوا ۔ اس کے تاریخی مصرعے درج ذیل ہیں :

شد اخوان‌الصفا مطبوع دلجو

طبع اخوان الصفاء رنگین بیان

نسخۂ کحل‌البصر مطبوع عام

تیسرا اڈیشن میرے پاس مطبع العلوم کا ہے جو سیداشرف علی واسطی کے اہتمام سے طبع ہوا ۔ اس نسخے کی تاریخ اشاعت ۱۸۵۱ ع ہے ۔ چوتھا اڈیشن مصری ٹائپ میں لندن کے دو پروفیسروں نے مل کر ترتیب دیا تھا؛ ایک تو ڈنکن‌فوربس ایل ایل ڈی تھے جو اردو زبان کے بڑے رسیا تھے اور مشرقی زبانوں کے استاد کی حیثیت سے کنگ کالج لندن سے وابستہ تھے، اس کے علاوہ گریٹ ٹربن اور آئرلینڈ کی ایشیاٹک سوسائٹی کے بھی ممبر تھے ۔ انھوں نے فارسی اور اردو زبان کی اُن کتابوں کو خصوصیت سے مرتب کیا جن کا تعلق کلاسک یا نصاب سے تھا ۔ ''اخوان الصفا'' ''بیتال پچیسی'' اور ''باغ و بہار'' بھی انھوں نے مرتب کیں ۔ اس کے ساتھ ''باغ و بہار'' کی فرہنگ

بھی تیار کی اور ایک الگ انگریزی اور ہندوستانی لغت مرتب کی۔ گارساں دتاسی کے حوالے سے معلوم ہوا کہ این بلان مستشرق ڈنکن کا شاگرد تھا۔ دوسرے مرتب پروفیسر ڈاکٹر چارلس ریو تھے جو عربی کے پروفیسر تھے اور یونیورسٹی کالج سے متعلق تھے۔ اس نسخے کی تاریخ اشاعت ۱۸۶۱ع مطابق ۱۲۷۸ ھجری ہے۔

''اخوان الصفا'' کا چوتھا نسخہ میرے مطالعے میں ولیم ناسولیس ایل ایل۔ ڈی کا رہا ہے جس کا ذکر گارساں دتاسی نے اپنے مقالات میں کیا ہے۔ ولیم ناسولیس بورڈ آف ایگزامنرز کا سکریٹری تھا۔ اس کی تصحیح و تنقیح کے بعد یہ نسخہ کلکتے کے کالج پریس سے طبع ہوا۔ میرے پاس جو نسخہ ہے اس کا سنہ ۱۸۶۲ع ہے۔ یہ پہلا اڈیشن نہیں ہے بلکہ تیسرا ہے۔

یہ نسخہ بطور نصابی کتاب[1] کے طبع ہوا۔ نسخے کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

This book is one of the text books for the first civil, and for the military interpreter's examination and for the examination for a certificate of High proficiency in oordoo.

یہ نسخہ ہندوستان کے اور نسخوں سے بہتر ہے۔ اور پورا نسخہ صاف ستھرے ٹائپ پر چھپا ہے۔

ان تمام نسخوں میں سب سے زیادہ معتبر اور ثقہ نسخہ لندن کا ہے جو طباعت کی نفاست اور خوبی کے علاوہ صحت تحریر کے

۱۔ گرساں دتاسی کے حوالے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سول سروس کے امتحانات کے لیے انتخابات باغ و بہار، اخوان الصفا اور سیرالمتاخرین تجویز ہوئے تھے۔ (خطبات گرساں دتاسی، صفحہ ۳۷۳)

لحاظ سے جامع اور مکمل ہے ۔ اور تمام اعراب سے لیس اور مکمل نسخہ ہے ۔ یہ نسخہ لندن کے اردو کے طالب علموں کے لیے اور ہندوستان میں غیر ملکی طالب علموں کے لیے تھا ۔ اس نسخے میں قاری کی سہولت کے لیے ہر نزاکت کا التزام رکھا گیا تھا ۔ ظاہر ہے صحت اور ثقاہت کے اعتبار سے اس کو سب پر تقدم حاصل ہے ۔

ولیم ناسولیس والے نسخے میں بھی وہ خوبی اور وہ صحت نہیں ملتی جو لندن کے نسخے میں موجود ہے ۔

ہندوستان کے تمام نسخے لندن اور ناسولیس کے نسخوں کے آگے بے وقعت ہیں ۔ ہندوستان کے تقریباً تمام نسخے اغلاط سے پر ہیں ، اور حد یہ ہے کہ خود اُن کے پوتے منشی حسن رضا ادیب کی نگرانی میں جو نسخہ مرتب ہوا ہے وہ سب سے زیادہ ناقص اور اغلاط سے پر ہے اور بڑی لاپروائی کے ساتھ طبع کیا گیا ہے ۔ بعض جگہوں پر پورے پورے فقرے غائب ہیں ۔ یہی حال انجمن کے نسخے کا بھی ہے ۔ الفاظ کا رد و بدل اور پورے پورے فقروں کا صفایا تو خیر جو تھا سو تھا ، اس کے علاوہ ہر جگہ زبان کی اصلاح بھی موجود ہے جو کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے ۔ املا میں بھی غیر ضروری اجتہاد سے کام لیا گیا ہے

مطبع دارالعلوم کا نسخہ ہندوستان کے تمام اڈیشنوں میں غنیمت ہے مگر اغلاط سے پاک یہ بھی نہیں ہے اور طباعت کے اعتبار سے یہ نسخہ سب سے زیادہ گندہ اور برا چھپا ہے ۔

''اخوان الصفا'' کا ایک اڈیشن میں نے ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی کے ذاتی کتب خانے میں دیکھا تھا جو پٹیالے سے طبع ہوا تھا ، سنہ اس کا نا معلوم ہے مگر دوسرے نسخوں کی طرح اس میں بھی خامیاں ہیں ۔

میں نے ''اخوان الصفا'' کا متن لندن کے نسخے سے تیار کیا ہے۔ تحقیق کی نظر سے یہی نسخہ اور تمام نسخوں سے بہتر ہے۔ متن کی تیاری میں استفادہ اور تقابل میں نے بقیہ نسخوں سے کیا ہے۔ متن جہاں ضعیف ہے وہاں میں نے دوسرے نسخوں کے حوالے دے دیے ہیں اور اس کے علاوہ تقابل کے ذریعے بھی جگہ جگہ حاشیے لکھتا چلا گیا ہوں۔ املا کے باب میں تصرف محض اتنا کیا ہے کہ قدیم طرز کو جدید رنگ دیا ہے اور جگہ جگہ اودھی الفاظ و محاورات اور دقیق لفظوں کے معنی بھی لکھ دیے ہیں جو بے حد ضروری تھا۔

آخر میں اس نسخے کی ترتیب اور دوسرے نسخوں کے تقابل میں میمونہ انصاری کا شکر گزار ہوں جنھوں نے بڑے خلوص اور کاوش سے میری اعانت کی۔ اس کے بعد ملک نواز صاحب کی دوستانہ شفقت کا سپاس گزار ہوں جو تحقیق اور ادبی سرگرمیوں میں شریک ہوکر اور آڑے وقتوں میں کتابیں بہم پہنچا کر کام آتے ہیں۔ محبی اور مشفقی جناب امتیاز علی تاج صاحب کی امداد کا بھی شکرگزار ہوں۔

احراز نقوی

۵ - جولائی، ۱۹۶۵ع

ایف - ۳۱۴ - رحمان پورہ - لاہور

مقدمہ اول
(ترجمہ)

''اخوان الصفا'' کا نسخہ پہلی بار ۱۸۱۰ع میں کلکتے سے طبع ہوا ۔ ہمیں یہ علم نہیں ہے کہ اب تک یہی نسخہ اور کتنی بار ہندوستان سے طبع ہوا ہے ۔ ہم اتنا تو جانتے ہیں کہ کم سے کم ایک اڈیشن تو ضرور طبع ہوا ہے مگر ہماری نظر سے وہ ابھی تک نہیں گزرا ہے ۔ چند ماہ گزرے ہمیں معلوم ہوا کہ ''اخوان الصفا'' اور ''باغ و بہار'' دونوں کتابیں ہندوستان کے مترجمین اور شہری حکام کے آخری امتحان کے لیے مختص کی گئی ہیں ۔ اسی بنا پر ہم نے ایک نئے اور ثقہ نسخے کی طرف توجہ کی ہے جو پہلے نسخے سے بہتر ہو ۔ اس کی بڑی شدید ضرورت تھی کہ ملک میں (یعنی لندن میں) اور ہندوستان میں گزشتہ بارہ برس سے یہ کتاب بطور نصاب کے استعمال کی جا رہی ہے ۔[1]

محاسن کے اعتبار سے ''اخوان الصفا'' اعلی درجے کی چیز ہے ۔ شروع سے آخر تک اسٹائل آسان اور سادہ ہے ، اور ندرت اور اصلیت کا قابل ستائش انداز خصوصیت سے ایسی اختراعی حیثیت رکھتا

---

۱ ۔ دیباچہ نویس ای ڈنکن فوربس نے ''باغ و بہار'' ۱۸۴۷ع میں مرتب کیا جو لندن سے طبع ہوا ۔ اور اس کے علاوہ ''بیتال پچیسی'' مرتب کرکے ایک فرہنگ کا بھی اضافہ کیا ہے ——— اور اسی طرح اردو اور فارسی کی کئی کتابوں کو جدید انداز پر مدون اور مرتب کیا ہے ——— (احراز نقوی)

ہے کہ طلبا کی توجہ خود بخود اپنی گرفت میں لے لیتا ہے ۔ مختصراً عالمی مقبولیت میں یہ اب تک ایک شان دار اور دلچسپ کارناموں کی حیثیت رکھتا ہے جو اعلیٰ درجے کی اردو میں ، یعنی ہندوستان کے مسلمانوں کی درباری زبان میں ہے ۔

اصلی عربی نسخہ ۱۸۱۲ء میں کلکتے سے طبع ہوا ۔ ذیل میں ہم اسی کے مضمون کا ایک بہترین خاکہ طلبا کے استفادے کی غرض سے پیش کر رہے ہیں :

''انسان اور جانور اپنے باہمی شکوے شکایت شاہ اجنہ کے حضور میں لے کر پہنچتے ہیں ۔ ابتدا میں شکایت انسان کے ظلم اور بے انصافی کی ہے ۔ آخر میں شکوہ جانوروں کی سرکشی اور فرض ناشناسی کا ہے ۔ بنیادی نکتہ یہ ہے کہ آیا انسان جانوروں پر حکومت کا حق رکھتے ہیں ؟ جانور مدعی ہیں کہ وہ فطرۃً آزاد ہیں ، انسان کی ملکیت کا مفروضہ بے انصافی پر مبنی ہے ۔ برعکس اس کے انسان اصرار کرتا ہے اور جتاتا ہے کہ وہ جانوروں پر فطری تفوق رکھتا ہے ۔ حیوان انسان کی خدمت سے منحرف ہو رہا ہے ۔ اور دوسری طرف انسان جانوروں کو اپنی ملکیت سمجھتا ہے ۔

شاہ اجنہ نے ایک اجلاس طلب کیا ، مقدمہ دائر ہوا ۔ پہلے انسان کا دعویٰ پیش ہوا ، جس پر حیوانوں نے جواب دیا اور اپنے دلائل بادشاہ کے سامنے بڑی خوبی اور توازن کے ساتھ پیش کرتے رہے ۔ بعد میں تجویز پیش کی کہ وہ اپنے فاضل مقنن اور قضات سے بھی مشورہ کریں ۔ جانور خبردار ہوگئے اور غور کرنے لگے ، یہ مقدمہ تجربہ کار وکیلوں پر کہاں تک انحصار رکھے گا ۔ اور ان مسائل میں وہ اپنے ہمسروں کے مقابلے میں اپنی کہتری کا بھی اندازہ کر رہے تھے ۔ انھوں نے ٹھان

لیا کہ وہ اپنے تعاون کے لیے جانوروں کے قبائل کو مدعو کریں گے ۔

چنانچہ اس کام کے لیے چھ مختلف قاصد درندوں ، پرندوں ، شکاری جانوروں ، حشرات الارض ، ھوام ، دریائی جانوروں کی خدمت میں روانہ کیے ۔ اس کے بعد وہ سفیر حاضر ھوئے اور غالباً انھوں نے بے حد خوش اسلوبی سے یہ کارنامہ سرانجام دیا ۔ خصوصیت سے طائروں کا قاصد اپنے پورے جوبن سے سرشار تھا ۔ نہ صرف اپنے سولہ سنگار سے بلکہ اپنے پیارے اور نیارے جذبات سے بھی ۔ یکے بعد دیگرے دوسرے خوشنما نغمہ سنج پرند خالق معبود کی یاد میں اپنی مناجات سنا رہے تھے اور انسانوں کو مخاطب کرکے خبردار کر رہے تھے ۔ قارئین یہاں فقط بشاش نہیں بلکہ مسرور اور فریفتہ ھوتے ھیں ، یہ معلوم کر کے کہ علم کا ایسا خار دار راستہ حسین پھولوں سے بھی مرصع ھے ۔

آخرکار جانوروں کے مختلف فرقوں کے سفیر یکجا ھوئے اور باب عدالت وا ھوا ۔ شاہ اجنہ داخل ھوا ، پہلے چاروں طرف اُس نے محفل کا رنگ دیکھا ۔ درحقیقت جن کا مقدمہ چکانے وہ یہاں آیا تھا انھوں نے پہلے کچھ ایسے سوالات پوچھے جو اس جماعت کے باھمی قضیے سے تعلق رکھتے تھے ۔ پھر انسانوں کو دیکھا جو مختلف وضع اور خصلتوں کے تھے ، اُن کی تعریف پوچھی کہ وہ کون ھیں ؟

یہاں روے زمین کی مختلف اقوام کے قاصد جلوہ افروز تھے جنھوں نے سامعین کے سامنے اپنے احوال پیش کیے ۔ ھر جانور نے اپنا بیان تاریخی صداقت کی موافقت کو اپنی گرفت میں لے کر بڑی کامیابی سے دیا ۔ اس کے بعد دوسرے

قاصد بھی اسی طرح حکم بجالائے۔ آن کے آسی صورت کے استفسارات کا شافی جواب دیا ۔ ان لوگوں نے بھی تاریخ کی فطری صداقت میں بیان دیا اور اسی نکتے کو مصنف بتانا چاہتا تھا ۔ یہ تمہیدیں بڑی تفصیلات اختیار کرلیتی ہیں جو قارئین کے مطالعے میں بڑی دشواری کا سبب بن سکتی تھیں مگر مقدمے کا انداز اور اسلوب کی زندہ دلی مضمون کو دلچسپ بنا دیتی ہے ، پھر دلائل شروع ہوتے ہیں ۔

انسانوں نے بھی اپنے مضبوط دلائل پیش کیے اور اپنے فنون و علوم پر زور دیا اور اپنی گوناگوں راحت اور عیش پر ۔ اور فخر کیا اپنی مذھبی بصیرت پر ، اپنے معبود کی عبادت گزاری پر، اپنے ملبوسات اور زیورات پر، قانون اور حکومت پر، اپنے شعرا اور حکما پر ، اپنے خطیبوں اور قواعد دانوں پر ، اپنے دستکاروں اور صناعوں پر ،—انسان کی نظر علم پر ہے ، انھیں ستاروں کا علم ہے وغیرہ وغیرہ ۔ وہ اس طرح جانوروں سے ممیز ھوجاتے ھیں کہ بغیر کسی دلیل و حجت کی ضرورت کے ایسے براھین موجود ھیں جو انسان کے قدرتی تفوق کو جتا کر حیوانوں پر ان کی حکومت کے تسلط کا حق ثابت کرتے ھیں ۔

جواب میں حیوانوں کے قاصدوں نے ترتیب وار اپنے دلائل پیش کیے ۔ ان بیانات کے تسلسل سے قاری بڑا لطف محسوس کرتا ہے ۔ حیوان اپنی تجربہ کاری کا مظاھرہ کرتے ہوئے ذاتی استعداد سے بعض مواقف میں بڑی خوبی سے انسانوں پر سبقت بھی لے گئے ۔ حقیقت میں دلائل ایسے فطری انداز سے انھوں نے اپنے ذھنوں میں تجویز کیے اور ایسی لیاقت اور حسن و خوبی سے مناسب مقامات پر اخذ و جذب کیے کہ وہ قارئین کو محظوظ کرنے اور اپنی عظمت کا لوھا منوانے

میں کہیں سے نا کامیاب نہیں ثابت ہوئے۔

اختتام تنازعہ بڑی خوش اسلوبی سے متصور ہوا اور آخر میں ایسا لگتا ہے کہ انسان کا مقدر عاقبت ہے۔ وجود کی دنیا میں اس کے جیسے اعمال ہوں ان کے بموجب آخرت میں سزا اور جزا کا مستحق ہوتا ہے۔

مقدمہ---شاہ اجنہ اور حیوانوں کے مشترک مشورے سے انسان کے حق میں فیصل ہوا---انسان کی بادشاہت عدالت کے فیصلے سے ثابت ہوگئی۔

اب فقط مدونین اس میں اتنا اور اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ ---پیش نگاہ اڈیشن میں تمام تر توجہ نسخے کی تصحیح پر صرف کردی گئی ہے جو اصل نسخے کی ثقاہت کی توثیق کرتا ہے--- اور بلاشبہ بے عیبی انسان کے بس کا کام نہیں، تاہم یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس میں تسامحات کی فہرست نہ بہت طویل ہوگی اور نہ کچھ ایسی اہم ہی ہوگی۔

اس بات کو ضروری نہیں سمجھا گیا کہ اس نسخے کے ساتھ الفاظ کی اک فرہنگ بھی شامل کی جائے ورنہ یہ کام مرتبین کے لیے ایک خشک نوعیت کا نا قابل برداشت درد سر بن جاتا اور پھر بھی اس کی افادیت مشتبہ رہتی۔ اس مرحلے پر طلبا کو خود ہی معلوم ہے کہ وہ اپنے لیے اس کے ساتھ ایک ''ہندوستانی ڈکشنری''[۱] بھی

۱۔ ہندوستانی لغت کا ذکر کرکے ڈنکن فوربس نے اپنی مرتب کی ہوئی ہندوستانی ڈکشنری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ لغت ڈنکن فوربس نے ۱۸۵۷ع میں مرتب کی۔ اس کے بعد یہی لغت دوسرے اڈیشن میں توسیع کے ساتھ لندن میں طبع ہوئی جس کا نام یوں رکھا گیا:

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

رکھیں گے اور اس التزام کے ساتھ وہ خاتمہ کی منزل تک ضرور
پہنچ جائیں گے -

ڈی - ایف
اور
سی - آر
لندن ، اگست ۱۸۶۱ع

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹)

A Reversed Dictionary
English and Hindustani
(Second Edition)

یہ نسخہ پنجاب یونی ورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے اور اس کے علاوہ گارساں دتاسی نے اپنے خطبات میں بھی اس کا ذکر کیا ہے - ملاحظہ ہو ''خطبات گارساں دتاسی'' صفحہ ۳۲۱ —(احراز)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاس بے قیاس اس واجب الوجود کو لائق ہے جس نے اجسام ممکنات میں باوجود وحدت ہیولا کے مختلف صورتیں بخشیں ۔ اور ماہیت انسانی کو جنس و فصل سے ترکیب دے کر ہر ایک فرد کو علیحدہ علیحدہ قوتیں عطا کیں ۔ حمد بے حد واسطے اس خالق کے سزاوار ہے جس نے نوع انسان کو نہاں خانۂ عدم سے عرصہ گاہ وجود میں لا کر تمام مخلوقات پر مرتبہ فضیلت کا بخشا ۔ اور وجود بشر کو زیور نطق سے آراستہ کر کے خلعت علم کا پہنایا ۔ انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت کہ اس کی نعمتوں کا شکر بجا لائے اور قلم شکستہ رقم میں کتنی قدرت کہ اس عہدے سے بر آوے ۔

ابیات

بھلا حمد اس کی ہم سے کب ادا ہو
جہاں قاصر زبانِ انبیا ہو
یہاں سب عارفانِ بزمِ ادراک
نہیں کہتے ہیں غیر از ما عرفناک
پھر اس ممکن نے کب یہ عقل پائی
کہ واجب تک کرے اپنی رسائی
بھلا انسان میں اتنا ہے مقدور
کہ ہووے حمد اس کی اس سے محصور

درود نا محدود واسطے سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ کے لائق ہے جس نے گمراہوں کو وادیٔ ضلالت سے نکال کر منزلِ ہدایت

پر پہنچایا - اسی کے سبب ہم نے ہر ایک امت پر بموجب آیت کریمہ
کنتم خیر امۃ کے مرتبہ فضیلت کا پایا -

ابیات

محمد سرور کون و مکاں ہے
محمد پیشوائے انس و جاں ہے
اسی سے عاصیوں کی ہے شفاعت
وہی ہے حامیِ روز قیامت

صلوٰۃ وسلام اس کی آل و اصحاب پر جن کے سبب دین اسلام
نے قوت پائی اور انھوں نے ہم کو راہ ہدایت کی دکھلائی -

بعد اس کے عاصی سراپا معاصی اکرام علی یہ کہتا ہے کہ
جب میں بموجب حسن ایمائے جناب صاحب نامدار عالی منزلت والا اقتدار
حکمت میں تمام حکمائے زمانہ سے برتر ، دانائی میں عقل حادی عشر
خدا وند نعمت مسٹر ابراھم لاکٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کے
اور موافق طلب اخی و استاذی جناب بھائی صاحب قبلہ تراب علی
صاحب دام ظلہم کے ، شہر کلکتے میں اور رہنمونی طالع سے بعد حصول
شرف ملازمت کے ، مورد عنایت و مرحمت کا ہوا - از بس کہ صاحب
موصوف کو کمال پرورش منظور تھی ، سرکار کمپنی بہادر میں نوکر
رکھوا کر اپنے پاس متعین کر لیا -

بعد چند روز کے باستصواب جناب صاحب عالی شان زبدۂ
دانایان روزگار ، سر دفتر عقلائے عالی مقدار ، مدرس ہندی کپتان جان
ولیم ٹیلر صاحب بہادر دام دولتہ ، نے فرمایا کہ رسالہ ''اخوان الصفا''
کہ انسان و بہائم کے مناظرے میں ہے تو اس کا زبان اردو میں
ترجمہ کر ، لیکن نہایت سلیس کہ الفاظ مغلق اس میں نہ ہوویں ،
بلکہ اصطلاحات علمی اور خطبے بھی اس کے تکلف سے خالی نہیں ہیں ،
قلم انداز کر صرف خلاصۂ مضمون مناظرہ چاہیے - راقم نے بموجب

فرمانے کے فقط حاصل مطلب کو محاورۂ اردو میں لکھا - خطبوں کو نکال ڈالا اور اکثر اصطلاحات علمی کہ مناظرے سے اُن کو علاقہ نہ تھا ، ترک کیں - مگر بعضے خطبے اور اصطلاحات ہندی وغیرہ جو اصل مطلب سے متعلق تھے ، باقی رکھے -

فی الواقعہ اگر اس رسالے کی صنعت و رنگینی پر نگاہ کیجیے تو ہر ایک خطبہ اس کا معدن فصاحت ہے اور ہر ہر فقرہ مخزن بلاغت - ہرچند کہ عوام الناس ظاہر عبارت سے اُس کے صرف مضمون مناظرے کا پاتے ہیں مگر علمائے دقیقہ شناس ادراک معانی سے حقائق و معارف الٰہی کا حظ اٹھاتے ہیں - مصنفین اُس کے ابو سلیمان ابو الحسن ابو احمد وغیرہ دس آدمی باتفاق یک دیگر بصرے میں رہتے تھے اور ہمیشہ علم دین کی تحقیق میں اوقات اپنی بسر کرتے - چناں چہ اکاون رسالے تصنیف کیے - بیشتر علوم عجیبہ و غریبہ اُن میں لکھے - یہ ایک رسالہ اُن میں سے انسانوں اور حیوانوں کے مناظرے میں ہے - طرفین کی دلائل عقلی و نقلی اس میں بخوبی بیان کیں - آخر بہت قیل و قال کے بعد انسان کو غالب رکھا - اور غرض اُن کو اس مناظرے سے فقط کمالات انسانی بیان کرنا ہے - چناں چہ اس رسالے کے آخر میں لکھا ہے کہ جن وصفوں میں انسان حیوان پر غالب آئے ، وہ علوم و معارف الٰہی ہیں کہ ان کو ہم نے اکاون رسالوں میں بیان کیا ہے - اور اس رسالے میں مقصود یہی تھا کہ حقائق و معارف حیوانات کی زبانی بیان کیجیے تا غافلوں کو اُس کے دیکھنے سے کمالات حاصل کرنے کے واسطے رغبت ہووے -

ترجمہ اُس رسالے کا خلاصہ امیران ذوی الاقتدار زبدۂ نوئینان عالی مقدار، حاتم دوراں، افلاطون زماں، سرور سروراں، بہادر بہادران نواب گورنر جنرل لارڈ منٹو بہادر دام اقبالہ کے عہد حکومت میں سن ہجری بارہ سے پچیس اور عیسوی اٹھارہ سے دس میں مرتب ہوا -

---

اخوان الصفا

از

مولوی اکرام علی

مرتّبہ

ڈاکٹر احراز نقوی

پہلی فصل : بنی آدم کی ابتدائی پیدائش اور حیوانات کے ساتھ ان کے مناظرے اور جنوں کے بادشاہ بیوراسپ حکیم کے حضور ان کے استغاثہ کرنے اور اس حکیم کے انسان کو بلانے میں

لکھنے والے نے احوال ابتدائے ظہور بنی آدم کا یوں لکھا ہے کہ جب تک یہ تھوڑے تھے سدا حیوانوں کے ڈر سے بھاگ کر غاروں میں چھپتے اور درندوں کے خوف خطرے میں ٹیلوں اور پہاڑوں میں پناہ لیتے۔ اتنا ہی اطمینان نہ تھا کہ دو چار آدمی مل کر کھیتی کریں اور کھائیں ، اس کا کیا ذکر کہ کپڑا بنیں اور بدن کو چھپائیں ۔ غرض پھل پھلاری ، ساگ ، پات جنگل کا جو کچھ پاتے کھاتے اور درختوں کے پتوں سے بدن کو چھپاتے ۔ جاڑوں میں گرم سیر جگہ میں رہتے اور گرمیوں میں سرزمین سرد کا رہنا اختیار کرتے۔

جب اس حالت میں تھوڑی مدت گذری اور اولاد کی بہتات ہوئی تب تو اندیشہ دام و دد کا کہ ہر ایک کہ جی میں سمایا تھا ، بالکل نکل گیا ۔ پھر تو بہت سے قلعے ، شہر ، قریہ ، نگر بسا کر چین سے رہنے لگے ۔ زراعت کا سامان مہیا کرکے اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے اور حیوانوں کو دام میں گرفتار کر کے سواری ، باربرداری ، زراعت، کشت کاری کا کام لینے لگے ۔

ھاتھی ، گھوڑے ، اونٹ ، گدھے اور بہت سے جانور کہ سدا جنگل بیابان میں شتر بے مہار پھرتے تھے ، جہاں جی چاھتا اچھا ھرا سبزہ دیکھ کر چرتے ، کوئی پوچھنے والا نہ تھا ۔ سو ان کے کاندھے رات دن کی محنت سے چھل گئے اور پیٹھوں میں غار پڑ گئے ۔ ھر چند چیختے چنگھاڑتے پر یہ حضرت انسان کب کان دھرتے ۔ اکثر وحشی خوف گرفتاری سے دور دشت جنگلوں میں بھاگے ۔ طائر بھی اپنا بسیرا چھوڑ ، بال بچوں کو ساتھ لے اُن کے دیس سے اڑنچھو ھوگئے ۔ ھر ایک بشر کو یہ خیال تھا کہ سب حیوانات ھمارے غلام ھیں ۔ کس کس مکر و حیلے سے پھندے اور جال بنا بنا ان کے درپے ھوئے ۔

اس داروگیر میں ایک مدت گزری یہاں تک کہ اللہ تعالی نے پیغمبر آخرالزمان محمد مصطفی صلی‌اللہ علیہ آلہ وسلم کو خلق کی ھدایت کے لیے بھیجا ۔ نبی برحق نے گمراھوں کو شریعت کی راہ دکھلائی اور بعضے جنات نے نعمت ایمان و شرافت اسلام کی پائی ۔ جب اس پر بھی ایک زمانہ گزرا اور بیوراسپ حکیم جنیؔ کہ لقب اُس کا شاہ مردان تھا ، قوم جنات کا بادشاہ ھوا ۔ ایسا عادل تھا کہ جس کے عہد میں باگھ بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے ۔ کیا دخل کہ کوئی ٹھگ ، چوٹّا ، دغاباز ، اچکا اس کے قلمرو میں رھنے پاوے ۔

جزیرۂ بلاصاغون نام کہ قریب خط استوا کے واقع ھے ، اس شہنشاہ عادل کی تخت‌گاہ تھا ۔

اتفاقاً ایک جہاز آدمیوں کا باد مخالف کے سبب تباھی میں آکر اُس جزیرے کے کنارے جالگا ۔ جتنے سوداگر اور اھل علوم کہ جہاز میں تھے ، اتر کر اس سرزمین کی سیر کرنے لگے ۔ دیکھا تو عجیب بہار ھے کہ رنگ برنگ کے پھول اور پھل ھر ایک درخت میں لگے ، نہریں ھر طرف جاری ، حیوانات ھرا ھرا سبزہ چرُچگ کر بہت موٹے تازے آپس میں کلیلیں کر رھے ھیں ۔ از بسکہ آب و ھوا

وہاں کی نپٹ[1] خوب اور زمین بہت شاداب تھی، کسی کا دل نہ چاہا کہ اب یہاں سے پھر جائیے۔

آخر مکانات طرح طرح کے بنا بنا اس جزیرے میں رہنے لگے اور حیوانات کو دام میں گرفتار کرکے بدستور اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے۔ وحشیوں نے جب یہاں بھی 'سبیتا'[2] نہ دیکھا، راہ صحرا کی لی۔ آدمیوں کو تو یہی گمان تھا کہ یہ سب ہمارے غلام ہیں اس لیے انواع اقسام کے پھندے بناکر بطور سابق قید کرنے کی فکر میں ہوئے۔ جب حیوانوں کو یہ زعم فاسد ان کا معلوم ہوا اپنے رئیسوں کو جمع کر کے دارالعدالت میں حاضر ہوئے اور بیوراسپ حکیم کے سامنے سارا ماجرا ظلم کا کہ ان کے ہاتھوں سے اٹھایا تھا، مفصل بیان کیا۔ جس وقت بادشاہ نے تمام احوال حیوانوں کا سنا وہیں فرمایا کہ ہاں جلد قاصدوں کو بھیجیں، آدمیوں کو حضور میں حاضر کریں۔ چنانچہ ستر آدمی جُدے جُدے شہروں کے رہنے والے کہ نہایت فصیح و بلیغ تھے، مجرد طلب بادشاہ کے حاضر ہوئے۔ ایک مکان اچھا سا ان کے رہنے کے لیے تجویز ہوا۔ بعد دو تین دن کے جب ماندگی سفر کی رفع ہوئی، اپنے سامنے بلوایا۔ جب انھوں نے بادشاہ کو تخت پر دیکھا دعائیں دیں اور آداب و کورنش بجا لا اپنے اپنے قرینے سے کھڑے ہوئے۔

یہ بادشاہ تو نہایت عادل اور منصف، جواں مردی اور سخاوت میں اقران و امثال سے سبقت لے گیا تھا، زمانے کے غریب و غربا یہاں آن کر پرورش پاتے تھے، تمام قلمرو میں کسی زیردست عاجز

---

۱ ''نہایت'' نسخہ سیتاپور میں درج ہے جو اب 'نپٹ' کی جگہ بولا جاتا ہے۔ ولیم ناسولیس کے نسخے میں 'نپٹ' موجود ہے اور لندن کا نسخہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

۲۔ سبیتا = اطمینان، فرصت، فراغت۔

پر کوئی زبردست ظالم ظُلم نہ کرسکتا ، جو چیزیں کہ شرع میں حرام ھیں اس کے عہد میں بالکل اٹھ گئی تھیں ، ھمیشہ سوائے رضامندی اور خوشنودی خدا کے کوئی امر ملحوظ خاطر نہ تھا ۔ اس نے نہایت اخلاص سے ان سے پوچھا کہ تم ھمارے ملک میں کیوں آئے ؟ ھمارے تمھارے تو کبھی خط و کتابت بھی نہ تھی ، کیا ایسا سبب ھوا کہ تم یہاں تک پہنچے ؟

ایک شخص ان میں سے کہ جہاں‌دیدہ اور فصیح تھا ، تسلیمات بجا لا کر کہنے لگا کہ ھم عدل و انصاف بادشاہ کا سن کر حضور میں حاضر ھوئے ھیں اور آج تک اس آستانۂ دولت سے کوئی دادخواہ محروم نہیں پھرا ھے ، امید یہ ھے کہ بادشاہ ھماری داد کو پہنچے۔

فرمایا کہ غرض تمھاری کیا ھے ؟ عرض کیا کہ اے بادشاہ عادل ! یہ حیوانات ھمارے غلام ھیں ، بعضے متنفر اور بعضے ان میں سے اگرچہ جبراً تابع ھیں لیکن ھماری ملکیت کے منکر ۔

بادشاہ نے پوچھا کہ اس دعوے پر کوئی دلیل بھی ھے ؟ کیونکہ دعویٔ بے دلیل دارالعدالت میں سنا نہیں جاتا ۔ اس نے کہا اے بادشاہ ! اس دعوے پر بہت سے دلائل عقلی و نقلی ھیں ۔ فرمایا بیان کرو ۔ ان میں سے ایک شخص کہ حضرت عباس رضی‌اللہ عنہ کی اولاد میں تھا ، منبر پر چڑھ کے اس خطبے کو فصاحت و بلاغت سے پڑھنے لگا :

حمد اس معبود حقیقی کے لائق ھے جس نے پرورش‌عالم کے لیے‌عرصۂ زمین پر کیا کچھ مہیا کیا اور کتنے اسباب بنائے اور انسان ضعیف‌البنیان کے واسطے کیسے کیسے حیوانات پیدا کیے۔ خوشا حال ان کا جو اس کی رضامندی میں راہ عاقبت کی سنوارتے ھیں ۔ کیا کہیے ان لوگوں کو جو نافرمانی کرکے ناحق اس سے برگشتہ ھوتے ھیں ۔

اور درود بے حد واسطے نبی بر حق محمد مصطفےٰ کے
سزاوار ھے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیچھے سب پیغمبروں
کے خلق کی ھدایت کے لیے بھیجا اور سب کا سردار
بنایا ۔ تمام جن و بشر کا وھی بادشاہ ھے اور روز آخرت
میں سب کا پشت پناہ ۔ صلوات و سلام اس کی آل پر
جن کے سبب دین و دنیا کا انتظام ھوا اور اسلام نے
رواج پایا ۔ غرض ھر آن میں شکر ھے اس صانع بیچون
کا جس نے ایک پانی کے قطرے سے آدم کو پیدا کیا
اور اپنی قدرت کاملہ سے اس کو صاحب اولاد بنایا اور
اس سے حوا کو پیدا کرکے ھزاروں انسان سے روے زمین
کو آباد کیا اور ساری مخلوقات پر ان کو شرف
بخشا ۔ تمام خشکی و تری میں مسلط کیا ، طرح طرح کا
پاکیزہ کھانا کھلایا ۔ چنانچہ آپ ھی قرآن میں فرمایا ھے
''والانعام خلقھا لکم فیھا دفءٌ و منافع و
منھا تاکلون ہ ولکم فیھا جمال حین تریحون و
حین تسرحون'' ط حاصل اس کا یہ ھے کہ سب حیوانات
تمھارے لیے مخلوق ھوئے ھیں ۔ ان سے فائدے اٹھاؤ
اور کھاؤ ۔ ان کی کھال اور بال سے پوشش گرم بناؤ ۔
صبح کے وقت چراگاہ میں بھجوانا اور شام کو پھر
گھروں میں لانا تمھارے واسطے زیب و آرائش ھے ۔ اور
ایک مقام پر یوں فرمایا ھے :'' و علیھا و علے الفلک
تحملون'' ط یعنی خشکی اور تری میں اونٹوں اور کشتیوں
پر سوار ھو ۔ اور ایک جا یوں ارشاد ھے :'' والخیل و
البغال و الحمیر لترکبوھا'' ۔ یعنی گھوڑے ، خچر ، گدھے
اس واسطے پیدا ھوئے ھیں کہ ان پر سواری کرو ۔ اور

ایک موضع میں یوں کہا ہے :" تستووا علی ظہورہ ثم
تذکروا نعمۃ ربکم اذا استویتم علیہ ۔" یعنی ان کی
پیٹھوں پر سوار ہو اور اپنے خدا کی نعمتوں کو یاد کرو۔
اس کے سوا اور بھی بہت آیات قرآنی اس مقدمے میں
نازل ہیں اور توریت و انجیل سے بھی یہی مفہوم ہوتا
ہے کہ حیوانات ہمارے لیے پیدا ہوئے ہیں ۔ بہر صورت
ہم ان کے مالک، یہ ہمارے مملوک ہیں ۔

تب بادشاہ نے حیوانوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس
آدمی نے آیات قرآنی اپنے دعوے پر گزرانیں ۔ اب جو کچھ تمھارے
خیال میں آئے اس کا جواب دو ۔ یہ سن کر خچر نے زبان حال سے
یہ خطبہ پڑھا :

حمد ہے اس واحد پاک، قدیم بے نیاز کی شان میں کہ
موجود تھا قبل ایجاد عالم کے، نہ زمان میں نہ مکان میں ۔
ایک کن کے کہنے میں تمام کائنات کو پردۂ غیب سے
ظاہر کیا ۔ افلاک کو آب و آتش سے ترکیب دے کر
مرتبہ بلندی کا بخشا ۔ ایک پانی کے قطرے سے آدم کی
نسل کو ظاہر کرکے آگے پیچھے دنیا میں بھیجا کہ
اس کی آبادی میں مشغول ہوں، خراب نہ کریں اور
محافظت حیوانات کی کماینبغی[1] بجا لاکر فائدہ اٹھائیں، نہ یہ
کہ ان پر ظلم کریں اور ستائیں ۔

بعد اس کے یوں کہنے لگا کہ :

اے بادشاہ یہ آیتیں جو اس آدمی نے پڑھیں، ان سے یہ نہیں
معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان کے مملوک ہیں اور یہ ہمارے

---

۱ - جیسا ہونا چاہیے ۔ (احراز)

مالک کیونکہ ان آیتوں مین ذکر ان نعمتوں کا ھے کہ
اللہ تعالٰی نے ان کو بخشی ھین ۔ چنانچہ یہ آیت قرآنی اس
پر دال ھے : ’’سخرھا لکم کما سخر الشمس و القمر
والریاح و السحاب‘‘ ط یعنی اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو
تمھارے تابع کیا ھے جیسا کہ تابع کیا ھے آفتاب و ماھتاب
اور ھوا اور ابر کو ۔ اس سے یہ نہیں معلوم ھوتا کہ یہ
ھمارے مالک اور ھم ان کے غلام ھیں ۔ بلکہ اللہ تعالٰی
نے تمام خلائق کو آسمان اور زمین پیدا کر کے ایک دوسرے
کا تابع کیا ، اس لیے کہ آپس مین ایک دوسرے سے
منفعت اٹھاوے اور نقصان دفع کرے ۔ پس ھم کو جو
اللہ تعالٰی نے ان کے تابع کیا ھے صرف اس واسطے کہ
فائدہ ان کو پہنچے اور نقصان ان سے دفع ھو ، نہ جیسا کہ
انھوں نے گمان کیا ھے اور مکر و بہتان سے کہتے ھیں کہ
ھم مالک اور یہ غلام ۔ قبل اس کے یہ آدمی پیدا نہ
ھوئے تھے ، ھم اورماں باپ ھمارے بےمزاحمت روے زمین
پر رھتے تھے ، ھر ایک طرف چرتے ، جہاں جی چاھتا
پھرتے اور ایک ایک اپنی معاش کی تلاش میں مشغول
تھا ۔ غرض پہاڑ ، جنگل ، بیابان میں آپس میں ملے جلے
رھتے اور اپنے بال بچوں کو پرورش کرتے ۔ جو کچھ
خدا نے مقدر کیا تھا اس پر شاکر ھوکر رات دن ، اس
کی حمد میں گزارتے ۔ اس کے سوا کسی کو نہ جانتے
تھے ۔ اپنے اپنے گھروں مین چین سے رھتے ، کوئی پوچھنے
والا نہ تھا ۔ جب اس پر ایک زمانہ گزرا ، اللہ تعالٰی نے
حضرت آدم کو مٹی سے بنایا اور تمام روے زمین کا خلیفہ
کیا ۔ جب کہ آدمی بہتایت سے ھوئے ، جنگل و بیابان

میں پھرنے لگے ، پھر تو ہم غریبوں پر دست ستم دراز کیا ۔ گھوڑے ، گدھے ، خچر ، بیل، اونٹ پکڑ کر خدمت اپنی لینے لگے اور وے مصیبتیں[1] کہ ہمارے باپ دادا کے دیکھنے میں نہ آئی تھیں بزور و تعدی وقوع میں لائے۔ کیا کریں، ہم لاچار ہو کر جنگل و صحرا میں بھاگے، پھر بھی ان صاحبوں نے کسی طرح پیچھا نہ چھوڑا ۔ کن کن حیلوں سے پھندے اور جال لے کر درپے ہوئے ۔ اگر دو چار تھکے ماندے کہیں ھاتھ لگ گئے ان کا احوال نہ پوچھیے کہ باندھ چھاند کر لے آتے ھیں اور کیا کیا دکھ دیتے ھیں ۔ علاوہ اس کے ذبح کرنا ، پوست کھینچنا ، ھڈیوں کو توڑنا ، رگوں کو نکالنا ، پیٹ چاک کرنا ، پر اکھاڑنا ، سیخ میں پرونا ، آگ میں جلانا ، بھون کر کھانا ان کا کام ہے ۔ ساتھ اس کے یہ کہ پھر بھی راضی نہیں ۔ یہی دعویٰ ہے کہ ہم مالک یہ غلام ھیں ۔ جو ان میں سے بھاگا گنہگار ھوا ۔ اس دعویٰ پر نہ کوئی دلیل نہ حجت ہے مگر سراسر ظلم و بدعت ہے ۔

---

۱ - ''مضرتیں'' نسخۂ سیتاپور اور ''مصیبتیں'' ولیم ناسولیس کے نسخے میں موجود ہے ۔ (صفحہ ۱۰ تیسرا اڈیشن)

یہ فصل قضیۂ انسان و حیوان کے فیصلے کے لیے بادشاہ جنات کے متوجہ ہونے کے بیان میں

جس وقت بادشاہ نے یہ احوال حیوانوں کا سنا اس قضیے کے انفصال کے لیے بہ‌دل مصروف ہو ارشاد کیا کہ قاضی، مفتی اور تمام اعیان و ارکان جنوں کے حاضر ہوں۔ وہیں بہ موجب حکم کے سب کے سب بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے، تب انسانوں سے فرمایا کہ حیوانوں نے تمھارے ظلم کی حکایت و شکایت بیان کی، اب اس کا تم کیا جواب دیتے ہو؟ ایک شخص ان میں سے تسلیمات بجا لاکر یوں عرض کرنے لگا کہ اے جہاں پناہ! یے (یہ) سب ہمارے غلام اور ہم ان کے مالک ہیں۔ ہم کو سزاوار ہے کہ حکومت خاوندانہ ان پر کریں اور جو کام چاہیں ان سے لیں۔ ان میں سے جس نے ہماری اطاعت کی، مقبول خدا ہوا اور جو ہمارے حکم سے پھرا، گویا خدا سے پھرا۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دعوئ بے دلیل محکمۂ قضا میں مسموع نہیں ہوتا، کوئی سند اور دلیل بھی بیان کرو۔ اس نے کہا بہت دلائل عقلی و نقلی سے ہمارا دعویٰ ثابت ہے۔ فرمایا کہ وے کون سی دلیلیں ہیں؟ تب وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری صورتوں کو کس پاکیزگی سے بنایا، ہر ایک عضو مناسب جیسا چاہیے عطا کیا۔ بدن سڈل، قد سیدھا، عقل و دانش جس کے سبب نیک و بد میں امتیاز کریں بلکہ تمام آسمان کا احوال جانیں اور بتاویں۔ یہ خوبیاں،

ہمارے سوا کس میں ہیں ؟ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں ۔

بادشاہ نے حیوانوں سے پوچھا کہ اب تم کیا کہتے ہو ؟ انھوں نے التماس کیا کہ ان دلیلوں سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ۔ فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ درستی نشست و برخاست کی خصلت بادشاھوں کی ہے اور بدصورتی و خمیدگی علامت غلاموں کی ؟ ان میں سے ایک نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کو توفیق نیک بخشے اور آفات زمانی سے محفوظ رکھے ! عرض یہ ہے کہ خالق نے آدمیوں کو اس صورت اور ڈیل ڈول پر اس واسطے نہیں بنایا ہے کہ ہمارے مالک کہلاویں ۔ اور نہ ہم کو اس شکل اور چال ڈھال پر پیدا کیا کہ ان کے غلام ہوویں ۔ وہ حکیم ہے ، اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ، جس کے واسطے جو صورت مناسب جانی عطا کی ۔

یہ فصل صورتوں اور قدوں کے اختلاف کے بیان میں

بیان اُس کا یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے جس گھڑی انسانوں کو پیدا کیا ، عریانِ محض تھے ؛ بدن پر کچھ نہ تھا کہ سردی گرمی سے محافظت میں رہیں - پھل پھلاری جنگل کی کھاتے اور درختوں کے پتوں سے تن کو ڈھانپتے - اسی واسطے اُن کے قدموں کو سیدھا اور لنبا بنایا کہ درختوں کے پھل پتے توڑ کر بآسانی کھاویں اور اپنے تصرف میں لاویں - اور غذا ہماری گھاس ہے ، اس لیے ہمارے قدموں کو ٹیڑھا بنایا کہ بخوبی چریں اور کسی نوع کا دکھ نہ اٹھاویں -

بادشاہ نے کہا یہ جو اللہ تعالٰی فرماتا ہے ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم'' یعنی انسان کو ہم نے نہایت سڈول بنایا ، اس کا کیا جواب دیتے ہو ؟ اُس نے عرض کیا - جہاں پناہ ! کلام ربانی میں ظاہری معنوں کے سوا بہت سی تاویلیں ہیں کہ بغیر اہل علوم کے کوئی نہیں جانتا - تفسیر اس کی عالموں سے پوچھا چاہیے - چنانچہ ایک حکیم دانشمند نے بموجب حکم بادشاہ کے مطالب اس آیت کا یوں ظاہر کیا[1] کہ جس دن اللہ تعالٰی نے آدم کو پیدا کیا ، 'سبھ'[2] گھڑی نیک ساعت تھی - ستارے اپنے اپنے برج شرف میں

۱- ظاہر کیا ـــــــــ بابا عبدالحق کے یہاں القط ہے، صفحہ ۱۵ - ولیم ناسولیس کے یہاں موجود ہے ، صفحہ ۱۳ -
۲- سبھ جو ہندی کا لفظ 'شبھ ہے ، مبارک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے -

جلوہ گر اور ھیولے عناصر کے واسطے قبول کرنے صورتوں کے آمادہ و مستعد تر تھے ۔ اس لیے صورتیں اچھی ، قد سیدھے ، ھاتھ پاؤں درست بنے اور احسن تقویم کے ایک معنی اور بھی اس آیت سے ظاہر ہوتے ھیں : ''فعد لک فی ای صورۃ ما شاء رکبک ۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو حد اعتدال پر پیدا کیا ، نہ بہت لنبا بنایا ، نہ بہت چھوٹا ۔

بادشاہ نے کہا ، اس قدر اعتدال اور مناسبت اعضا کی واسطے فضیلت کے کفایت کرتی ھے ؟ حیوانوں نے عرض کی کہ ھمارا بھی یہی حال ھے ۔ اللہ تعالیٰ نے ھم کو بھی ساتھ اعتدال کے جیسا مناسب تھا ، ھر ایک عضو بخشا ۔ اس فضیلت میں ھم اور وہ برابر ھیں ۔ انسان نے جواب دیا کہ تمھارے لیے مناسبت اعضا کی کہاں ھے ؟ صورتیں نپٹ مکروہ ، قد بے موقع ، ھاتھ پانو بھدیسلے ، کیونکہ تم میں سے ایک اونٹ ھے : ڈیل بڑا ، گردن لمبی ، دم چھوٹی اور ھاتھی ھے جس کا ڈیل ڈول بہت بڑا اور بھاری ، دو دانت لنبے منہ سے باھر نکلے ہوئے ، کان چوڑے چکلے ، آنکھیں چھوٹی ۔ بیل اور بھینسے کی دم بڑی ، سینگ موٹے ، اوپر کے دانت نہیں ۔ دنبے کے سینگ بھاری ، چوتڑ موٹے ۔ بکرا ھے جس کی داڑھی بڑی ، چوتڑ ندارد ۔ خرگوش کا قد چھوٹا ، کان بڑے ۔ اسی طرح بہت سے درند اور پرند اور چرند ھیں کہ قد و قامت ان کا بے موقع ، ایک عضو کو دوسرے سے مناسبت نہیں ۔

اس بات کے سنتے ھی ایک حیوان کہنے لگا ، افسوس کہ صنعت الٰہی کو تو نے کچھ نہ سمجھا ۔ ھم مخلوق ھیں ، خوبی اور درستی ھمارے اعضا کی اسی سے ھے ۔ پس عیب ھمارے کرنا حقیقت میں اس کا عیب ظاہر کرنا ھے ۔ یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے ھر ایک شے کو اپنی حکمت سے واسطے ایک فائدے کے پیدا کیا ھے ۔

اس بھید کو سوا اُس کے اور اہل علوم کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

اُس آدمی نے کہا ، اگر تو حکیم حیوانوں کا ہے تو بتلا کہ اونٹ کی گردن لنبی بنانے میں کیا فائدہ ہے ؟ اُس نے کہا ، اس واسطے کہ پاؤں اُس کے لنبے تھے ، پس اگر گردن چھوٹی ہوتی گھاس چرنا اُس پر دشوار ہوتا ، اس لیے گردن لنبی بنائی کہ بخوبی چرے اور اُسی گردن کے زور سے زمین سے اُٹھے اور ہونٹوں کو تمام بدن پر پہنچا سکے اور کھجلاوے ۔ اسی طرح ہاتھی کی سونڈھ گردن کے بدلے لنبی بنائی اور کان بڑے کہ مکھیوں اور مچھروں کو اُڑاوے ۔ کوئی آنکھ منہ میں گھسنے نہ پاوے کیونکہ منہ اُس کا ہمیشہ دانتوں کے سبب کھلا رہتا ہے ، بند نہیں ہوتا اور دانت لنبے اس واسطے ہیں کہ درندوں کی مضرت سے آپ کو بچاوے ۔ اور خرگوش کے کان اس لیے بڑے ہوئے کہ بدن اس کا نہایت نازک ، کھال پتلی ہے ۔ انہیں کانوں کو جاڑے میں اوڑھے اور گرمیوں میں بچھاوے ۔

غرض کہ اللہ تعالٰی نے ہر ایک جان دار کے واسطے جیسا عضو مناسب جانا بخشا ۔ چنانچہ زبانی حضرت موسٰی کے فرمایا ہے ''ربنا الذی اعطٰی کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ ۔'' یعنی عطا کی اللہ نے ہر ایک شے کو خلقت اُس کی ، بعد اس کی ہدایت کے ۔ حاصل یہ ہے کہ جس کے واسطے جو عضو مناسب تھا بخشا اور راہ نیک دکھلائی ۔

جس چیز کو تم خوبصورتی سمجھ کر فخر کرتے اور اپنے زعم میں جانتے ہو کہ ہم مالک اور یہ غلام ، سو غلط ہے ۔ خوبصورتی ہر ایک جنس کی وہی ہے کہ ہم جنس میں مرغوب ہو ۔ جس کے سبب آپس میں الفت کریں اور یہی موجب توالد و تناسل کا ہے ، کیونکہ خوش اسلوبی ایک جنس کی دوسری جنس کو

مرغوب نہیں ہوتی - ہر ایک جانور اپنی ہی جنس کی مادہ پر دل لگاتا ہے - دوسرے جانور کی مادہ اگرچہ اس سے کہیں بہتر ہو، نہیں چاہتا - اسی طرح آدمی بھی اپنی ہی جنس پر رغبت کرتے ہیں - وہ لوگ کہ سیاہ فام ہیں گورے بدن والوں کو نہیں چاہتے اور جو گورے ہیں سیاہ فاموں پر دل نہیں لگاتے - بعضے آدمی جو لونڈے باز ہیں، اگر کیسی ہی رنڈی خوب صورت ہو اس کی طرف خواہش نہیں کرتے اور جو رنڈی باز ہیں لونڈوں کی طرف دھیان نہیں دھرتے - پس تمھاری خوبصورتی موجب بزرگی کی نہیں کہ ہم سے آپ کو بہتر جانو -

اور یہ جو کہتے ہو کہ جودت حواس کی ہم میں بہت ہے، یہ بھی غلط ہے - بعضے حیوان تم سے ہوش و حواس زیادہ رکھتے ہیں - چنانچہ اونٹ ہے کہ پاؤں بڑے، گردن لنبی، سر ہوا سے باتیں کرتا ہے - باوجود اس کے اندھیری راتوں میں اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ دیکھ کر اُن راہوں میں کہ گزرنا وہاں سے محال ہے، چلتا ہے اور تم مشعل و چراغ کے محتاج ہوتے ہو - اور گھوڑا دور سے چلنے والے کی آہٹ سنتا ہے - بیشتر ایسا ہوا کہ حریف کی آہٹ سن کر سُوار کو اپنے جگایا اور دشمن سے بچایا ہے - اگر کسی نے بیل یا گدھے کو ایک بار کسی بن دیکھے رستے میں لےجا کر چھوڑ دیا ہے، وہاں سے چھٹ کر بخوبی اپنے مکان میں چلا آتا ہے، مطلق بھولتا نہیں - تم اگر کسی راہ میں کئی بار گئے ہو، پھر جب کبھی اس رستے جانے کا اتفاق ہوتا ہے گھبراتے اور بھول جاتے ہو - بھیڑیں بکریاں ایک رات میں سیکڑوں بچے جن کر صبح کو چراگاہ میں جاتی ہیں - شام کو جس وقت وہاں سے پھرتی ہیں بچے اپنی اپنی ماؤں کو اور وہ اپنے اپنے بچوں کو پہچان لیتی ہیں - تم میں سے اگر کوئی چند مدت

باہر رہ کر گھر میں آیا ، ماں بہن باپ بھائی کو بھول جاتا ہے۔
پھر تمیز اور جودت حواس کہاں ہے جس پر اتنا فخر کرتے ہو۔

اگر کچھ بھی عقل ہوتی تو ان چیزوں پر کہ اللہ تعالیٰ نے
تم کو بے محنت و مشقت عطا کی ہیں ، فخر نہ کرتے کیونکہ
دانش مند و صاحب تمیز اسی کو فخر جانتے ہیں جو کسب و محنت سے
حاصل کریں اور اپنی سعی اور کوشش سے علوم دینی اور خصلتیں
اچھی سیکھیں۔ تم میں تو یہ ایک بات بھی نہیں ہے کہ جس سے
ہم پر فخر کرتے ہو مگر دعویٰ بے دلیل اور خصومت
بے معنی ہے ۔

یہ فصل انسان کی شکایت میں کہ ہر ایک حیوان نے جدی جدی بیان کی ہے

بادشاہ نے انسانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے جواب اس کا سنا ؟ اب تم کو جو کچھ کہنا باقی ہو ، بیان کرو - انھوں نے کہا ، ابھی بہت سی دلیلیں باقی ہیں کہ ان سے دعویٰ ہمارا ثابت ہوتا ہے - بعضے ان سے یہ ہیں کہ مول لینا ، بیچنا ، کھلانا پلانا ، لباس پہنانا ، سردی گرمی سے محفوظ رکھنا ، قصوروں سے ان کے چشم پوشی کرنا ، درندوں کی مضرت سے بچانا جب کہ بیمار ہوں شفقت سے دوا کرنا ، یہ سلوک ہمارے ان کے ساتھ بہ نظر شفقت اور مرحمت کے ہیں - تمام مالکوں کا یہی دستور ہے کہ غلاموں پر ہر حال میں نظر شفقت اور مرحمت کی رکھتے ہیں -

بادشاہ نے یہ سن کر حیوان سے فرمایا کہ تو اس کا جواب دے - اس نے کہا ، یہ آدمی جو کہتا ہے کہ حیوانوں کو ہم مول لیتے اور بیچتے ہیں یہ طور آدمیوں میں بھی جاری ہے - چناں چہ فارس کے رہنے والے جب کہ روم پر فتح پاتے ہیں ، رومیوں کو بیچ ڈالتے ہیں اور رومی جس گھڑی فارس پر غالب آتے ہیں فارسیوں سے یہی سلوک کرتے ہیں - ہند کے رہنے والے سندھیوں سے ، سندھ والے ہندیوں سے - عرب ترکوں سے ، ترک عربوں سے یہی معاملہ وقوع میں لاتے ہیں - غرض کہ ایک دوسرے پر جب

غالب ہوتا اور فتح پاتا ہے ، غنیم کی قوم کو اپنا غلام جان کر بیچ ڈالتا ہے ۔ کیا جانیے کہ حقیقت میں کون غلام ہے اور کون مالک ؟ یہ دور اور نوبتیں ہیں کہ موافق احکام نجوم کے آدمیوں میں جاری ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''و تلک الایام نداولہا بین الناس ۔'' یعنی نوبت بہ نوبت پھیرتے ہیں ہم زمانے کو آدمیوں میں ۔ اس بات کو جاننے والے جانتے ہیں ۔

اور یہ جو اس نے کہا کہ ہم ان کو کھلاتے پلاتے ہیں ، اس کے سوا اور سلوک کرتے ہیں ، سو یہ شفقت اور مہربانی سے نہیں ہے بلکہ اس خوف سے کہ اگر ہم ہلاک ہوں ، ان کے مال میں نقصان آوے ۔ سوار ہونے ، بوجھ لادنے اور بہت سے فائدوں میں خلل پڑے ۔

بعد اس کے ہر ایک حیوان نے بادشاہ کے رو بہ رو شکوہ ان کے ظلم کا جدا جدا بیان کیا ۔ گدھے نے کہا کہ ہم جس گھڑی ان آدمیوں کی قید میں ہوتے ہیں پیٹھوں پر ہماری اینٹ ، پتھر ، لوہا ، لکڑی اور بہت سا بوجھ لادتے ہیں ، ہم کس محنت اور مشقت سے چلتے ہیں ۔ اور ان کے ہاتھوں میں چھڑیاں اور کوڑے رہتے ہیں ، چوتڑوں پر ہمارے مارتے ہیں ۔ اس وقت اگر بادشاہ ہم کو دیکھے تاسف اور رحم کرے ۔ ان میں شفقت اور مہربانی کہاں جیسا اس آدمی نے گمان کیا ہے ؟

پھر بیل نے کہا ، جس وقت ان کی قید میں ہوتے ہیں ہلوں میں بندھے اور چکیوں کولھؤں میں جکڑے ہوئے ، منہ میں چھینکے آنکھیں بند ؛ ان کے ہاتھوں میں کوڑے اور لکڑیاں ، منہ اور چوتڑوں پر مارتے ہیں ۔

بعد اس کے دنبے نے کہا کہ ہم جس گھڑی ان کی قید میں ہوتے ہیں ، کیا کیا مصیبتیں اٹھاتے ہیں ۔ اپنے لڑکوں کے دودھ

پینے کے لیے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ مسلخ میں لے جاتے ہیں - ہرگز ان مظلوموں کی فریاد و زاری نہیں سنتے - وہاں بن دانے پانی ذبح کر کے کھال کھینچتے ، پیٹ پھاڑتے ، کھوپڑیوں کو توڑتے ، جگر کو چاک کرتے ، قصائیوں کی دکان میں لے جا کر چھریوں سے کاٹتے ہیں اور سیخ میں پرو کر تنور میں بھونتے ہیں - ہم یہ مصیبتیں دیکھ کر چپ رہتے ہیں ، کچھ نہیں کہتے -

اونٹ نے کہا ، جس وقت ہم ان کے ہاتھوں اسیر ہوتے ہیں ، ہمارا یہ حال ہے کہ رسیاں نتھنوں میں پہنا کر ساربان کھینچتے ہیں اور بہت سا بوجھ پیٹھوں پر لاد کر اندھیری راتوں میں ٹیلوں اور پہاڑوں کی راہ سے لے جاتے ہیں - غرض پیٹھیں ہماری کجاووں سے لگ لگ جاتی ہیں ، پاؤں کے تلوے پتھروں سے زخمی ہوتے ہیں ، اور بھوکے پیاسے جہاں جی چاہتا ہے لیے پھرتے ہیں - ہم بے چارے لاچار فرماں برداری ان کی کرتے ہیں -

ہاتھی نے کہا ، جس وقت ہم ان کے قیدی ہوتے ہیں ، گلوں میں رسیاں ، پاؤں میں پیکڑے ڈال کر ہاتھوں میں آنکس لوہے کے لے کر داہنے بائیں اور سر پر مارتے ہیں -

گھوڑے نے کہا ، جس گھڑی ہم ان کے مقید ہوتے ہیں ، ہمارے منہوں (مونہوں) میں لگام ، پیٹھوں پر زین ، کمر میں تنگ باندھ کر لڑائیوں اور معرکوں میں زرہ بکتر پہن کر سوار ہوتے ہیں - ہم بھوکے پیاسے ، آنکھیں گرد و غبار سے آلودہ ، رن میں جا کر تلواریں منہ پر ، نیزے اور تیر سینوں پر کھاتے اور خون کے دریا میں پیرتے ہیں -

خچر نے کہا ، جس گھڑی ہم ان کی قید میں گرفتار ہوتے ہیں ، عجب طرح کی مصیبتیں اٹھاتے ہیں - پاؤں میں رسیاں منہوں (مونہوں)

میں لگامیں اور دھانے لگا کر باندھ رکھتے ہیں ، ایک دم نہیں چھوڑتے کہ اپنی ماداؤں کے پاس جا کر کچھ هوس جی کی مٹاویں - سائیس اور نفر پیٹھوں پر پالان لاد کر سوار ہوتے ہیں - لکڑیاں اور کوڑے ہاتھوں میں لے کر چوتڑ اور منہ پر مارتے ہیں اور جو منہ میں آتا ہے گالیاں اور فحش بکتے ہیں - مرتبہ سفاہت کا یہاں تک ہے کہ بیشتر اپنے تئیں اور اپنی بہن بیٹی کو گالیاں مغلظ سناتے اور کہتے ہیں کہ اس کے مالک اور مول لینے والے اور بیچنے والے کی جورو کی فلان میں گدھے کا فلان - یہ سب گالیاں ان پر اور ان کے مالکوں پر ہوتی ہیں - سچ ہے کہ وے لائق بھی اسی کے ہیں -

اگر بادشاہ اس جہالت و سفاہت اور فحش بکنے پر ان کے غور کرے تو معلوم ہو کہ تمام جہان کی برائی اور بدذاتی اور جہل و نادانی ان میں بھری ہے ، پھر بھی ان بدذاتیوں سے خبر نہیں رکھتے - خدا و رسول کی وصیت و نصیحت کو کان میں ہرگز جگہ نہیں دیتے - حالانکہ آپ ہی ان آیتوں کو پڑھتے ہیں : ولیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم -'' حاصل اس کا یہ ہے ، اگر مغفرت اپنی خدا سے چاہتے ہو تو اوروں کے بھی گناہوں سے درگزرو : و قل للذین آمنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ -'' یعنی حکم کر اے محمد مومنوں سے کہ کافروں کے قصوروں سے درگزریں : ''و ما من دابّة فی الارض و لا طائر یطیر بجناحیہ الا اسم امثالکم -'' یعنی جتنے درند اور چرند اور پرند کہ روئے زمین پر پھرتے ، چلتے اور ہوا پر اڑتے ہیں ان کا بھی جتھا تمھارا سا ہے - ''لتستووا علیٰ ظہورہ ثم تذکروا نعمة ربکم اذا استویتم علیہ و تقولوا سبحان الذی سخر لنا هذا و ما کنا له مقرنین و انا الیٰ ربنا لمنقلبون -'' یعنی جس گھڑی ،

اونٹوں پر سوار ہو اپنے خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور کہو ، پاک ہے وہ اللہ جس نے ایسا جانور ہمارے تابع کیا کہ ہم ہرگز اس پر قادر نہ ہوسکتے تھے اور ہم خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

جس گھڑی خچر اس کلام سے فارغ ہوا ، اونٹ نے سؤر سے کہا کہ تیرے گروہ نے جو ظلم آدمیوں کے ہاتھ سے اٹھایا ہو تو بھی کہہ اور بادشاہ عادل کے سامنے بیان کر۔ شاید شفقت اور مہربانی کرکے ہمارے اسیروں کو ان کے ہاتھوں سے مخلصی[1] بخشے کیوں کہ تیرا بھی گروہ چرندوں سے ہے۔ ایک حکیم نے کہا کہ سؤر چرندوں سے نہیں ہے بلکہ درندوں سے ہے ؛ نہیں جانتا ہے تو کہ اس کے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں اور مردار بھی کھاتا ہے۔ دوسرے نے کہا ، یہ چرند ہے کیوں کہ کُھر رکھتا ہے اور گھاس بھی کھاتا ہے ، تیسرے نے کہا یہ درند اور چرند اور بہائم سے مرکب ہے ، جس طرح شترگاؤ مرکب ہے بیل اور اونٹ اور چیتے سے اور شترمرغ کہ شکل اس کی طائر اور اونٹ دونوں سے ملتی ہے۔

سؤر نے اونٹ سے کہا ، میں کچھ نہیں جانتا ہوں ، کیا کہوں اور کس کا شکوہ کروں۔ مجھ سے بہت سا اختلاف کرتے ہیں۔ جو کہ مسلمان ہیں ہم کو مسخ و ملعون سمجھ کر ہماری صورتوں کو مکروہ اور گوشت ناپاک جانتے ہیں اور ہمارے ذکر سے پرہیز کرتے ہیں اور رومی ہمارا گوشت رغبت سے کھاتے اور متبرک سمجھتے ہیں اور قربانی کرنا بہت ثواب جانتے ہیں اور یہودی ہم سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں۔ بے گناہ ہمیں گالیاں دیتے اور لعنت کرتے ہیں ، اس لیے کہ ان کو نصاریٰ اور رومیوں سے عداوت ہے اور

۱- مخلصی : رستگاری۔

ارمنی ہم کو بیل بکری کی مانند جانتے ہیں - فربہی اور موٹے گوشت کے سبب اور کثرت توالد کے باعث بہتر سمجھتے ہیں اور یونانی طبیب ہماری چربی کو اکثر علاج میں مستعمل کرتے ہیں بلکہ اپنی دواؤں میں رکھ بھی چھوڑتے ہیں -

چرواہے اور سائیس ہم کو اپنے جانوروں اور گھوڑوں کے پاس اصطبل اور چراگاہ میں رکھتے ہیں کیوں کہ ہمارے وہاں رہنے سے گھوڑے اور جانور ان کے بہت بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں - منتری اور جادوگر ہماری کھال کو اپنی کتابوں اور جادوؤں کے جنتروں میں دھرتے ہیں - موچی اور موزہ گر ہماری گردن اور مونچھوں کے بالوں کو بہت چاہ اور خواہش سے اکھاڑ رکھتے ہیں کہ وہ ان کے بہت کام آتے ہیں - ہم حیران ہیں ، کچھ کہہ نہیں سکتے - کس کا شکر کریں اور کس کا شکوہ -

جس گھڑی سؤر یہ سب کہہ چکا ، گدھے نے خرگوش کی طرف دیکھا تو یہ اونٹ کے پاس کھڑا تھا - اسی سے کہا کہ تیرے ابنائے جنس پر جو کچھ انسانوں کا ظلم ہوا ، بادشاہ کے سامنے بیان کر - شاید بادشاہ مہربان ہو کر ہمارے اسیروں کو ان کے ہاتھوں سے مخلصی بخشے - خرگوش نے کہا کہ ہم ان سے دور رہتے ہیں ، ان کے دیس کا رہنا چھوڑ کر گڑھوں اور جنگلوں میں رہنا اختیار کیا ہے اس لیے ان کے ظلم سے محفوظ رہتے ہیں - لیکن کتوں اور شکاری جانوروں سے سخت حیران ہیں کہ ہمارے پکڑنے کے لیے آدمیوں کی مدد کرکے ہماری طرف آتے ہیں - ہرن ، بیل ، اونٹ ، بکرے اور وحشی جو ہمارے بھائی بند پہاڑوں میں پناہ پکڑے ہوئے ہیں ، سب کو ان کے ہاتھوں گرفتار کروا دیتے ہیں -

پھر خرگوش نے کہا کہ کتے شکاری اس میں معذور ہیں۔ اُن کی مدد کیا چاہیں کہ یہ بھی ہمارے گوشت کھانے کی رغبت رکھتے ہیں ۔ ہمارے ہم جنس نہیں بلکہ درندوں سے ہیں ، لیکن گھوڑے تو بہائم سے ہیں اور ہمارا گوشت بھی نہیں کھاتے ، یہ کیوں ان کی مدد کرتے ہیں ؟ مگر سراسر ان کی نادانی اور حماقت ہے ۔

---

(۵)

یہ فصل گھوڑے کی تعریف میں

آدمی نے جس گھڑی خرگوش سے یہ سب باتیں سنیں کہا ، بس چپ رہ ۔ گھوڑے کی تو نے بہت مذمت کی ۔ اگر یہ جانتا کہ وہ سب حیوانوں سے بہتر اور آدمی کے تابع ہے تو اتنا بیہودہ نہ بکتا ۔ بادشاہ نے اس آدمی سے پوچھا کہ اس میں کیا بہتری ہے ؟ اس نے کہا حضرت ! گھوڑے میں نیک خصلتیں اور خوبیاں بہت سی ہیں ۔ صورت اچھی ، ہر ایک عضو مناسب ، ڈیل ڈول خوشنما ، حواس درست ، رنگ صاف ، شعور میں بہتر ، دوڑ میں چست ، سوار کے تابع ، داھنے بائیں آگے پیچھے جدھر وہ پھیرے جلد پھرے ، دوڑ دھوپ میں منہ نہ موڑے ۔ با ادب ایسا کہ جب تلک سوار پیٹھ پر بیٹھا رھتا ہے پیشاب لید نہیں کرتا ۔ اگر دم کہیں کیچڑ یا پانی میں بھیگ جائے ، نہیں ھلاتا اس واسطے کہ ،سوار پر چھینٹ نہ پڑے ۔ ھاتھی کا سا زور ۔ سوار کو مع خود و بکتر و زرہ اور اپنی لگام و زین و پاکھر سمیت پانسو من کا بوجھ اٹھا کر دوڑتا ہے ۔ صابر و متحمل اتنا کہ لڑائیوں میں نیزے اور تیر کے زخم سینے اور جگر پر کھا کر چپ رھتا ہے ۔ ڈانٹ ڈپٹ میں ایسا کہ ھوا اس کی گردن کو نہ پہنچے ۔ اکڑ تکڑ میں جیسے بھلا سانڈ ، کود پھاند چیتے کی سی ۔ اگر سوار نے شرط لگائی تو اس نے جلدی دوڑ کر اپنے ھی سوار کو آگے لے پہنچایا ۔ یہ سب خوبیاں گھوڑے کے سوا کس میں ھیں ؟

خرگوش نے کہا ، ان خوبیوں کے ساتھ ایک عیب بھی بڑا ہے کہ یہ سب خوبیاں اس میں چھپ جاتی ہیں ۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کیا عیب ہے ؟ اسے بیان کر ۔ اس نے عرض کیا کہ نپٹ احمق اور جاہل ہے ، دوست اور دشمن کو ہرگز نہیں پہچانتا ۔ اگر دشمن کی ران کے نیچے گیا تو پھر اسی کا تابع ہوا ۔ جس کے یہاں پیدا ہوتا اور تمام عمر پرورش پاتا ہے لڑائی میں دشمنوں کے اشارے سے اسی پر دوڑتا اور حملہ کرتا ہے ۔ یہ خصلت اس میں تلوار کی سی ہے ۔ وہ تو بے جان ہے ، دشمن اور دوست میں امتیاز نہیں کرسکتی ، جس طرح اپنے دشمن و مخالف کو کاٹتی ہے ویسا ہی اگر مالک یا بنانے والے کی گردن پر پڑے ، بے تامل اس کا سر تن سے جدا کرے ۔ اپنے اور بیگانے میں کچھ فرق نہیں جانتی ۔

یہی خصلت آدمیوں میں ہے کہ ماں ، باپ ، بھائی ، بہن اور اقربا کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں اور کیا کیا مکر و فریب وقوع میں لاتے ہیں ۔ جو سلوک کہ دشمنوں سے کیا چاہیے وہی اپنے یگانوں سے کرتے ہیں ۔ چھٹ پن میں ماں باپ کا دودھ پیتے اور گود میں پرورش پاتے ہیں ، جوانی کے عالم میں دشمن بن جاتے ہیں ۔ جس طرح حیوانوں کا دودھ پیتے اور ان کی کھال اور بالوں سے لباس بنا کر فائدہ اٹھاتے ہیں ، پھر آخر انھیں حیوانوں کو ذبح کرکے کھال کھینچتے ہیں اور پیٹ چاک کرکے آگ کا مزہ چکھاتے ہیں ۔ بے مروتی اور بے رحمی سے احسان اور فائدے جو ان سے اٹھاتے ہیں ، یکسر بھول جاتے ہیں ۔ جس وقت خرگوش آدمی اور گھوڑے کی مذمت سے فارغ ہوچکا ، گدھے نے اس سے کہا ، بس اتنی مذمت نہ چاہیے ۔ کون ایسا شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی فضیلتیں اور نعمتیں بخشیں اور ایک نعمت سے کہ ان فضیلتوں سے زیادہ ہو ، محروم نہ رکھا اور کون ایسا ہے کہ سب نعمتوں سے

اسے بے نصیب رکھا اور ایک نعمت کہ کسی کو نہ دی ، اسے نہ عطا کی ؟ ایسا دنیا میں کوئی نہیں کہ جس میں سب بزرگیاں اور نعمتیں ہوں - مہربانیاں اس واھب بے منت کی کسی جنس میں منحصر نہیں ، بخششیں اس کی سب پر ھیں مگر کسی پر بہت ، کسی پر تھوڑی - جس کو مرتبہ خاوندی' کا بخشا اس کو داغ غلامی کا بھی دیا - آفتاب و ماہتاب کو کیسا کچھ مرتبہ بخشا ؛ نور ، ظہور بزرگی ، برتری یہ سب خوبیاں اور بزرگیاں عطا کیں ، یہاں تک کہ بعضی قوموں نے ان کو جہالت سے اپنا خدا سمجھا - پھر بھی گہن کے عیب سے محفوظ نہ رکھا - اس واسطے کہ عقل مندوں کے نزدیک یہ دلیل ھو کہ اگر یہ خدا ھوتے تو کبھو تاریک نہ ھوتے اور نہ گھٹتے - اسی طرح تمام ستاروں کو روشنی اور چمک بخشی ، ساتھ اس کے یہ بھی کہ آفتاب کی روشنی میں چھپ جاتے ھیں اور رات دن گردش میں رہتے ھیں کہ آثار مخلوقیت کے ان سے نمایاں ھوں - یہی حال جن و انس و ملک کا ھے - اگر کسی میں بہت سی بزرگیاں ھیں تو ایک آدھ عیب بھی ھیں - کمال اسی اللہ تعالیٰ کو ھے اور کسی کو نہیں -

جب کہ گدھا اس کلام سے فارغ ھوا ، بیل نے کہا ، جس کسی کو اللہ نے بہت سی نعمتیں عطا کی ھیں اور دوسرے کو نہیں دیں ، اس کو لائق ھے کہ شکر ادا کرے ، یعنی ان نعمتوں میں دوسرے کو شریک کرے - جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو روشنی بخشی ھے - یہ اپنی روشنی سے تمام خلق پر فیض پہنچاتا ھے اور کسی پر منت نہیں رکھتا - ایسے ھی مہتاب اور تمام ستارے موافق اپنے اپنے مرتبے کے خلق کو روشنی پہنچاتے ھیں اور کسی پر احسان نہیں دھرتے - اسی طرح آدمی کو بھی لازم ھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی نعمتیں دی ھیں ، حیوانوں پر بخشش کریں اور

خاوندی = بندہ نوازی ، پرورش -

نُہورا[1] نہ رکھیں ۔

جس وقت کہ بیل یہ کہہ چکا سب حیوان ڈاڑھ مار کر روئے اور کہنے لگے ، اے بادشاہ عادل ! ہم پر رحم کر اور ان ظالم آدمیوں کے ظلم سے ہماری مخلصی کر ۔ جتنے حکیم اور عالم جنوں کے حاضر تھے ، بادشاہ نے سن کر ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ حیوانوں نے جو ظلم اور بے رحمی اور تعدی آدمیوں کی بیان کی سنی تم نے ؟ انھوں نے عرض کی کہ ہم نے سنی اور سب سچ ہے ، رات دن دیکھتے ہی ہیں ۔ کسی عاقل و ہوشیار پر ان کا ظلم نہیں چھپا ہے ؛ اسی لیے جن بھی ان کا ملک چھوڑ کر بیابان میں بھاگے اور ٹیلے ، پہاڑوں ، دریاؤں میں جا چھپے ۔ ان کی بدفعلی اور بداخلاق کے سبب آبادی کا جانا بالکل چھوڑ دیا ، جس پر بھی ان کی خباثت سے مخلصی نہیں پاتے ۔ یہاں تک ہم سے بدگمان اور بد اعتقاد ہیں کہ اگر کوئی لڑکا یا عورت یا کوئی مرد جاہل احمق بیمار ہو ، یہی کہتے ہیں کہ جن کا آسیب یا سایہ ہوا ۔ ہمیشہ دل میں وسواس رکھتے ہیں اور جنوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں ، حالاں کہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ کسی جن نے آدمی کو مارا ہو یا زخمی کیا ہو ۔ کپڑے چھینے ہوں یا چوری کی ہو ، گھر میں کسی کے سیندھ دی ہو ، جیب کتری ، آستین پھاڑی ہو ، کسی کی دوکان کا قفل توڑا ہو ، مسافر کو مارا ہو ، بادشاہ پر خروج کیا ہو ، کسی کو لوٹا ہو ، قید کیا ہو بلکہ یہ سب خصلتیں انھیں میں ہیں ۔ ایک دوسرے کی فکر میں رات دن رہتا ہے ۔ اس پر بھی ہرگز توبہ نہیں کرتے اور نہ خبردار ہوتے ہیں ۔

جب یہ بھی کہہ چکا ، چوب دار نے پکار کر کہا ، صاحبو ! اب شام ہوئی ، دربار برخاست ، رخصت ہو ، اپنے اپنے مکانوں میں جاؤ ، صبح کو پھر حاضر ہونا ۔

۱- نُہورا = چھپا کر ۔

یہ فصل بادشاہ اور وزیر کے مشورے میں

جس گھڑی بادشاہ مجلس سے اٹھا بیدار وزیر سے خلوت میں کہا کہ سوال و جواب ان آدمیوں اور حیوانوں کا سنا تو نے، اب کیا صلاح دیتا ہے؟ اس کا انفصال کیوں کر کیا چاہیے؟ کون سی بات تیرے نزدیک بہتر ہے؟ وزیر نہایت مرد عاقل و ہوشیار تھا، بعد آداب و تسلیمات کے دعائیں دے کر کہنے لگا کہ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ بادشاہ جنوں کے قاضیوں اور مفتیوں اور حکیموں کو اپنے پاس بلواکر اس مقدمے میں مشورہ کرے۔ کیوں کہ یہ قضیہ بڑا ہے، معلوم نہیں کہ حق کس کی طرف عائد ہے۔ ایسے امروں میں مشورت ضرور ہے۔ دو چار کی صلاح میں ایک بات منقح[1] ہو جاتی ہے۔ عاقل و دوراندیش کو لازم ہے کہ ایسے مشکل امروں میں بے صلاح و مشورت کے کچھ دخل نہ کرے۔

بادشاہ نے بہ موجب اس کے کہنے کے حکم کیا کہ ہاں تمام اعیان و ارکان جنوں کے حاضر ہوں۔ چناں چہ موافق اس تفصیل کے کہ قاضی آل برجیس، مفتی آل ناہید، دانش مند اولاد بیران، حکما گروہِ لقمان، صاحب تجربہ بنی ہامان، عقلا بنی کیوان؛ اہل عزیمت آل بہرام کے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے اُن سے فرمایا کہ یہ

۱- منقح = تنقیح -

انسان و حیوان ہمارے یہاں نالشی[1] آئے ہیں اور ہمارے ملک میں آکر پناہ لی ہے ، تمام حیوان آدمیوں کے ظلم و تعدی کا شکوہ کرتے ہیں - یہ صلاح بتاؤ کہ ان کے ساتھ کیا کیا چاہیے اور معاملہ ان کا کس طرح فیصل کیجیے -

ایک عالم آل ناہید سے حاضر تھا ، اُس نے عرض کی کہ میرے نزدیک یہ صواب ہے کہ یہ سب جانور اپنا احوال اور جو ظلم کہ آدمیوں کے ہاتھ سے اٹھایا ہو ، لکھیں اور عالموں سے اس کا فتوا لیویں - اگر کوئی صورت مخلصی کی ان کے واسطے ٹھہرے گی ، قاضی مفتی حکم کر دیں گے کہ ان کو بیچیں یا آزاد کریں یا تکلیف دینے میں تخفیف اور احسان کریں - اگر آدمیوں نے حکم قاضیوں کا نہ مانا اور حیوان ان کے ظلم سے بھاگے تو پھر ان کا کچھ قصور اور گناہ نہیں ہے -

بادشاہ نے یہ سن کر سب سے پوچھا کہ تم اس میں کیا کہتے ہو ؟ سب نے کہا ، نہایت خوب اور یہی مصلحت وقت ہے - مگر صاحب عزیمت نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کہا کہ یہ آدمی اگر حیوان کے بیچنے پر راضی ہوئے ، قیمت ان کی کون دیوے گا ؟ اس فقیہ نے کہا ، بادشاہ - اس نے کہا ، اتنا روپیا اکٹھا بادشاہ کہاں سے پاوے گا ؟ فقیہ نے کہا ، بیت المال سے دیا جائے گا - پھر اس صاحب عزیمت نے کہا ، بیت المال میں اتنا خزانہ کہاں جو اس کی قیمت کو کفایت کرے ؟ اور بعضے آدمی بیچیں گے بھی نہیں - حیوانوں سے بہت سی احتیاج رکھتے ہیں اور قیمت کی کچھ پروا نہیں رکھتے - چناں چہ بادشاہ اور وزیر اور بہت سے بھلے آدمی کہ بے سواری چل نہیں سکتے ،

---

۱ - نالشی = مستغیث ، دعویٰ کرنے والا -

ہرگز ان کا بیچنا قبول نہ کریں گے اور اس حکم سے منکر ہوجائیں گے ۔ بادشاہ نے کہا ، پھر تیرے نزدیک کیا بہتر ہے ؟ اس نے کہا ، میرے نزدیک یہ صلاح ہے کہ بادشاہ حیوانوں کو حکم کرے کہ یہ سب متفق ہوکر ایک ہی رات میں قید سے بھاگ کر ان کے ملک سے دور نکل جاویں ۔ جس طرح ہرن ، پاڑھے اور بہت سے وحشی اور درندے ان کا ملک چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں ؟ صبح کو جب کہ یہ آدمی انھیں نہ پاویں گے کس پر اسباب لادیں گے اور سوار ہوں گے ؟ لاچار ہو کر دور کی مسافت کے باعث ان کی تلاش میں نہ جاسکیں گے ، چپکے ہو کر بیٹھ رہیں گے ۔ اس میں ان حیوانوں کی مخلصی ہو جاوے گی ۔

بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور سب سے پوچھا کہ اس نے جو کہا تمھارے نزدیک بہتر ہے ؟ ایک حکیم لقمان کی اولاد میں تھا ، اس نے عرض کی کہ یہ بات کچھ خوب نہیں اور یہ امر نہایت خلاف عقل ہے ۔ کسی طرح ہو نہیں سکتا ۔ اس واسطے کہ اکثر حیوانات راتوں کو ان کی قید میں بندھے اور قید خانوں کے دروازے بند ، چوکیدار وہاں متعین رہتے ہیں ، یہ سب کیوں کر بھاگ سکیں گے ؟

صاحب عزیمت نے کہا کہ بادشاہ آج کی رات کو تمام جنوں کو حکم کرے کہ وہاں جاکر قید خانے کے دروازے اور حیوانوں کی پاؤں کی رسیاں کھول کر نکال دیں اور سب چوکیداروں کو گرفتار کرلیں اور نہ چھوڑیں جب تک کہ وے سب ان کے ملک سے دور نکل جاویں ۔ اس میں بادشاہ کو نہایت ثواب عظیم ہوگا ۔ میں نے ان کے حال پر رحم کرکے بہ طور نصیحت کے حضور میں گزارش کی ہے ۔ اگر حسن نیت سے بادشاہ اس احسان

کا قصد کرے، اللہ تعالیٰ بھی بادشاہ کی مدد اور اعانت کرے گا ۔ خدا کی نعمتوں کا یہی شکر ہے کہ مظلوموں کی مدد اور خلاصی کرے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ بعضے پیغمبروں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، اے بادشاہ ! میں نے تجھے روئے زمین پر اس واسطے نہیں مسلط کیا ہے کہ مال جمع کرے اور دنیا کی حرص و ہوس میں مشغول رہے ، بلکہ اس لیے کہ مظلوموں کی داد کو پہنچیں کہ میں بھی ان کی داد کو پہنچتا ہوں اگرچہ وے کافر ہیں"

بادشاہ نے پھر سب سے پوچھا کہ تم اس میں کیا کہتے ہو ؟ سب نے اس کو پسند کیا اور کہا ، یہی مناسب ہے ۔ مگر ایک حکیم کیوانی اس بات پر راضی نہ ہوا اور بعد دعا و تسلیمات کے کہنے لگا کہ یہ کام بہت مشکل ہے ، کسی ڈھب سے ہو نہیں سکتا ۔ اس میں مفسدے[1] اور خطرے بہت سے ہیں کہ پھر وہ کسی طرح اصلاح پذیر نہیں ہو سکیں گے ۔

بادشاہ نے کہا ، تجھے اس میں کس چیز کا خوف ہے ؟ بیان کر کہ ہم بھی معلوم کریں ۔ اس نے عرض کی کہ حضرت ! جس نے یہ مخلصی کی صورت حیوانوں کے واسطے بیان کی ، نہایت غلطی کی ۔ جس گھڑی یہ آدمی صبح کو اٹھ کر حیوانوں کو نہ پاویں گے اور ان کے بھاگنے سے خبردار ہوں گے ، یہی جانیں گے کہ یہ کام کسی انسان کا نہیں اور حیوانوں کی تدبیر سے بھی ممکن نہیں ہے بلکہ یہ مکر و فریب جنوں کا ہے ۔ بادشاہ نے کہا سچ ہے ، اس میں کچھ شک نہیں ، یہ ہمیں پر گمان کریں گے ۔

حکیم نے عرض کی ، جہاں پناہ ! جس وقت یہ حیوان ان کے ہاتھوں سے نکل گئے اور ان کے فائدوں میں خلل آیا ، نہایت غم و تأسف

---

۱ ۔ مفسدے = جھگڑے ، فتنے ۔

کریں گے اور جنوں کے دشمن ہو جائیں گے ۔ آگے سے تو دشمن ہیں ہی ، اب زیادہ بغض و دشمنی دکھائیں گے ۔ حکیموں نے کہا ہے کہ مرد عاقل وہی ہے کہ دشمنوں میں صلح کروا دے اور آپ ان کی عداوت سے محفوظ رہے ۔ یہ بات سن کر سب جنوں نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے ۔

بعد اس کے ایک حکیم نے کہا کہ ہم ان کی عداوت سے کیوں خوف کریں ؟ دشمنی ان کی ہم سے پیش نہ جائے گی ۔ جسم ہمارے آتشی اور نہایت لطیف و سبک ہیں کہ آسمان پر اڑ جاتے ہیں اور آدمیوں کے جسم مٹی کے ہیں ، نیچے ہی رہتے ہیں ، اوپر نہیں جاسکتے ۔ ہم ان میں بے تکلف چلے جاتے اور دیکھتے ہیں ۔ یہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے ۔ پھر کس چیز کا خوف ہے ۔

حکیم کیوانی نے اس کا جواب دیا کہ افسوس تو کچھ اور نہیں سمجھتا ۔ انسان اگرچہ خاکی ہیں پر ان میں بھی ارواح فلکی اور نفوس ملکی ہیں کہ جن سے ہم پر فضیلت رکھتے ہیں اور اَور بہت سے مکر و حیلے جانتے ہیں ۔ اگلے زمانے میں آدمیوں اور جنوں میں بہت سے معرکے ہوئے ہیں ، ان کے سننے سے عبرت آتی ہے ۔ بادشاہ نے کہا ، اس احوال سے ہمیں بھی مطلع[1] کر کہ حقیقت اس کی کیا ہے ؟ ہم بھی معلوم کریں ۔ حکیم نے کہا ، آدمیوں اور جنوں میں عداوت طبیعی اور مخالفت جبلی قدیم سے چلی آتی ہے کہ بیان اس کا نہایت طول طویل ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا ، کچھ تھوڑا سا جو بیان ہوسکے ابتدا سے بیان کر ۔

---

۱ ۔ اگاہ ــــ نسخۂ بابا عبدالحق صفحہ ۴۳ ۔ ولیم ناسولیس اور مطبع العلوم کے نسخے میں "مطلع" ہی لکھا ہے ۔

فصل انسان اور جنوں کی مخالفت کے بیان میں

حکیم نے بہ موجب حکم بادشاہ کے احوال اس کا یوں ظاہر کیا کہ اگلے زمانے میں خدا نے آدم کو پیدا نہ کیا تھا ۔ تمام روے زمین پر جن رہتے تھے ۔ جنگل ، آبادی اور دریا سب ان کے عمل میں تھے ۔ جب کہ بہت دن گزرے نبوت و شریعت ، دین و ملک اور بہت سی نعمتیں حاصل ہوئیں ، نافرمانی اور گمراھی کرنے لگے ۔ نبیوں کی وصیت و نصیحت کو نہ مانا اور تمام روے زمین پر فساد برپا کیا ۔ ان کے ظلم سے زمین اور جو رہنے والے زمین کے تھے ، خدا کی درگہ میں نالشی ہوئے اور فریاد و زاری کرنے لگے ۔

جب کہ ایک زمانہ اور گزرا اور ان کے نفاق اور ظلم نے روز بروز ترقی کی ، تب اللہ تعالیٰ نے ایک فوج ملائک کی روے زمین پر بھیجی ۔ انھوں نے یہاں آکر جنوں کو مارکر نکل دیا اور بہتوں کو قید و اسیر کرلیا اور آپ زمین پر رہنے لگے ۔ چناں چہ عزازیل ابلیس لعین جس نے حضرت آدم و حوا کو فریب دیا ، انھیں قیدیوں میں تھا ۔ عمر اس کی بہت تھوڑی تھی ، کچھ نہ جانتا تھا ۔ انھیں فرشتوں میں پرورش پائی اور سب رسم و رسومات ان کے اختیار کیے ۔ جب کہ ان کا علم سیکھ کر جوان ھوا ، اس قوم کا سردار اور رئیس بنا ۔ ھمیشہ امر و نہی کے احکام جاری کرتا ۔

جب کہ اس پر ایک زمانہ گزرا ، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں

سے جو روے زمین پر رہتے تھے کہا ، انی جاعل فی الارض خلیفۃ من غیرکم و ارفعکم الی السماء ۔ یعنی خلیفہ زمین کا میں اس کو کروں گا جو تم میں سے نہیں ہے اور تمھیں آسمان پر بلالوں گا ۔ یہ فرشتے جو ایک مدت سے یہاں رہتے تھے ۔ یہاں کی جدائی کے سبب اس بات کو مکروہ جان کر خدا کو یوں جواب دیا ۔ أ تجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک ۔ یعنی پیدا کیجیے گا آپ اس کو جو روے زمین پر فساد اور خوں ریزی کرے ۔ جس طرح کہ جن کرتے تھے ۔ حالاں کہ ہم تسبیح کرتے اور تجھے پاک جانتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، انی اعلم ما لا تعلمون ۔ یعنی جس فائدے کو ہم جانتے ہیں تمھیں اس سے کچھ خبر نہیں ۔ اور قسم ہے مجھ کو کہ آدم اور اس کی اولاد کے بعد کسی ملک اور جن اور حیوان کو زمین پر نہیں رکھنے کا ۔

غرض کہ جس گھڑی آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کرکے روح کو ان کے جسم میں پھونکا اور ان سے حوّا کو پیدا کیا اس وقت تمام فرشتوں سے فرمایا کہ تم سب مل کر آدم کو سجدہ کرو ۔ انھوں نے بہ موجب حکمِ الٰہی کے سجدہ کیا اور آدم کے تابع ہوئے مگر عزازیل نے سجدہ نہ کیا ۔ جہالت و حسد کے باعث خدا کے حکم سے منکر ہوا ۔ یہ سمجھا کہ آگے میں رئیس و مالک تھا ، اب ان کا تابع بنوں گا ؟ اس لیے حسد و بغض سے آدمؑ کا دشمن ہوگیا ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ، آدمؑ کو جنت میں داخل کرو ۔ غرض جس وقت آدمؑ بہشت میں پہنچے ، جناب الٰہی سے یہ ارشاد ہوا ، یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما و لا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ۔ حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ آدم اپنے قبیلے سمیت اس بہشت میں

رهو اور جو تمهارا جی چاهے خوشی سے کهاؤ ، مگر اس درخت کے پاس نه جائیو ۔ اگر اس کے نزدیک جاؤ گے تو گنه‌گار هوگے ۔ یه جنت جو الله تعالی نے حضرت آدم کو رهنے کے لیے عطا کی ، ایک باغ هے پورب کی طرف یاقوت کے پهاڑ پر ۔ وهاں کسی آدمی کا مقدور نهیں که جاکر اس پر چڑه سکے ۔ زمین وهاں کی اچهی ، هوا معتدل ، همیشه ایام بهار کے رهتے هیں ۔ نهریں بهت سی جاری ، درخت هرے هرے ، میواجات به‌کثرت ، پهلے، اور اقسام کے پهول پهل لگے ۔ حیوانات وهاں کے کسی کو ستاتے نهیں ۔ طائر خوش الحان ، خوب صورت رنگ برنگ کے ڈالیوں پر بیٹهے چهچهے کیا کرتے هیں ۔

آدم و حوّا وهاں جاکر به خوشی رهنے لگے ۔ ان دونوں کے سر پر بال بهت بڑے بڑے پاؤں تک لٹکتے تهے ۔ تمام بدن ان کا بالوں سے چهپا رهتا ۔ اس سے نهایت زیب و جمال ان کا تها ۔ نهروں کے کنارے چمن میں به‌خوبی سیر کرتے پهرتے ، اقسام اقسام کے میوے کهاتے اور نهروں سے پانی پیتے ، بے محنت و مشقت یه سب کچه میسر تها ۔ هل جوتنا ، پیسنا ، پکانا ، کاتنا ، کپڑا بننا ، دهونا ، یه ایک بهی محنت انهیں نه تهی ۔ جیسا اس زمانے میں اولاد ان کی ان بلاؤں میں گرفتار هے ۔ جس طرح اور حیوانات وهاں رهتے تهے اسی طرح یه دونوں به حفظ و آرام تمام اوقات بسر کرتے ۔ کچه غم نه تها ؛ اور جتنے درخت اور حیوان وهاں تهے سب کے نام الله تعالی نے آدم کو بتلا دیے اور فرشتوں سے نام ان کا پوچها ۔ یه تو جانتے نه تهے ، حیران هوکر چپکے هو رهے ۔ آدم سے جس وقت پوچها ، انهوں نے پوچهتے هی سب کے نام بتلا دیے اور فائده و نقصان سب ان کا بیان کیا ۔ فرشتوں نے جو یه حال دیکها سب کے سب تابع هوئے اور آدم کو آپ سے بهتر جانا ۔

عزازیل نے جب کہ یہ مرتبہ آدم کا دیکھا اور بھی بغض و حسد نے اس کے ترقی کی ۔ اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح مکر و فریب سے ان کو ذلیل کیا چاہیے ۔ چناںچہ ایک دن ناصح بن کر ان کے پاس گیا اور کہا ، اللہ تعالیٰ نے جو بزرگی تم کو فصاحت و بیان کی عطا کی ہے آج تک یہ نعمت کسی کو نہیں دی ۔ اگر اس درخت سے تم کچھ کھاؤ تو اس سے زیادہ علم و فضل تمہیں حاصل ہو اور ہمیشہ بہ‌خوبی و آرام تمام یہاں رہو ، کبھی موت نہ آوے ، سدا چین کیا کرو ۔ جس گھڑی اس ملعون نے قسم کھا کر کہا ، انی لکما لمن الناصحین ۔ یعنی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ۔ یہ اس کے فریب میں آگئے ۔ حرص سے پیش دستی کرکے اس درخت سے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے کھانے کو منع کیا تھا ، کچھ کھایا ۔ لباس بہشتی جو پہنے ہوئے تھے ، فی‌الفور سب بدن سے اتر پڑا ۔ درختوں کے پتے لے کر بدن چھپانے لگے ، لمبے لمبے بال جو سر پر تھے وہ بھی گرگئے ، ننگے ہوگئے ، آفتاب کی گرمی سے رنگ متغیر اور سیاہ ہوگیا ، غرض رسوا ہوئے ۔

حیوانوں نے حال ان کا دیکھا ، صورتیں ان کی انھیں مکروہ معلوم ہوئیں ، نفرت سے بھاگے ، یہ وہاں نہایت ذلیل ہوئے ۔

فرشتوں کو حکم ہوا کہ اب ان کو بہشت سے نکال کر پہاڑ کے نیچے ڈال دو ۔ فرشتوں نے ایسی جگہ ڈالا کہ وہاں پھل پتی کچھ نہ تھی ۔ بہر کیف زمین پر آکر ایک مدت تک اس غم و الم میں رویا کیے ۔ اولاً اپنی حرکت سے بہت شرمندہ ہوئے جب کہ اس غم‌والم میں ایک زمانہ گزرا اللہ تعالیٰ نے رحم کرکے ان کی توبہ کو قبول کیا اور گناہ بخشا ۔ ایک فرشتے کو زمین پر بھیجا ، اس نے یہاں آکر زمین کھودنا ، ہل جوتنا ، بونا ، کاٹنا ، پیسنا ، خمیر کرنا ، روٹی پکانا ، کپڑا بننا ، سینا ، لباس بنانا یہ سب ان کو سکھایا ۔ جب کہ

اولاد بہت سی ہوئی ، جن بھی آکر ملے ۔ درخت لگانا ، مکان بنانا اور بہت صنعتیں ان کو سکھائیں ۔ آپس میں ان کی دوستیاں ہوئیں ، بہت مدت تک اس طرح زندگی بسر کرتے تھے ، پر جب کبھی ابلیس لعین کے مکر و فریب کا مذکور آجاتا ہر ایک آدمی کو جنوں کی طرف سے بغض و حسد کا خیال گزرتا ۔ جس گھڑی قابیل نے ھابیل کو قتل کیا ، ھابیل کی اولاد کو یہی خیال گزرا کہ جنوں نے اس کو سکھلایا ۔ اس سے اور بھی ان کو جنوں کے ساتھ دشمنی اور عداوت ہوئی اور ان کے دفع کرنے کے واسطے مکر و حیلے کرنے لگے ۔ سحر ، افسوں ، دعا ، تعویز ، شیشے میں بند کرنا اور بہت سے عمل کہ جس سے جنوں کو تکلیف پہنچے ، عداوت سے کرتے تھے اور ھمیشہ اسی فکر میں رہتے ۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس پیغمبر کو بھیجا ، انھوں نے آکر آدمیوں اور جنوں میں صلح کروادی اور سب کو دین اسلام کی راہ دکھلائی ۔ جن بھی آدمیوں کے ملک میں آئے اور ان سے مل کر آپس میں رہنے لگے ۔ اسی طرح طوفان ثانی تلک اور بعد اس کے بھی حضرت ابراھیم خلیل اللہ کے زمانے تک بہ‌خوبی گزری ۔ جب کہ حضرت ابراھیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا ، پھر آدمیوں کو یہی گمان ھوا کہ جنوں نے نمرود کو گوپھن بنانا سکھایا اور یوسف کے بھائیوں نے جب یوسف کو کنواں میں ڈالا ، اس کو بھی انھوں نے جنوں کے فریب سے جانا ۔ یہ زیادہ سبب دشمنی کا ھو ۔ حضرت موسیٰ پیغمبر جب دنیا میں آئے ، انھوں نے بھی آپس میں ان سے صلح کروادی اور بہت سے جن حضرت موسیٰ کے دین میں آئے ۔

جب کہ حضرت سلیمان ابن داؤد کو اللہ تعالیٰ نے تمام ھفت اقلیم کا بادشاہ کیا اور روے زمین کے سب بادشاھوں پر غلبہ

دیا ، سارے جن و انس ان کے تابع ہوئے۔ تب جنّوں نے از راہ فخر کے آدمیوں سے کہا کہ سلیمان کو یہ سلطنت ہماری مدد سے ہاتھ لگی ہے۔ اگر جن مدد نہ کرتے ، جس طرح اور بادشاہ ہیں ، ویسے ایک یہ بھی ہوتے اور ہمیشہ اپنی غیب دانی ظاہر کرکے آدمیوں کو وہم میں ڈالتے تھے - جس گھڑی حضرت سلیمان نے وفات پائی اور جنّوں کو خبر نہ ہوئی - سب حیران تھے کہ حضرت سلیمان کہاں ہیں - تب آدمیوں کو یقین ہوا کہ اگر غیب داں ہوتے تو اتنا حیران نہ ہوتے - اور بلقیس کی خبر جس وقت ہدہد کی زبانی حضرت سلیمان کو پہنچی ؛ سب سے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ بلقیس کا تخت قبل اس کے آنے کے اٹھا لاوے ؟ ایک جن کہ نام اس کا اسطوس بن ایوان تھا ، فخر سے کہنے لگا کہ میں ایسا جلد اٹھا لاؤں کہ آپ اپنے مکان سے نہ اٹھنے پاویں - حضرت سلیمان نے کہا کہ میں چاہتا ہوں اس سے بھی زیادہ جلدی ہو - آصف بن برخیا نے کہا کہ اسم اعظم جانتا تھا کہ میں ایک پل میں لاؤں گا اور لے ہی آیا - جس وقت حضرت سلیمان نے تخت دیکھا بے ہوش ہوگئے اور خدا کو سجدہ کیا - جنّوں پر ظاہر ہوا کہ انسان ہم سے بزرگی زیادہ رکھتے ہیں - شرمندہ اور سرنگوں ہوکر وہاں سے پھرے اور سب آدمی ان کے پیچھے تالیاں بجاتے ہوئے چلے اور بغی[1] ہوگئے - حضرت سلیمان نے ان کے پکڑنے کے لیے پیچھے فوج بھیجی اور بہت سے عمل ان کے قید کرنے کے بتلا دیے اور یہ کہا کہ جن اس طرح شیشے میں بند ہوتے ہیں اور کتاب انھیں عملیات میں تصنیف کی - چناں چہ وہ کتاب بعد ان کی وفات کے ظاہر ہوئی -

---

۱- بغی—باغی

جس گھڑی حضرت عیسیٰ دنیا میں آئے اور تمام جن و انس
کو دعوت اسلام کی کی اور ہر ایک کو طریق ہدایت بتلا کر فرمایا
کہ آسمان پر اس طرح جا کر فرشتوں سے قرب حاصل کرتے ہیں ۔
بعض جن حضرت عیسیٰ کے دین میں آکر عابد و پرہیزگار ہوئے
اور آسمان تک جانے لگے ۔ ہمیشہ آسمان کی خبر سن کر یہاں کاهنوں
سے آکر کہتے تھے ۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخرالزماں کو پیدا کیا اور یہ
آسمان پر جانے سے موقوف ہوئے ، اس وقت کہنے لگے ، اشر
اریـد بمن فـی الارض ام اراد بـهـم ربـهـم رشداً ۔ نہیں معلوم
دنیا کے رہنے والوں کے واسطے یہ برا ہو یا خدا ان کو ہدایت کیا
چاهتا ہے اور بعض جن دین اسلام قبول کر کے مسلمان ہوئے ۔
چنانچہ ان کی اور مسلمانوں کی آج تک صلح چلی جاتی ہے ۔

جب کہ حکیم یہ سب کچھ کہہ چکا ، پھر یہ کہا کہ اے
جنو ! اب ان کو نہ چھیڑو اور آپس میں فساد نہ کرو ۔ عداوت قدیمی
کو عبث ظاہر کرتے ہو ۔ مآل اس کا اچھا نہیں ہے ۔ یہ عداوت
پتھر کی آگ ہے ۔ جس وقت ظاہر ہوئی تو ایک عالم کو جلا
دیوے گی ۔ خدا پناہ میں رکھے ، جس گھڑی یہ دشمنی کرکے ہم پر
غالب آئے تو کیسی خرابی و رسوائی ہے جب کہ سب نے یہ عجیب
قصہ سنا ہر ایک نے سرجھکایا اور متفکر ہوا ۔ بادشاہ نے اس حکیم سے
پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ہے ؟ یہ سب جو ہمارے یہاں
نالشی آئے ہیں اور ہم سے پناہ لی ہے ، ان کے جھگڑے کو کس
طرح فیصل کیجیے اور راضی کرکے اپنے ملک سے رخصت کیجیے ؟
حکیم نے کہا مصلحت نیک بعد تامّل کے معلوم ہوتی ہے ۔ جلدی
میں کچھ نہیں ہوسکتا ۔ میرے نزدیک اب یہ صلاح ہے کہ
بادشاہ صبح کو دربار عام میں بیٹھے اور ان سب کو بلوا کر ہر

ایک کی دلیل و حجت سنے ، بعد اس کے جو صلاح اور مناسب وقت جانے ، حکم کرے ۔

صاحب‌العزیمت نے کہا کہ انسان نہایت فصیح و بلیغ ہیں اور یہ حیوان اس میں عاجز ، کچھ بول نہیں سکتے ۔ اگر ان کی چرب زبانی سے ہار گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے تو ان کو انھیں کے حوالے کیا جائے گا کہ ہمیشہ تکلیف اور عذاب میں رکھیں ۔ حکیم نے کہا، یہ ان کی قید میں صبرو سکونت کریں ۔ زمانہ ہمیشہ برابر نہیں گزرتا ، آخر خدا مخلصی کردے گا جس طرح بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات بخشی اور آل داؤد کو بخت نصر کے ظلم سے مخلصی دی ، آل حمیر کو آل تبّع کے عذاب سے رہائی بخشی ، آل ساسان اور آل عدنان کو اہل یونان اور آل اردشیر کے ظلم سے نجات دی ، یہ زمانہ کسی پر یکساں نہیں گزرتا ۔ مانند دائرۂ چرخ کے ہمیشہ اس عالم موجودات پر بہ موجب احکام الٰہی کے پھرتا ہے ۔ ہزار برس میں ایک مرتبہ یا بارہ ہزار برس میں یا چھتیس ہزار برس میں یا تین سے(سو) ساٹھ برس میں یا ایک دن میں جو پچاس ہزار برس کے برابر ہو ، ایک مرتبہ پھرتا ہے ۔ سچ ہے کہ نیرنگی اس زمانۂ بوقلموں کی کسی کو ایک وتیرے[1] پر نہیں رکھتی ۔

---

۱ ۔ وتیرہ—ڈھرّا

(۸)

یہ فصل انسانوں کے مشورے میں

بادشاہ یہاں اپنے وزیر اور اعیان و ارکان سے خلوت میں مشورت کرتا تھا ، انسان بھی وہاں اپنے مکان میں ستّر آدمی جدے جدے شہروں کے رہنے والے مجتمع ہوکر آپس میں صلاحیں کر رہے تھے - جس کے خیال میں جو گزرتا ، کہتا ۔ ایک نے کہا کہ ہمارے اورغلاموں کے درمیان جو کچھ کلمہ کلام آج ہوا، تم سب نے سنا اور قضیہ ہنوز فیصل نہ ہوا ۔ کچھ تمھیں معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے ہمارے حق میں کیا ٹھہرایا ہے ؟ سب نے کہا ، ہمیں کیا معلوم مگر اتنا جانتے ہیں کہ بادشاہ اسی فکر میں گھبرا رہا ہے ۔ شاید کل باہر نہ نکلے ۔ دوسرے نے کہا ، میں یہ جانتا ہوں ، کل وزیر سے خلوت میں ہمارے مقدمے کا مشورہ کرے[1] ۔

کسی نے کہا حکیموں اور عالموں کو جمع کرکے کل مصلحت کرے گا ، کوئی بولا یہ نہیں معلوم کہ حکما ہمارے حق میں کیا صلاح دیویں ، پر یہ جانتے ہیں کہ بادشاہ ہم سے موافق ہے اور ہمارے ساتھ اعتقاد نیک رکھتا ہے ۔ ایک نے کہا ، وزیر کا خوف ہے ، ایسا نہ ہو کہ ہم سے پھر جاوے اور ہمارے حق میں ظلم کرے ۔ دوسرے نے کہا ، یہ امر سہل ہے - وزیر کو کچھ تحفہ تحائف دے کر اپنی طرف کرلیویں گے مگر ایک خطرہ

۱- کرے گا : بابا عبدالحق صفحہ ۴۳ اور نسخوں میں نہیں ہے -

ھے ۔ سب نے پوچھا وہ کیا ھے ؟ کہا کہ قاضی مفتی کے حکم کا بڑا ڈر ھے ۔ سب نے کہا ، یہ امر بھی سہل ھے ۔ انھیں بھی کچھ رشوت دے کر راضی کریں گے ۔ آخر کے موافق کچھ حیلۂ شرعی کرکے حکم کریں گے ۔ وہ بھی ھماری مرضی لیکن صاحب‌العزیمت عاقل اور دیں‌دار مرد ھے ، کسی کی طرف داری نہ کرے گا ۔ احیاناً بادشاہ نے اس سے مشورہ کیا ۔ خوف ھے کہ مبادا ھمارے غلاموں کی سعی بادشاہ سے کرکے ھمارے ھاتھوں سے نکال دیوے ۔

ایک نے کہا تو سچ کہتا ھے ، لیکن بادشاہ نے اگر حکیموں سے مشورہ کیا تو ان کی رائیں آپس میں مختلف ھیں ۔ ایک دوسرے کے مخالف کہے گا ۔ کوئی بات منقّح نہیں ھونے کی ۔ ایک نے کہا ' اگر بادشاہ قاضیوں اور مفتیوں سے مشورہ کرے تو یہ ھمارے حق میں کیا کہیں گے ؟ دوسرے نے کہا ، عالموں کا فتوا ان تین صورتوں سے خالی نہیں؛ یا حکم کریں گے کہ حیوانوں کو آزاد کریں یا کہیں گے انھیں بیچ کر قیمت لیویں ، یا کہیں گے کہ ان کو زیادہ تکلیف نہ دیویں ، تخفیف اور احسان کریں ۔ شرع میں یہی تین صورتیں ھیں ۔ ایک نے کہا ، اگر بادشاہ وزیر سے مشورہ کرے ، معلوم نہیں کہ وزیر کیا صلاح دیوے ۔ دوسرے نے کہا ، میں جانتا ھوں ۔ یہ کہے گا کہ ان حیوانوں نے ھمارے ملک میں آکر پناہ لی ھے اور مظلوم ھیں ، ان کی مدد بادشاہ پر لازم ھے ۔ اس واسطے کہ سلاطین خلیفۂ خدا کہلاتے ھیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے روے زمین پر مسلّط کیا ھے کہ رعایا پر عدل و انصاف اور ضعیفوں کی مدد اور اعانت کریں ۔ ظالموں کو اپنے ملک سے نکال کر خلق میں احکام شریعت کے جاری کریں کیوں کہ روز قیامت کو پرسش انھیں سے ھوگی ۔

ایک نے کہا ، اگر بادشاہ قاضی سے ھمارے انفصال کے لیے

کہے تو قاضی تین حکموں میں ایک حکم کرے گا ۔ اس وقت کیا
کیا چاہیے ؟ سب نے کہا کہ قاضی نائب نبی ، بادشاہ نگہبان دین
ہے ۔ ان کے حکم سے کسی طرح پھر نہیں سکتے ۔ ایک نے کہا ، اگر
قاضی حکم کرے کہ حیوانوں کو آزاد کرو اور چھوڑ دو تو کیا
کرو گے ؟ دوسرے نے کہا کہ یہ جواب دیں گے کہ ہم ان کے
مالک موروثی ہیں اور یہ ہمارے جدّ و آبا کے وقت سے غلامی میں
چلے آتے ہیں ، ہمیں اختیار ہے ، چاہے انہیں چھوڑیں اور آزاد کریں
اور چاہے نہ چھوڑیں ۔

پھر ایک نے کہا ، اگر قاضی کہے کہ شرعی کاغذ یا گواہوں
سے ثابت کرو ، یہ ہمارے غلام موروثی ہیں؟ ایک نے اس کا جواب
دیا کہ ہم اپنے دوستوں کو جو عادل ہیں ، لا کر گواہ گزاریں
گے ۔ اس نے کہا اگر قاضی کہے کہ آدمیوں کی گواہی معتبر نہیں
ہے اس واسطے کہ سب حیوانوں کے دشمن ہیں اور دشمنوں کی
گواہی شرع میں سنی نہیں جاتی یا کہے کہ بیع نامہ اور سرخط کہاں
ہے ؟ اگر سچے ہو تو اسے لا کر حاضر کرو ، اس وقت کیا تدبیر
کی جاوے ؟

یہ بات سنتے ہی سب چپکے ہو رہے ، کسی نے جواب نہ دیا
مگر ایک اعرابی نے کہا ، ہم اس کا جواب یہ دیویں گے کہ کاغذ
شرعی ہمارے پاس تھے ، سب طوفان میں ڈوب گئے اور قاضی اگر
کہے کہ تم اس بات پر قسم کھاؤ کہ یہ ہمارے غلام ہیں ، اس
وقت ہم یہ کہیں گے کہ قسم منکر سے چاہیے اور ہم مدعی ہیں ۔
ایک نے کہا ، اگر قاضی حیوانوں سے قسم لیوے اور وے قسم
کھا کر کہیں کہ ہم ان کے غلام نہیں ہیں ، اس وقت کیا تدبیر
کی جاوے گی ؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ہم یہ کہیں گے کہ
حیوانوں نے جھوٹی قسم کھائی ۔ ہمارے پاس بہت سے دلائل ہیں کہ

اس دعوے پر دلالت کرتے ہیں ۔

ایک نے کہا ، اگر قاضی حکم کرے کہ انھیں بیچیں اور قیمت لیویں، اس وقت کیا کرو ؟ آبادی کے جو رہنے والے تھے انھوں نے کہا کہ ہم بیچ کر لے لیویں گے اور جو جنگل اور ویرانی کے باشندے تھے، عرب اور ترک وغیرہ انھوں نے کہا ، یہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہلاک ہو جاویں گے ۔ اس کا ذکر نہ کرو ۔ جو کہ ان کے بیچنے پر راضی ہوئے تھے ، انھوں نے کہا ، اس میں خلل کیا ہے ؟

انھوں نے اس کا جواب دیا کہ اگر حیوانوں کو ہم بیچیں تو نہایت تکلیف اٹھاویں ۔ دودھ پینا ، گوشت کھانا ، کھال بال سے لباس بنانا ؛ اس کے سوا اور مصارف میں لانا یہ فائدے سب جاتے رہیں گے ۔ اس زندگی سے موت بھلی ہے ۔ یہی تکلیف آبادی کے رہنے والوں پر بھی ہووے گی ۔ وہ بھی ان حیوانوں سے بہت احتیاج رکھتے ہیں ، ہرگز ان کے بیچنے اور آزاد کرنے کا ارادہ نہ کیجیو ، بلکہ اس کا خیال بھی جی میں نہ لائیو ۔ اگر تخفیف اور احسان کرنے پر راضی ہو تو مضائقہ نہیں ، اس واسطے کہ یہ حیوان بھی جان دار ہیں ، ہمارا تمھارا سا گوشت پوست رکھتے ہیں ، ان کو بھی زیادہ تکلیف سے ایذا پہنچتی ہے ۔ تم نے کوئی نیکی ایسی نہیں کی تھی کہ جس کے سبب یہ جزا ملی کہ خدا نے ان حیوانوں کو تمھارے تابع کیا اور نہ انھوں نے کوئی گناہ ایسا کیا تھا کہ اس کے سبب خدا نے یہ سزا دی کہ اس عذاب میں گرفتار ہوئے ۔ وہ مالک ہے ، جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ، اس کے حکم کا کوئی پھیرنے والا نہیں ہے ۔

(۹)

فصل حیوانوں کے مشورے میں

بادشاہ جس وقت مجلس سے اٹھا اور سب رخصت ہوکر اپنے اپنے مکانوں میں گئے ، بہائم بھی جمع ہو کر آپس میں صلاح و مشورے کرنے لگے - ایک نے کہا کہ آج جو مناظرہ ہمارے اور دشمنوں کے بیچ ہوا سب سنا تم نے اور قضیہ ہنوز فیصل نہ ہوا - اب تمھارے نزدیک کیا صلاح ہے ؟ ایک نے کہا کہ صبح کو ہم جاکر بادشاہ کے آگے روئیں گے اور ان کے ظلم کا شکوہ کریں گے - شاید بادشاہ رحم کرکے قید سے چھڑا دیوے - آج تو ہم پر مہربان ہوا ہے - مگر بادشاہ کو لازم نہیں ہے کہ بغیر سننے دلیل و حجت کے حکم کرے اور دلیل و حجت فصاحت بیان اور طلاقت زبان سے ثابت ہوتی ہے - چناں‌چہ پیغمبر نے فرمایا ہے - انکم تختصمون الی و لعل بعضکم الحن بحجة من بعض فاحکم له فمن قضیت له بشيء من حق اخیه فلا یاخذن منه شیا فانی انما اقطع له قطعة من النار - یعنی تم جو خصومت کرتے ہوئے میرے پاس آتے ہو اور ایک دوسرے سے دلیل و حجت میں ہوشیار زیادہ ہے ، اسی کے واسطے میں حکم کرتا ہوں - پس اگر نادانستہ ایک کا حق دوسرے کی طرف جاوے ، چاہیے کہ وہ نہ لیوے - اگر لیوے گا تو اس کے واسطے میں نار جہنم مقرر کروں گا - انسان بھی فصاحت بیان اور جودت زبان ہم سے زیادہ رکھتے ہیں ، ہم کو خوف ہے اس کا کہ

ان کی چرب زبانی سے دلیل و حجت میں ہم ھار جاویں اور وے
غالب رھیں تمھارے نزدیک اس کی کیا تدبیر ھے ۔ اس میں خوب
سا تامل کیا چاھیے ۔ سب مل کر جو تامل و فکر کریں گے
تو ایک نہ ایک بات اچھی نکل ھی آوے گی ۔

ایک نے کہا میرے نزدیک یہ صلاح ھے کہ قاصدوں کو
سب حیوانوں کے پاس بھیج کر اپنا احوال ظاھر کریں اور انھیں
کہلا بھیجیں کہ اپنے وکیلوں اور خطیبوں کو ھمارے یہاں روانہ
کریں کہ وہ سب یہاں آ کر ھمارے مددگار ھوویں کیوں کہ ہر
ایک جنس میں ایک بزرگی اور عقل و فصاحت ھے کہ دوسرے میں
نہیں ھے ، جب کہ بہت سے یار و مددگار جمع ھوویں گے ، ایک
صورت مخلصی اور فلاح کی ھو جاوے گی ، اور مدد اسی اللہ سے
ھے ، وہ جس کی مدد چاھتا ھے کرتا ھے ۔ سب حیوانوں نے کہا
بس یہی صلاح ھے ۔ چناں‌چہ چھ قاصد جو نہایت معتبر تھے ، ھرایک
طرف بھیجنے کے واسطے تجویز ھوئے ۔ ان میں سے ایک درندوں
کے لیے ، دوسرا پرندوں کے واسطے ، تیسرا شکاری جانوروں کے
واسطے ، چوتھا حشرات الارض یعنی کیچوے ، بیربھوٹی وغیرہ کے
واسطے ، پانچواں ھوام یعنی کیڑے مکوڑے ، سانپ بچھو کے
واسطے ، چھٹا دریائی جانوروں کے واسطے مقرر کرکے ھر ایک
طرف روانہ کیا ۔

———

فصل پہلے قاصد کے بیان[1] میں

پہلے قاصد نے جس گھڑی درندوں کے بادشاہ ابوالحارث یعنی شیر کے پاس جاکر کہا کہ آدمیوں اور حیوانوں میں جنوں کے بادشاہ کے سامنے مناظرہ ہو رہا ہے، حیوانوں نے قاصدوں کو سب حیوانات کے طرف روانہ کیا ہے کہ آکر ان کی مدد کریں ۔ مجھ کو بھی آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ۔ ایک سردار اپنی فوج سے میرے ساتھ کر دیجیے کہ وہاں چل کر اپنے ابنائے جنس کا شریک ہووے ۔ جس وقت اس کی نوبت آوے انسانوں سے مناظرہ کرے ۔ بادشاہ نے قاصد سے پوچھا کہ انسان حیوانوں سے کیا دعویٰ کرتے ہیں ؟ اس نے کہا کہ وے کہتے ہیں کہ سب حیوان ہمارے غلام اور ہم ان کے مالک ہیں ۔

شیر نے پوچھا کہ انسان کس چیز پر فخر کرتے ہیں ؟ اگر زور، قوت، شجاعت، دلیری، حملہ کرنا، کودنا، پھاندنا، چنگل مارنا، لڑنا بھڑنا، ان میں سے کسی چیز سے فخر کرتے ہوں تو میں ابھی اپنی فوج کو روانہ کروں کہ وہاں جاکر ایک حملے میں انھیں متفرق اور پراگندہ کردیوے ۔ قاصد نے کہا، بعضے ان خصلتوں سے بھی فخر کرتے ہیں؛ ساتھ اس کے بہت سے عمل اور صنعتیں اور حیلہ و مکر ڈھال، تلوار، برچھی، نیزہ، پیش قبض، چھری، تیر، کمان اور

---

[1] نسخہ ولیم ناسولیس میں ''احوال میں'' درج ہے ۔

بہت سے ھتھیار بنانا[1] جانتے ھیں - درندوں کے چنگل اور دانتوں کے واسطے بدن کو زرہ ، بکتر ، چلتہ، نمد ، خود سے چھپاتے ھیں کہ ان کے دانت اور چنگل ھرگز بدن میں اثر نہ کریں - درندوں وحشیوں کے لیے بہت سے مکر[2] و حیلے کرتے ھیں ؛ جال اور پھندے بناتے ھیں خندقیں اور کنویں اور غار کھود کر منہ ان کے مٹی اور گھاس سے الگ بند کرتے ھیں ، جس وقت حیوان نادانستہ ان میں جاکر گرتے ھیں پھر وھاں سے نکلنا محال ھوتا ھے لیکن جنوں کے بادشاہ کے سامنے ان خصلتوں کا کچھ ذکر نہیں ھے - وھاں فصاحت بیان اور جودت زبان ، غلبۂ عقل و تمیز ان سب چیزوں کے واسطے دلیلیں اور حجتیں بیان ھوتی ھیں -

جس وقت بادشاہ نے قاصد کی زبانی سنا ، ایک گھڑی متفکر ھوکر حکم کیا کہ ھاں سب درند ھماری فوج کے آویں - بہ‌موجب حکم قسم قسم کے درندے شیر ، بھیڑیے ، طرح طرح کے بندر ، نیولے غرض کہ انواع و اقسام کے جانور گوشت کھانے والے اور چنگل مارنے ھمارے[3] خدمت میں حاضر ھوئے - بادشاہ نے جو کچھ قاصد کی زبانی سنا تھا اس نے بیان کیا اور فرمایا کہ تم میں کون ایسا ھے جو وھاں جاکر حیوانوں کا شریک ھووے - جس وقت وھاں جاوے اور دلیل و حجت سے غالب آوے اس وقت جو کچھ مجھ سے طلب

۱—بنانا——نسخۂ عبدالحق صفحہ ، ۹۴ - ''بنا'' نسخۂ ناسولیس اور نسخۂ مطبع‌العلوم میں ھے -

۲—مکر——نسخۂ عبدالحق میں نہیں ھے اور باقی تمام نسخوں میں موجود ھے ، نسخۂ ناسولیس میں بھی موجود ھے -

۳—ھارے نسخۂ مطبع العلوم میں اور نسخۂ بابا عبدالحق میں والے لکھا ھے ، صفحہ ۵۰ - ھارے نسخۂ ناسولیس میں نہیں ھے ، صفحہ ۴۶ -

کرے گا میں اسے دوں گا اور بزرگی بخشوں گا۔ سب درند یہ سن کر ایک گھڑی اس فکر میں متاسّل ہوئے کہ اس کام کے لائق کوئی ہے یا نہیں۔ چیتا جو وزیر تھا، اس نے شیر سے عرض کیا کہ تو ہمارا بادشاہ و سردار ہے اور ہم تیرے تابع و رعیت ہیں۔ بادشاہ کو چاہیے کہ ہر ایک امر میں بہ صلاح و تدبیر اور دانش مندوں سے مشورے کرکے حکم کرے اور رعیت کو چاہیے کہ بادشاہ کا حکم گوش دل سے سنے اور ہر ایک بات میں اس کی اطاعت کرے۔ اس واسطے کہ بادشاہ بہ منزلہ سر کے اور رعیت بجائے اعضا کے ہے۔ جب کہ بادشاہ و رعیت اپنے اپنے طور طریق پر رہیں، سب امور درست اور ملک میں بند و بست رہتا ہے۔ بادشاہ نے چیتے سے پوچھا۔ وے کون سی خصلتیں ہیں کہ بادشاہ و رعیت پر واجب ہیں، انھیں بیان کر۔ چیتے نے کہا۔ بادشاہ کو چاہیے کہ عدل و شجاع و دانش مند ہو۔ ہر ایک امر میں تامل کرے، رعیت پر اس طرح مہربانی و شفقت کرے جس طرح اولاد پر ماں باپ شفقت اور مہربانی کرتے ہیں۔ جس میں صلاح و فلاح رعایا کی ہو، اسی میں مصروف رہے اور رعیت کو لازم ہے کہ ہر صورت بادشاہ کی اطاعت و خدمت گذری[1] و جانفشانی میں حاضر رہے اور جو ہنر اور صنعت کہ آپ جانتے ہو بادشاہ کو بتلا دیوے اور عیب و ہنر پر اسے اطلاع کرے، خدمت گزاری کا حق جیسا چاہیے بجا لاوے اور اپنی احتیاج کو بادشاہ سے ظاہر کرکے اس سے مدد اور اعانت چاہے۔

---

۱ — گزاری ——— نسخۂ عبدالحق صفحہ ۵۱۔ اور ولیم ناسولیس اس کی تائید میں ہے، صفحہ ۷۴۔

شیر نے کہا ، تو سچ کہتا ہے ، اب اس مقدمے مین کیا صلاح دیتا ہے ؟ چیتے نے کہا ، ہمیشہ ستارہ اقبال کا روشن و منور اور بادشاہ سدا منصور و مظفر رہے ۔ اگر وہاں قوت و غلبہ اور شجاعت و حسد کا کام ہو ، اس کے واسطے مین ہون ۔ مجھے آپ رخصت کیجیے کہ وہاں جاکر بخوبی اس کا سرانجام کرون ۔ بادشاہ نے کہا ، ان کاموں میں وہ ں ایک بھی نہیں ہے ۔ یوز نے کہا ، اگر وہاں کودنے ، پھاندنے ، رکھنے، پکڑنے کا کام ہو اس کا کفیل میں ہو ں ۔ بھیڑیے نے کہا اگر حملہ کرنے ، لوٹنے، غارت کرنے کا کام ہو اس کا سر انجام میں کروں ۔ لومڑی نے کہا ، اگر وہاں حیلہ و مکر کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں ۔ نیولے نے کہا ، اگر وہاں ڈھونڈنے اور چوری کرنے اور چھپ رہنے کا کام ہو اس کا کفیل میں ہوں ۔ بندر نے کہا ، اگر وہاں ناچنے ، کودنے ، نقل کرنے کا کام ہو اس کے واسطے میں ہوں ۔ بلی نے کہا ، اگر وہاں خوشامد و محبت و گدائی کا کام ہو اس کا سر انجام میں کروں ۔ کتے نے کہا ، اگر وہاں نگہبانی اور بھونکنے اور دم ہلانے کا کام ہو اس کے واسطے مین ہوں ۔ چوہے نے کہا ، اگر وہاں جلانے ، پھونکنے اور نقصان کرنے کا کام ہو ، اس کے واسطے میں ہوں ۔

بادشاہ نے کہا ، ان کاموں میں وہاں کوئی بھی نہیں ہے ۔ بعد اس کے چیتے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ سب خصلتین جو ان حیوانوں نے بیان کیں ، آدمیوں کے بادشاہوں اور امیروں کی فوج کے واسطے چاہئیں ، ان امروں کے لائق وہی ہیں ، اس واسطے کہ اگرچہ ظاہر میں صورت و شکل ان کی مانند فرشتوں کے ہے مگر سیرتیں ان کی مثل سباع و بہائم کے ہیں لیکن جو کہ علما و فقہا اور صاحب تمیز ہیں، اخلاق و اوصاف ان کے مانند فرشتوں کے ہیں ، وہاں بھیجنے کے واسطے کون ایسا ہے کہ جاکر حیوانوں کی طرف

سے مناظرہ کرے ۔

چیتے نے کہا ، سچ ہے ، لیکن اب آدمیوں کے علما و فقہا نے یہ طریق جسے اخلاقِ ملکی کہتے ہیں ، چھوڑ کر خصلتیں شیطانی اختیار کی ہیں ۔ شب و روز مکابرے اور مجادلے میں اور ہر ایک دوسرے کی غیبت و بدی میں رہتے ہیں ۔ اس طرح حاکموں اور بادشاھوں نے بھی طریق عدالت و انصاف سے منحرف ہو کر ظلم و بدعت کی راہ اختیار کی ہے ۔ بادشاہ نے کہا . تو سچ کہتا ہے مگر چاھیے کہ بادشاہ کا قاصد فاضل و بزرگ ہو ، حق سے نہ پھرے ۔ پس کون ایسا ہے کہ وہاں بھیجا چاھیے کہ قاصد کی سب خصلتیں اس میں ہوویں ؟ اس جماعت میں کوئی ایسا نہیں کہ وہاں جانے کے لائق ہو ۔

فصل قاصد کے بیان میں

چیتے نے شیر سے پوچھا کہ وے کون سی خصلتیں ہیں کہ قاصد میں چاھئیں ؟ انھیں بیان کیجیے ۔ بادشاہ نے کہا ، قاصد چاہیے کہ مرد عاقل و خوش بیان ہو، جس بات کو سنے فراموش نہ کرے ، بخوبی یاد رکھے ، راز دل کسی سے نہ کہے ، امانت و اقرار کا حق جیسا چاہیے ، بجا لاوے ، یاوہ گو نہ ہو ، کسی بات میں اپنی طرف سے فضولی نہ کرے ، جتنا اسے کہہ دیا ہے اتنا ہی کہے ۔ جس بات میں بھیجنے والے کی بہتری ہو اس میں کوشش و جانفشانی کرے ۔ اگر طرف ثانی کچھ طمع دیوے ، ایسا نہ ہو کہ اس کی طرف داری کے واسطے مسلک امانت و ہدایت سے متزلزل ہوکر چاہ خیانت و ضلالت میں سر کے بھل گرے ۔ دوسرے شہر میں کسی نوع سے اگر فراغت حاصل ہو اس کے واسطے رہ نہ جاوے ۔ جلد پھرے اور اپنے مالک کو جو کچھ سنا اور دیکھا ہو اس سے آ کر اطلاع کرے ۔ جیسا کہ حق نصیحت و امانت کا مالک سے چاہیے بج[1] لاوے ۔ کسی خوف کے سبب احکام قاصدی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے کیوں کہ قاصد پر سب پیغام پہنچانا واجب ہے ۔

---

۱ ۔ بج لاوے ـــــ بابا عبدالحق نے اصلاح کے طور پر بجا لاوے لکھا ہے صفحہ ۵۳ ۔ اور تمام نسخوں میں یوں ہی درج ہے ۔

بعد اس کے چیتے سے کہا کہ تیرے نزدیک اس گروہ میں
کون ایسا ہے کہ اس امر کی لیاقت رکھتا ہو ؟ چیتے نے کہا، اس
کام کے واسطے سوائے کلیلہ دمنہ کے بھائی کے کوئی بہتر نہیں ہے ۔ شیر
نے گیدڑ سے کہا ، چیتے نے جو تیرے واسطے تجویز کیا ہے ، تو
اس میں کیا کہتا ہے؟ گیدڑ نے کہا ، چیتا سچ کہتا ہے ؟ خدا اس
کو جزائے نیک دیوے اور مراد کو پہنچاوے ۔ بادشاہ نے کہا کہ
تو اگر وہاں جاکر اپنے ابنائے جنس کی طرف سے مناظرہ کرے ،
جس وقت وہاں سے مراجعت کرے گا سرفراز ہوگا اور انعام پاوے
گا ۔ گیدڑ نے کہا ، میں بادشاہ کے تابع ہوں لیکن وہاں ابنائے جنس
میرے بہت دشمن ہیں ، اس کی کیا تدبیر کروں ۔ بادشاہ نے پوچھا
وے کون ہیں ؟ دمنہ نے کہا کتے میرے ساتھ نپٹ دشمنی رکھتے
ہیں ۔ بادشاہ کو کیا معلوم نہیں ہے کہ وے آدمیوں سے نہایت
مانوس و مالوف ہو رہے ہیں ۔ درندوں کے پکڑنے کے لیے ان کی
مدد کرتے ہیں ۔

بادشاہ نے کہا ، اس کا کیا سبب ہے کہ وے انسانوں سے
اتنا مربوط ہو کر درندوں پر حملہ کرتے ہیں ؟ اپنے ہم جنسوں
کو چھوڑ کر غیر جنس کے شریک ہوئے ۔ اس بات سے ریچھ کے سوا
کوئی واقف نہ تھا ۔ اس نے کہا، اس کا سبب میں جانتا ہوں ۔ بادشاہ
نے کہا بیان کر ، ریچھ نے کہا کتوں نے طبائع کی موافقت اور اخلاق
کی مجانست کے سبب آدمیوں سے ارتباط بہم پہنچایا ہے ۔ اس کے سوا
بہت سی لذتیں کھانے پینے کی وہاں حاصل ہوتی ہیں اور طبیعتوں
میں ان کی حرص و بخل اور اخلاق بد مثل آدمیوں کے ہے ۔ یہ
زیادہ موجب موافقت کا ہے اور درند ان بدیوں سے کنارہ کرتے ہیں،
سبب اس کا یہ ہے کہ کتے گوشت کھاتے ہیں کچا پکا ، حلال حرام،
تر و خشک ، نمکین بے نمک ، اچھا برا جیسا پاتے ہیں ۔ اس کے سوا

پھل پھلاری ، ساگ پات ، روٹی دال ، دودھ دھی، کھٹا میٹھا ، گھی تیل ، شہد حلوا ، ستو اور جو اقسام آدمیوں کے کھانے کے ھیں ، سب کھاتے ھیں ، کچھ نہیں چھوڑتے ۔ درند ان چیزوں کو کھانے نہیں بلکہ پہچانتے بھی نہیں ھیں ۔

اور حرص و بخل ان میں اس مرتبے میں ھے کہ ممکن نہیں کسی جانور کو بستی میں آنے دیویں ۔ اس واسطے کہ وہ آ کر کچھ کھا نہ لیوے ۔ اگر کبھی ناگہانی کوئی لومڑی یا گیدڑ کسی گاؤں میں رات کو گیا کہ مرغی یا چوھا یا بلی یا مردار یا کوئی ٹکڑا روٹی کا چرا لے کر آوے ، کتے کس شدت سے بھونکتے ھیں اور حملہ کرکے آخر وھاں سے نکال دیتے ھیں ۔ اس طمع و حرص کے باعث ذلیل و خراب کتنے ھیں ۔ اگر کسی مرد یا عورت یا لڑکی کے ھاتھ میں روٹی یا کچھ اور کھانے کی چیز دیکھتے ھیں ، طمع سے دم اور سر ھلاتے ھیں ۔ اگر اس نے حیا سے ایک آدھ ٹکڑا ان کے آگے ڈال دیا، کس طرح جلد دوڑ کر اس کو اٹھا لیتے ھیں کہ دوسرا لینے نہ پاوے ۔ یہ سب بدیاں انسانوں میں بھی ھیں ، اس موافقت کے باعث کتے اپنے ابنائے جنس کو چھوڑ کر ان سے جا ملے ھیں اور درندوں کی گرفتاری کے واسطے ان کی مدد و اعانت کرتے ھیں ۔

بادشاہ نے کہا ، کتے کے سوا اور بھی کوئی درند ایسا ھے کہ آدمیوں سے موافقت اور دوستی رکھتا ھو ؟ ریچھ نے کہا ، بلی بھی ان سے نہایت مالوف ھے ۔ بادشاہ نے پوچھا ، اس کی موافقت کا کیا سبب ھے ؟ ریچھ نے کہا ، اس کا بھی یہی ایک سبب ھے کہ طبیعت اس کی اور انسانوں کی موافق ھے ۔ بلی کو حرص و رغبت اقسام اقسام کے کھانے کی مثل آدمیوں کے ھے ۔ بادشاہ نے کہا ، ان کے نزدیک اس کا کیا حال ھے؟ ریچھ نے کہا ، یہ کتے سے کچھ بہتر رھتی ھے، اس واسطے کہ ان کے گھروں میں جاکر فرش پر سوتی اور کھانے

آگے وقت دسترخوان پر جاتی ہے، جو کچھ وہ آپ کھاتے ہیں اس کو بھی دیتے ہیں ـ اور جو کبھی یہ فرصت پاتی ہے توکھانے پینے میں ان کے چوری بھی کرتی ہے ، مگر کتے اس کو نہیں چھوڑتے کہ مکانوں میں جانے پاوے ـ اسی واسطے کتے اور بلی میں حسد و بغض رہتا ہے ؛ کتے جس وقت اس کو دیکھتے ہیں اپنی جگہ سے جست کرکے اس طرح حملہ کرتے ہیں کہ اگر پاویں تو چھیچھڑا چھیچھڑا کریں اور کھا جاویں اور بلی جس وقت کتوں کو دیکھتی ہے منہ نوچتی اور دم اور بال ان کے کھسوٹتی ہے ـ نہایت غصے اور غضب سے پھولتی اور بڑھ جاتی ہے ـ اس کا سبب یہی ہے کہ یہ بھی ان کی دشمن ہے ـ

شیر نے پوچھا ، ان دو کے سوا کوئی اور بھی ان سے مانوس ہے ؟ ریچھ نے کہا چوہے بھی ان کے گھروں اور دوکانوں میں جاتے ہیں مگر ان کو آدمیوں سے انسیت نہیں ہے بلکہ وحشت کرتے اور بھاگتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ان کے جانے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا، یہ بھی اقسامِ کے کھانے پینے کی رغبت سے جاتے ہیں ـ بادشاہ نے پوچھا، کوئی جانور اور بھی ان کے یہاں جاتا ہے؟ ریچھ نے کہا، نیولے بھی کچھ چوری چھپے کچھ چرانے اور لے بھاگنے کے واسطے جاتے ہیں ـ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ ان کے سوا کوئی اور بھی ان کے گھروں میں جاتا ہے ؟ ریچھ نے کہا اور کوئی نہیں جاتا مگر آدمی زبردستی سے چیتوں اور بندروں کو پکڑ لے جاتے ہیں ـ پر یہ وہاں جانے سے راضی نہیں ہیں ـ

بادشاہ نے پوچھا کہ بلی اور کتے کس وقت سے انسانوں سے مانوس ہوئے ہیں؟ ریچھ نے کہا ، جس وقت سے بنی قابیل بنی ہابیل پرغالب آئے ـ بادشاہ نے کہا ، یہ احوال کیوں کر ہے ؟ اسے بیان کر ـ ریچھ نے کہا جس گھڑی قابیل نے اپنے بھائی کو جس کا نام ہابیل تھا ، قتل کیا ، بنی ہابیل نے بنی قابیل سے قصاص چاہا اور ان سے لڑائی کی ـ آخر

بنی قابیل غالب آئے، شکست دے کر تمام مال ان کا لوٹ لیا اور
مواشی، بیل، اونٹ، گدھے، خچر سب لوٹ کر بہت مال دار
ہوگئے ۔ آپس میں دعوتیں کیں، طرح طرح کے کھانے پکوائے ۔
حیوانوں کو ذبح کرکے کلے، پائے ان کے جابجا اپنے ہر ایک شہر اور
گاؤں کے گرد بہ گرد پھکوائے ۔ بلی اور کتوں نے جو یہ گوشت کی
کثرت اور کھانے پینے کی وسعت دیکھی اپنے ابنائے جنس کو چھوڑ
کر رغبت سے ان کی بستیوں میں آئے اور معین و مددگار ہوئے ۔ آج
تک ان سے ملے جلے رہتے ہیں ۔

شیر نے جب یہ قصہ سنا نہایت متاسف ہوکر کہا، لاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم انا للہ و انا الیہ راجعون ۔
اور کئی بار اس کلمے کو بہ تکرار کہا ۔ ریچھ نے بادشاہ سے پوچھا
کہ بلی اور کتوں نے جو اپنے ابنائے جنس سے مفارقت کی، آپ کو
اس کا افسوس کیا ہے ؟ شیر نے کہا، مجھے ان کے جانے کا کچھ
افسوس نہیں ہے، مگر تاسف اس بات کا ہے کہ حکیموں نے کہا
ہے، بادشاہوں کے واسطے انتظام و بندوبست میں اس سے زیادہ
کوئی فساد و نقصان نہیں ہے کہ ان کی فوج کے مددگار جدا ہوکر
دشمن سے جا ملیں ۔ اس واسطے کہ یہ جاکر اس کو اوقات غفلت
اور تمام نیک و بد اور سارے بھید سے اطلاع کردیں گے اور ہر ایک
امر سے اسے آگاہ کرکے راہیں پوشیدہ اور بہت سے مکر بتلا
دیویں گے ۔ یہ سب بادشاہوں کے واسطے اور فوج کے لیے نہایت
فساد عظیم ہے ۔ خدا ان بلی اور کتوں میں کبھی برکت نہ کرے ۔

ریچھ نے کہا، جو کچھ بادشاہ نے چاہا خدا نے وہی کتوں
کے ساتھ کیا اور بادشاہ کی دعا قبول کی ۔ ان کی نسل سے خیر و برکت
اٹھا کر بکریوں کو دی ۔ بادشاہ نے کہا، یہ کیوں کر ہے،
اسے بیان کر ۔ ریچھ نے کہا، اس واسطے کہ ایک کتیا پر بہت سے

کتے جمع ہوکر پیٹ رکھاتے ہیں - جننے کے وقت نہایت شدت و محنت سے آٹھ دس بچے اور کبھی اس سے بھی زیادہ جنتی ہے - مگر کبھی کسی نے بستی یا جنگل میں کتوں کا بہت سا غول نہ دیکھا حالاں کہ انھیں کوئی ذبح بھی نہیں کرتا - اور بکریاں باوجود اس کے کہ تمام سال میں ایک یا دو بچے جنتی ہیں اور ہمیشہ ذبح ہوتی ہیں ، پھر بھی گلے کے گلے جنگلوں اور بستیوں میں نظر آتے ہیں کہ شمار نہیں ہوسکتا - اس کا سبب یہ ہے کتے اور بلی کے بچوں کو کھانے کے باعث بہت سی آفتیں پہنچتی ہیں اور کھانے کے اختلاف کے سبب وے امراض مختلف کہ کسی درند کو نہیں ہوتے ، انھیں ہوتے ، ہیں اور اپنی بدی اور آدمیوں کی ایذا کے باعث زندگی بھی ان کی اور ان کی اولاد کی کم ہوتی ہے - اسی واسطے ذلیل و خراب ہیں - بعد اس کے شیر نے کلیلہ سے کہا کہ تو اب رخصت ہو ، وہاں جنوں کے بادشاہ کے رو بہ رو جا کر جس بات کے واسطے مقرر ہوا ہے ، اس کا سرانجام کر -

———

فصل دوسرے قاصد کے بیان میں

دوسرے قاصد نے جس گھڑی طائروں کے بادشاہ، شاہ مرغ[1] کے پاس جاکر احوال ظاہر کیا، اس نے ماجرا حیوانوں کا سن کر حکم کیا کہ سب طائر آن کر حاضر ہوں۔ چناں‌چہ انواع و اقسام کے طائر، جنگلی، پہاڑی، دریائی، نہایت کثرت سےکہ جن کا شمار خدا کے سوا کوئی نہ جانے، بہ موجب حکم کے آکر جمع ہوئے۔ شاہ مرغ نے ان سے کہا کہ آدمی دعویٰ کرتے ہیں کہ سب حیوانات ہمارے غلام اور ہم ان کے مالک ہیں، اس واسطے بہت حیوان جنوں کے بادشاہ کے سامنے انسانوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ بعد اس کے طاؤس وزیر سے کہا کہ طائروں میں کون گویا و فصیح زیادہ ہے کہ وہاں بھیجنے کے لائق ہو اور انسانوں سے جاکر مناظرہ کرے؟ طاؤس نے کہا، یہاں طائروں کی جماعت حاضر ہے جس کو فرمائیے وہاں جاوے۔ شاہ مرغ نے کہا، مجھے سب کا نام بتلادے کہ میں انھیں پہچانوں۔ طاؤس نے کہا، ہد ہد، مرغ، کبوتر، تیتر، بلبل، کبک، سرخاب، ابابیل، کوا، کلنگ، سنگ خوارہ، کنجشک، فاختہ، قمری، سمولا، بط، بگلہ، مرغابی، ہزار داستان، شتر مرغ وغیرہ یہ سب حاضر ہیں۔

۱۔ بابا عبدالحق کے یہاں صرف مرغ ہے، بقیہ تمام نسخوں میں شاہ مرغ ہے۔

شاہ مرغ نے طاؤس سے کہا کہ ایک ایک کو مجھے دکھادے
کہ میں دیکھوں اور ہر ایک کی خصلت و صفت معلوم کروں کہ
اس کام کے واسطے کون لائق ہے - طاؤس نے کہا ، ہدہد جاسوس
مصاحب سلیمان ابن داؤد کا یہ ہے کہ لباس رنگ برنگ کے پہنے
ہوئے بیٹھا ہے - وقت بولنے کے اس طرح جھکتا ہے کہ گویا
رکوع اور سجدہ کرتا ہے - نیکی کے واسطے حکم کرتا اور بدی کو
منع کرتا ہے - اسی لیے سلیمان ابن داؤد کو شہر سبا کی خبر پہنچائی
اور یہ کہا کہ میں نے جو عجائب و غرائب جہاں کے دیکھے
ہیں وہ آپ نے بھی نہیں دیکھے ؛ چناں‌چہ شہر سبا سے ایک خبر
لایا ہوں آپ کے واسطے کہ ہرگز جھوٹ کا اس میں دخل نہیں ؛
وہاں ایک رنڈی ہے کہ جس کے جاہ وحشم کے بیان میں زبان قاصرہے،
سلطنت اس ملک کی اسی کے اختیار میں ہے اور ایک تخت نہایت
بڑا ہے کہ اس پر بیٹھی ہے - غرض تمام جہان کی نعمتیں اس کے
یہاں موجود ہیں ، کسی چیز کی کمی نہیں ، مگر وہ اور اس کی
قوم کے لوگ سخت گمراہ ہیں ، خدا کو نہیں مانتے ، آفتاب کو
سجدہ کرتے ہیں - شیطان نے از بسکہ ان لوگوں کو گمراہ کیا ہے
ضلالت کو عین عبادت جانتے ہیں -

خالق کریم کو (جس نے پیدا کیا زمین و آسمان و عرش - اور
تمام ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہے) چھوڑ کر آفتاب کو کہ یہ بھی
اس کے نور کا ایک ذرہ ہے ، خدا جانتے ہیں حالاں کہ قابل پرستش
کے اس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں ہے -

مرغ اذان کہنے والا یہ ہے کہ تاج سر پر رکھے ہوئے دیوار

---

۱ - قدیم زمانے میں رنڈی عورت کے لیے مستعمل تھا اور اب اردو
میں طوائف کے معنوں میں آتا ہے -

پر کھڑا ہے : آنکھیں سرخ ، بازو پھیلائے ہوئے ، دم اٹھی ہوئی ، نہایت غیور اور سخی ہمیشہ تکبیر و تہلیل میں رہتا ہے ۔ نماز کا وقت پہچانتا اور ہمسایوں کو یاد دلاتا اور نصیحت کرتا ہے ۔ صبح کے وقت اپنی اذان میں یہ کہتا ہے ، اے ہمسائے کے رہنے والو ! یاد کرو اللہ کے تئیں ، بہت دیر سے سوتے ہو ، موت اور خرابی کو یاد نہیں کرتے ، دوزخ کی آگ سے خوف نہیں کرتے ، بہشت کے مشتاق نہیں ہوتے ، اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے ۔ یاد کرو اس شخص کو کہ سب لذتوں کو نیست و نابود کرے گا ۔ عاقبت کی راہ کا توشہ طیار کرو ۔ اگر چاہتے ہو کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہو تو عبادت و پرہیزگاری کرو ۔

اور تیتر ندا کرنے والا یہ ٹیلے پر کھڑا ہوا ہے ۔ رخسارے سفید ، بازو ابلق ، رکوع اور سجدوں کی کثرت سے خمیدہ قامت ہو رہا ہے ۔ ندا کے وقت غافلوں کو یاد دلاتا اور بشارت دیتا ہے ۔ بعد اس کے یہ کہتا ہے ، شکر کرو اللہ کی نعمتوں کا کہ نعمت زیادہ ہو اور خدا پر بدگمانی نہ کرو ۔ اور کثرت مناجات میں خدا سے یہ دعا مانگتا ہے ، یا اللہ پناہ میں رکھ مجھے شکاری جانوروں اور گیدڑوں اور آدمی کی بدی سے اور طبیب جو میرے گوشت کھانے کے واسطے مریضوں سے فائدہ بیان کرتے ہیں ، اس سے بھی مجھے محفوظ رکھ کہ اس میں میری زندگی نہیں ہے ۔ یاد کرتا ہوں میں ہمیشہ خدا کے تئیں صبح کے وقت ، ندائے حق کرتا ہوں کہ سب آدمی سنیں اور نیک نصیحت پر عمل کریں ۔

کبوتر ہدایت کرنے والا یہ ہے کہ نامہ لے کر دور دور شہروں کی سیر کرتا ہے ، اور کبھی اڑتے وقت نہایت افسوس سے یہ کہتا ہے ، وحشت ہے بھائیوں کی جدائی سے اور اشتیاق ہے دوستوں کی ملاقات کا ، یا اللہ ! ہدایت کر مجھے وطن کی طرف کہ

دوستوں کی ملاقات سے خوشی حاصل ہو ۔

اور کبک[1] یہ ہے کہ پھولوں اور درختوں میں ہمیشہ باغ کے بیچ خوش خرامی کرتی اور نپٹ خوش آوازی سے نغمہ سرائی میں مشغول رہتی ہے ۔ ہمیشہ وعظ و نصیحت سے یہ کہتی ہے ۔ اے عمر و بنیاد کے فنا کرنے والے! باغ میں درختوں کے لگانے والے، شہر میں گھروں کے بنانے والے ، بلندی کے بیٹھنے والے ! زمانے کی سختی سے کیوں غافل ہے ؟ پرہیز کر ، کسی دم خالق کو نہ بھول ۔ یاد کر اس دن کو ، یہ عیش اور مکان چھوڑ کر گور کے اندر سانپ اور بچھوؤں میں جاکر پڑے گا ۔ اگر اس وطن کے چھوڑنے کے آگے ابھی سے خبردار ہو رہے تو بہتر ہے کہ وہاں اچھے مکان میں پہنچے ، نہیں تو خرابی میں پڑے گا ۔

اور سرخاب یہ ہے ۔ جس طرح کہ خطیب منبر پر چڑھتا ہے ، اسی طرح یہ بھی دوپہر کے وقت ہوا میں بلند ہو کر زراعت کے انباروں پر جا کر انواع و اقسام کے نغمے نپٹ خوش آوازی سے کرتا ہے اور اپنے خطبے میں یہ کہتا ہے ، کہاں ہیں وہ ارباب تجارت اور اہل زراعت کہ ایک دانہ بونے میں خدا کی رحمت سے بہت سی منفعت اٹھاتے تھے؟ اے صاحبو ! خدا کے خوف سے عبرت کرو ، موت کو یاد کرکے مرنے کے قبل اس کی عبادت کا حق بجا لاؤ اور اس کے بندوں کے ساتھ نیکی اور احسان کرو ۔ بخل کے باعث یہ خیال جی میں نہ لاؤ کہ آج ہمارے یہاں کوئی فقیر محتاج نہ آوے ، اس واسطے کہ جو آج کے دن نیکی کا درخت

---

[1] ۔عبدالحق کے نسخے میں ''کبک یہ کہتا ہے'' ہے جو کسی بھی نسخے میں نہیں ملتا ۔

بٹھاوے گا[1] کل اس کا پھل اور مزہ اٹھاوے گا ۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ، جو کہ اس میں نیک عمل کی زراعت کرے گا فائدہ اس کا عاقبت میں پاوے گا ، اگر کوئی عمل بدکرے گا گھاس پھوس کی مانند آتش دوزخ میں جلے گا ۔ یاد کرو اس دن کو کہ خدا کافروں کو مومنوں سے جدا کرکے جہنم کی آگ میں ڈالے گا اور مومنوں کو بہشت میں پہنچاوے[2] گا ۔

بلبل حکایت کرنے والی یہ شاخ درخت پر بیٹھی ہوئی ہے ۔ چھوٹا سا جسم ، اڑنے میں جلد ، رخسارے سفید ، داھنے بائیں ہر وقت متوجہ رھتی ہے ۔ نہایت فصاحت و خوش الحانی سے نغمہ پردازی کرتی اور باغوں میں انسانوں کے ساتھ گرم صحبت رھتی ہے ۔ بلکہ ان کے گھروں میں جاکر ھم کلام ھوتی ہے ۔ جس وقت کہ وہ یاد الٰہی سے غافل ھوکر لہو و لعب میں مشغول ھوتے ھیں وعظ و نصیحت سے کہتی ہے ، سبحان اللہ ! کتنے غافل ھوکہ اس چند روز کی زندگی پر فریفتہ ھو کر حق کی یاد سے غفلت کرتے ھو ۔ اس کے ذکر میں کیوں نہیں مشغول ھو ۔ ؟ یہ نہیں جانتے ھو کہ تم سب مرنے کے واسطے پیدا ھوئے ھو ؟ بوسیدہ ھونے کے لیے پرورش ھوئے ، فنا ھونے کے واسطے جمع ھوئے ھو ۔ یہ گھر خراب ھونے کے واسطے بناتے ھو ۔ کب تک اس دنیا کی نعمت پر فریفتہ ھوکر لہو و لعب میں مصروف رھو گے ؟ آخر کل مرجاؤ گے ، مٹی میں دفن ھوگے ۔ اب بھی ھوشیار ھو ، نہیں جانتے ھو کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا ۔ ابرھہ جو سردار اس گروہ کا تھا،

---

۱ ۔ بابا عبدالحق نے اصلاح کرکے ''بٹھلائے گا'' کر دیا ہے، صفحہ ٦٢۔

۲ ۔ نسخہ بابا عبدالحق میں ''ڈالے گا'' صفحہ ٦٢ ۔ اور بقیہ نسخوں میں ''پہنچاوے گا'' درج ہے ۔

چاھتا تھا کہ مکر و غدر سے خانۂ خدا کو منہدم کرے ۔ بہت سے لوگوں کو ھاتھیوں پر بٹھلا کر متوجہ بیت اللہ کا ھوا ، آخر خدا نے ان کے مکر و غدر کو باطل کیا ۔ گروہ کے گروہ طائروں کے ان پر مسلط کیے ۔ طائروں نے سنگریزے لے کر اس طرح سے سنگ افشانی کی کہ سب کو ھاتھیوں سمیت کرم خوردہ پتے کی مانند کر دیا ، بعد اس کے کہتی ھے ، الٰہی ! محفوظ رکھ مجھ کو لڑکوں کی حرص اور تمام حیوانوں کے شر سے ۔

کوا کاھن یعنی اخبار غیب کا ظاھر کرنے والا یہ ھے ۔ سیہ فام ، پرھیزگار ، ھر ایک چیز کی خبر کہ ھنوز ظاھر نہیں ھوئی ھے ، بیان کرتا ھے ۔ ھر وقت یاد الٰہی میں مصروف رھتا اور ھمیشہ سیرو سفر میں اوقات بسر کرتا ھے ۔ ھر ایک دیار میں جا کر آثار قدیم کی خبر لیتا ھے ۔ غفلت کی آفتوں سے غافلوں کو ڈراتا اور وعظ و نصیحت سے یہ کہتا ھے ، پرھیزگاری کرو اور خوف کرو اس روز سے کہ گور میں بوسیدہ ھو جاؤ گے ۔ اعمال کی شامتوں سے پوست کھینچے جاویں گے ۔ اب گمراھی سے اس دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ھو ؛ حکم الٰہی سے بھاگ کر کہیں ٹھکانا اور مخلصی نہیں ھے ۔ اگر رھائی چاھتے ھو تو صلوٰۃ و دعا میں مشغول ھو ۔ شاید اللہ تعالیٰ رحم کرکے بلا سے[۱] محفوظ رکھے ۔

ابابیل ھوا میں سیر کرنے والی یہ ھے کہ اڑنے میں سبک ، پاؤں چھوٹے ، بازو بڑے ۔ بیشتر آدمیوں کے گھروں میں رھتی اور وھاں اپنے بچوں کو پرورش کرتی ھے ۔ ھمیشہ صبح و شام دعا و استغفار پڑھتی ھے ۔ سفر میں بہت دور نکل جاتی ھے گرمی کے دنوں میں

---

۱ ۔ نسخۂ بابا عبدالحق میں "بلا سے" نہیں ھے

سرد مکانوں میں اور جاڑوں میں گرم مکانوں میں سکونت اختیار کرتی ہے ۔ ہمیشہ تسبیح و دعا میں یہی ورد رکھتی ہے ، پاک ہے وہ جس نے پیدا کیا دریا اور زمین کو ۔ پہاڑوں کا قائم کرنے والا ، نہروں کا جاری کرنے والا ، موافق قدر[1] کے مقدر کے رزق و موت کا مقدر کرنے والا کہ اس سے ہرگز تجاوز نہیں ہوتا ۔ وہی سفر میں مسافروں کا مددگار ہے ؛ مالک ہے تمام روے زمین اور ساری مخلوقات کا ۔ بعد اس تسبیح و دعا کے کہتی ہے کہ ہر ایک دیار[2] میں ہم گئے ، سب بندوں کو دیکھا اور اپنے وطن میں پھر آئے ۔ پاک ہے وہ جس نے نر اور مادہ کو جمع کرکے اولاد کی کثرت عطا کی اور زاویۂ نیستی سے نکال کر لباس ہستی کا پہنایا ۔ حمد ہے واسطے اس کے کہ پیدا کرنے والا تمام بندوں کا اور عطا کرنے والا نعمتوں کا ہے ۔

اور کلنگ نگہبانی کرنے والا یہ میدان میں کھڑا ہے ؛ گردن لنبی ، پاؤں چھوٹے ، اڑنے کے وقت آدھے آسمان تک پہنچتا ہے ، رات کو دو مرتبے نگہبانی کرتا اور حمد الٰہی میں تسبیح کرتا اور کہتا ہے : پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنی قدرت سے ہر ایک حیوان کا جوڑا بنایا کہ آپس کے ملنے سے توالد و تناسل ہو اور اپنے خالق کی یاد کریں ۔

اور سنگ خوارہ خشکی کا رہنے والا یہ ہے ہمیشہ جنگل بیابان میں رہتا ہے ، صبح و شام یہ ورد رکھتا ہے ؛ پاک ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو ۔ وہی پیدا کرنے والا افلاک اور بروج اور ستاروں کا کہ یہ سب اسی کے حکم سے پھرتے ہیں ۔

---

۱ ۔ نسخۂ بابا عبدالحق "قدرت ۔"

۲ ۔ نسخۂ بابا عبدالحق میں 'دریا' لکھا ہے ۔

پانی کا برسانا ، ہوا کا چلانا ، رعد و برق کا ظاہر کرنا اسی کا کام ہے - وہی اٹھانے والا زمین سے بخارات کا جس کے سبب جہان کا انتظام ہے - عجب خالق ہے کہ بعد موت کے استخوان کہنہ و بوسیدہ کو زندہ کرتا ہے - سبحان اللہ! کیسا خالق ہے کہ زبان انسان کی اس کی حمد اور وصف میں قاصر ہے - کیا امکان کہ اس کی کنہ میں عقل کو رسائی ہو -

اور ہزار داستان خوش الحان یہ شاخ درخت پر بیٹھا ہوا ہے : چھوٹا سا جسم ، حرکت میں سبک ، خوش آواز ، حمد الٰہی میں اس طرح الحان سے نغمہ سرائی کرتا ہے : حمد ہے واسطے اللہ کے کہ صاحب قدرت و احسان ہے - یکتا ہے کہ کوئی اس کا ہمتا نہیں - بخشش کرنے والا، پوشیدہ اور ظاہر نعمتوں کا دینے والا - مثل دریا کے بے دریغ ہر ایک انسان کو فیضان نعمت سے سرفراز کرتا ہے - اور کبھی نہایت افسوس سے اس طور پر کہتا ہے : کیا خوش تھا وہ زمانہ کہ باغ میں پھولوں کی سیر تھی ، تمام درخت انواع و اقسام کے میووں سے لدے تھے -

اس میں شاہ مرغ نے طاؤس سے کہا کہ ان میں سے تیرے نزدیک کون صاحب لیاقت زیادہ ہے کہ وہاں اس کو بھیجیے تاکہ انسانوں سے جا کر مناظرہ کرے اور اپنے ہم جنسوں کا شریک ہووے - طاؤس نے کہا کہ یہ سب اس بات کی لیاقت رکھتے ہیں - اس واسطے کہ سب شاعر اور فصیح ہیں - مگر ہزار داستان ان میں زیادہ فصیح و خوش الحان ہے - شاہ مرغ نے اس کو حکم کیا کہ تو اب رخصت ہو کر وہاں جا اور توکل خدا پر کر کہ وہی ہر حال میں معین اور مددگار ہے -

---

(۱۳)

تیسرے قاصد کے بیان میں

تیسرے قاصد نے جس گھڑی مکھیوں کے سردار یعسوب کے پاس جاکر تمام احوال حیوانوں کا بیان کیا، یہ تمام حشرت الارض کا بادشاہ تھا، سنتے ہی اس نے حکم کیا کہ ہاں سب حشرات الارض حاضر ہوں۔ بہ موجب حکم کے، مکھیاں، مچھر، ڈانس، بھنگے، پسو بھڑ، پروانے غرض جتنے حیوان چھوٹے جسم کے کہ بازو سے اڑتے ہیں اور ایک سال سے زیادہ نہیں جیتے، آکر حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے جو خبر قاصد کی زبانی سنی تھی، ان سے بیان کی اور کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے کہ وہاں جاوے اور حیوانوں کی طرف ہو کر انسانوں سے مناظرہ کرے۔ سب نے عرض کیا کہ انسان کس چیز سے ہم پر فخر کرتے ہیں؟ قاصد نے کہا، وہ اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ قد و قامت ہمارے بڑے، قوت زیادہ رکھتے ہیں، ہر ایک چیز میں حیوانوں سے غالب ہیں۔ بھڑوں کے سردار نے کہا کہ ہم وہاں جاکر انسانوں سے مناظرہ کریں گے۔ مکھیوں کے رئیس نے کہا، ہم وہاں جاکر اپنی قوم کی نیابت کریں گے۔ مچھروں کے سردار نے کہا کہ ہم وہاں جاویں گے۔ ملخ کے سردار نے کہا کہ ہم وہاں جاکر اپنے ابنائے جنس کے شریک ہوکر انسانوں سے گفتگو کریں گے۔ اسی طرح ہر ایک اس بات پر مستعد ہوا۔

بادشاہ نے کہا، یہ کیا ہے کہ سب بے تامل و فکر وہاں جانے کا قصد کرتے ہیں۔ پشے کی جماعت نے عرض کیا کہ اے

بادشاہ ! بھروسا خدا کی مدد کا ہے اور یقین ہے کہ اس کی مدد سے
ہم ان پر فتح پاویں گے ۔ اس واسطے کہ اگلے زمانے میں بڑے بڑے
بادشاہ ظالم ہوئے ہیں ۔ خدا کی مدد سے ہم ان پر ہمیشہ غالب
رہے ہیں ۔ بارہار اس کا تجربہ ہوا ہے ۔ بادشاہ نے کہا ، اس
احوال کو بیان کرو ۔ مچھروں کے سردار نے عرض کیا کہ انسانوں
میں نمرود بادشاہ عظیم الشان تھا ؛ نہایت متکبر اور گمراہ کہ اپنے
دبدبے اور جاہ و حشم کے آگے کسی بشر کو خیال میں نہ لاتا ۔
ہمارے گروہ سے ایک پشہ کہ نہایت چھوٹا اور ضعیف البنیان تھا اس
نے ایسے بادشاہ کو ہلاک کیا ۔ باوجود جاہ و تمکنت کے کچھ اس
کا زور نہ چل سکا ۔ بادشاہ نے کہا ، تو سچ کہتا ہے ۔

بھڑ نے کہا ، جس وقت کوئی آدمی اپنے سلاحوں سے درست
ہوکر ہاتھ میں نیزہ، تلوار، چھری، تیر لے کر طیار ہوتا ہے ، ہم میں
سے اگر کوئی بھڑ جاکر اسے کاٹتی ہے اور سوئی کی نوک کے برابر
ڈنگ چبھوتی ہے ، اس وقت کیا حال اس کا تباہ ہوتا ہے ۔ بدن پھول
جاتا ہے ، ہاتھ پاؤں سست ہوجاتے ہیں ، حرکت نہیں کرسکتا بلکہ
اس سے[1] اپنی ڈھال تلوار کی بھی خبر نہیں رہتی ۔ بادشاہ نے کہا ،
سچ ہے ۔

مکھی نے کہا، جس وقت انسانوں کا بادشاہ نہایت حشمت وعظمت
سے تخت پر بیٹھتا ہے اور دربان چوکیدار نہایت جانفشانی اور
خیر خواہی سے گرد بگرد اس کے کھڑے ہوتے ہیں کہ کسی طرح
کا رنج اور اذیت اس کو نہ پہنچے، اس وقت اگر ایک مکھی اس کے
باورچی خانے یا جا ضرور سے نکل کر نجاست سے تمام جسم آلودہ اس

---

۱ — بابا عبدالحق نے اپنے نسخے میں اکثر جہاں جہاں "اس سے" لکھا
ہے وہاں اپنے نسخے میں "اسے" لکھا ہے ۔

کے بدن اور کپڑے پر جاکر بیٹھتی اور ایذا دیتی ہے ، ہرگز اتنی قدرت نہیں پاتے کہ اسے بچا سکیں ۔ بادشاہ نے کہا ، یہ سچ ہے ۔ مچھر نے کہا ، اگر کوئی آدمی اپنی مجلس میں یا پردے کے اندر یا مسہری لگا کر بیٹھے اور ہمارے گروہ سے کوئی جاکر اس کے کپڑوں میں گھس کر کاٹے تو کیا بے قرار ہو جاتا اور غصے میں آتا ہے ۔ مگر ہم پر کچھ زور نہیں چل سکتا ۔ اپنا ہی سر پیٹتا ہے اور منہ پر طمانچے مارتا ہے ۔

بادشاہ نے کہا ، یہ تم سچ کہتے ہو مگر جنوں کے بادشاہ کے سامنے ان چیزوں کا کچھ مذکور نہیں ہے ۔ وہاں عدل و انصاف و ادب و اخلاق و تمیز و فصاحت و بلاغت میں مناظرہ ہوتا ہے ۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ ان باتوں میں سلیقہ رکھتا ہو ؟ بادشاہ کی یہ بات سنتے ہی سب نے چپکے ہو کر سر جھکا لیا اور کچھ نہ کہا ۔

بعد اس کے ایک حکیم مکھیوں کی جماعت سے نکل کر بادشاہ کے سامنے آیا اور یہ کہا ، خدا کی مدد سے میں اس کام کے واسطے جاتا ہوں ۔ وہاں حیوانوں کا شریک ہوکر انسانوں سے مناظرہ کروں گا ۔ بادشاہ نے اور سب جماعت نے کہا ، جس چیز کا تونے ارادہ کیا ہے خدا اس میں مدد کرے اور دشمنوں پر تجھ کو غالب رکھے ۔ غرض کہ سب سامان سفر کا اس کو دے کر رخصت کیا ۔ یہ حکیم یہاں سے جا کر جنوں کے بادشاہ کے سامنے جہاں اور سب حیوانات انواع و اقسام کے حاضر تھے موجود ہوا ۔

چوتھے قاصد کے احوال میں

چوتھا قاصد جس وقت شکاری جانوروں کے بادشاہ عنقا کے پاس گیا اور اس احوال کو بیان کیا اس نے بھی حکم کیا کہ تمام جانور ہمارے گروہ کے حاضر ہوں ۔ بہ موجب حکم کے گدھ ، عنقا ، باز ، شاہین ، چیل ، آلو ، طوطے غرض سب جانور گوشت کھانے والے کہ پنجے اور منقار رکھتے ہیں ، فی‌الفور آکر حاضر ہوئے۔ عنقا نے ان سے حیوانوں کے مناظرے کا احوال بیان کیا ؟ بعد اس کے شنقار وزیر سے کہا کہ ان حیوانوں میں کون اس امر کے لائق ہے کہ وہاں اس کو بھیجیے تا انسانوں سے جا کر مقابلہ کرے اور اپنے ابنائے جنس کے مناظرے میں شریک ہووے ۔ وزیر نے کہا ، ان میں آلو کے سوا کوئی اس بات کی لیاقت نہیں رکھتا ۔ بادشاہ نے پوچھا ، اس کا کیا سبب کہ اس کے سوا اور کوئی اس کام کے لائق نہیں ہے ؟ ۔

وزیر نے کہا ، اس واسطے کہ سب شکاری جانور آدمیوں سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں اور ان کا کلام بھی نہیں سمجھتے اور آلو ان کی بستیوں کے قریب بلکہ اکثر پرانے مکانوں میں کہ ویران ہوگئے ہیں ، رہتا ہے ۔ زہد و قناعت اس میں اتنی ہے کہ کسی جانور میں نہیں — دن [۱] کو روزہ رکھتا اور خدا کے خوف سے روتا ہے ، رات

۱—یہ پوری عبارت بابا عبدالحق کے نسخے سے خارج کر دی گئی ہے ، دیگر تمام نسخوں میں موجود ہے ۔

کو بھی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔اور غافلوں کو ہوشیار کرتا ہے۔ اگلے بادشاہوں کو جو کہ مر گئے ہیں، یاد کرکے تاسف کرتا اور ان کے حسب حال یہ آیت پڑھتا ہے۔ کم ترکوا من جنات و عیون و زروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک و اورثناہا قوماً آخرین۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ باغ و چشمے، مکان و زراعت اور سب نعمتیں کہ جن کے سبب خوش رہتے تھے، چھوڑ گئے، اب مالک وہاں کے اور لوگ ہوئے۔

عنقا نے آلو سے کہا، شنقار نے جو تیرے واسطے تجویز کیا ہے تو اس میں کیا کہتا ہے، اس نے کہا شنقار سچ کہتا ہے، لیکن میں وہاں جا نہیں سکتا اس واسطے کہ سب آدمی مجھ سے دشمنی رکھتے اور دیکھنا میرا منحوس جانتے ہیں اور مجھ بے گناہ کو کہ ان کا قصور میں نے کچھ نہیں کیا، گالیاں دیتے ہیں۔ اگر وہاں مجھ کو مناظرے کے وقت دیکھیں گے تو اور مخالف ہو جاویں گے۔ مخالفت سے پھر لڑائی کی نوبت پہنچے گی۔ اس سے بہتر ہے کہ مجھ کو وہاں نہ بھیجے۔ عنقا نے پھر آلو سے پوچھا کہ ان حیوانوں میں اس کام کے واسطے کون بہتر ہے؟ اس نے کہا، آدمیوں کے بادشاہ و امیر باز و شاہین و چرغ کو بہت پیار کرتے ہیں اور بہ خواہش تمام ہاتھوں پر اپنے بٹھلاتے ہیں۔ بادشاہ اگر ان میں سے کسی کو وہاں بھیجے تو بہتر ہے۔

بادشاہ نے ان کی جماعت کی طرف دیکھ کر فرمایا، تمھارے نزدیک کیا صلاح ہے؟ باز نے کہا، آلو سچ کہتا ہے۔ مگر انسان ہماری بزرگی اس جہت سے نہیں کرتے کہ ہم کو ان سے کچھ قرابت ہے یا علم و ادب ہم میں زیادہ ہے جس کے سبب وہ عزیز جانتے ہیں۔ صرف اپنے فائدے کے واسطے ہم سے الفت کرتے ہیں۔ شکار ہمارا چھین کر اپنے تصرف میں لاتے ہیں، روز و شب لہو و لعب

میں مشغول[1] رہتے ھیں ۔ جس چیز کو خدا نے ان پر واجب کیا ھے کہ عبادت کریں اور روز قیامت کے حساب و کتاب سے ڈریں ، اس کی طرف التفات نہیں کرتے ۔ عنقا نے باز سے کہا کہ پھر تیرے نزدیک کس کا بھیجنا صلاح ھے ؟ اس نے کہا ، میرے نزدیک یہ ھے کہ طوطے کو وھاں بھیجیے ، اس واسطے کہ انسانوں کے بادشاہ وامیر اور سب چھوٹے بڑے عورت و مرد جاھل و عالم اس کو عزیز رکھتے اور اس سے باتیں کرتے ھیں ۔ جو کچھ یہ کہتا ھے سب متوجہ ھوکر سنتے ھیں ۔ بادشاہ نے طوطے سے کہا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح ھے ؟ اس نے کہا ، میں حاضر ھوں ، وھاں جا کر حیوانوں کی طرف سے انسانوں سے مناظرہ کروں گا ، لیکن میں چاھتا ھوں کہ بادشاہ اور سب جماعت مل کر میری مدد کریں ۔ عنقا نے کہا ، تو کیا چاھتا ھے ؟ اس نے کہا ، مجھے یہ منظور ھے کہ بادشاہ خدا سے یہ دعا مانگے کہ میں دشمنوں پر غالب رھوں ۔ بادشاہ نے بہ موجب اس کے کہنے کے خدا سے مدد کے واسطے دعا مانگی اور سب جماعتوں نے آمین کہی ۔

اُلو نے کہا ، اے بادشاہ ! اگر دعا قبول نہ ھو تو بے فائدہ رنج و محنت ھے ۔ اس واسطے کہ دعا اگر سب شرطوں کے ساتھ نہ ھووے تو اس کا نتیجہ کچھ ظاھر نہیں ھوتا ھے ۔ بادشاہ نے کہا دعا کے قبول ھونے کی شرطیں کیا ھیں ؟ انھیں بیان کر ۔ اُلو نے کہا ، دعا کے واسطے نیت صادق اور خلوص دل چاھیے جس طرح اضطرار کی حالت میں کوئی شخص خدا سے دعا مانگتا ھے اسی طرح دعا کے وقت خدا کی طرف دھیان رکھے اور چاھیے کہ دعا کے قبل

۱۔ بابا عبدالحق کے نسخے میں مصروف درج ھے صفحہ ۲۰ ، دوسرے نسخوں میں نہیں ھے ۔

نماز پڑھے ، روزہ رکھے ، غریب و محتاج سے کچھ نیکی کرے - جو
حالت غم و الم کی اس پر ھو جناب الٰہی میں اس کو عرض کرے -
سب نے کہا ، یہ سچ ہے - دعا میں یہ چیزیں ضرور ھیں -
بادشاہ نے تمام جماعت سے کہا کہ تم جانتے ھو آدمیوں نے
ایسا جور و ظلم حیوانوں پر کیا ھے کہ یہ غریب ان کے ھاتھوں
سے نہایت عاجز ھوئے ، یہاں تک کہ ھم سے باوجود دور ھونے کے
پناہ ڈھونڈھتے ھیں اور ھم با وصف اس کے کہ انسانوں سے قوت و زور
زیادہ رکھتے اور آسمان تک اڑتے ھیں پر ان کے ظلم سے بھاگ کر
پہاڑوں اور دریاؤں میں آکر چھپے - اور بھائی ھمارا شنقار ان سے بھاگ
کر جنگل میں جارھا ، ان کے ملک کا رھنا چھوڑ دیا - تس پر بھی
ان کے ظلم سے مخلصی نہیں پاتے - لاچار ھوکر مناظرے کی نوبت پہنچی -
اگرچہ ھم اتنے قوی ھیں کہ ھم میں سے ایک جانور اگر چاھے تو
کتنے انسانوں کو اٹھالے جاوے اور غارت کرے لیکن نیکوں کو نہ
چاھیے کہ ایسی بدی کریں اور ان کی بد افعالی پر لحاظ رکھیں -
دیدہ و دانستہ ھم طرح دیتے اور خدا کو سونپتے ھیں ، اس واسطے کہ
دنیا میں لڑنے بھڑنے سے کچھ فائدہ نہیں - اس کا ثمرہ و نتیجہ آخرت
میں پاویں گے -
بعد اس کے کہا ، کتنے جہاز ایسے ھیں کہ باد مخالف کے
سبب تباھی میں آگئے - پس ھم انھیں روبراہ لائے اور کتنے بندے
ایسے ھیں کہ باد تند نے کشتیاں ان کی توڑیں ، وہ غوطے کھا کر
ڈوبنے لگے ، ھم نے انھیں کنارے پر پہنچایا - اس واسطے کہ حق تعالیٰ
ھم سے راضی و خوشنود ھو اور اس طرح ھم اس کی نعمتوں کا
شکر بجا لاویں کہ اس نے ھمیں قوی جثہ کیا ھے اور زور و قوت
بخشی ھے - وھی بہر صورت ھمارا معین و مددگار ھے -

———

پانچویں قاصد کے احوال میں

پانچویں قاصد نے جس گھڑی دریائی جانوروں کے بادشاہ کے روبرو جاکر مناظرے کی خبر پہنچائی ، اس نے بھی اپنے تمام توابع و لواحق کو جمع کیا ۔ چناں‌چہ مچھلی ، مینڈک ، نہنگ ، دلفین[1] ، کچھوا وغیرہ سب دریائی جانور رنگ برنگ کی شکلوں اور صورتوں کے بہ مجرد حکم کے حاضر ہوئے ۔ بادشاہ نے جو کچھ قاصد کی زبانی سنا تھا ان سے بیان کیا ۔ بعد اس کے قاصد سے کہا اگر انسان اپنے تئیں قوت و شجاعت میں ہم سے بہتر جانتے ہوں تو میں ابھی جاکر ایک دم میں سب کو جلا پھونک دوں اور دم کے زور سے کھینچ کر نگل جاؤں ۔ قاصد نے کہا ، وہ ان میں کسی چیز کا فخر نہیں کرتے ، مگر اپنے تئیں اس بات میں غالب جانتے ہیں کہ ہم عقل و دانائی رکھتے ہیں ؛ ہر ایک علم و فن سے واقف اور بہت سی صنعتیں اور تدبیریں جانتے ہیں ، عقل و تمیز ہماری سی کسی میں نہیں ہے ۔

بادشاہ نے کہا ، ان کے علم اور صنعتوں کا احوال مفصل بیان کر کہ ہم بھی معلوم کریں ۔ قاصد نے کہا ، کیا بادشاہ کو معلوم نہیں کہ وہ اپنے علم اور دانائی سے دریاے قلزم کے اندر جاکر اس کی تہہ سے جواھر نکالتے ہیں ۔ حیلے اور مکر سے پہاڑ پر

---

۱ ۔ Dolphin سے معرب دلفین ہے ۔

چڑھ کر گدھوں اور عقابوں کو پکڑ کر نیچے اتار لاتے ھین ۔ اس طرح اپنے علم اور دانائی سے لکڑیوں کا ھل بنا کر بیلوں کے کاندھے پر رکھتے اور بھاری اسباب ان کی پیٹھ پر لاد کر مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک لے جاتے ھیں ۔ تمام جنگل اور بیابان طے کرتے ھیں ، فکر و دانائی سے کشتیاں بنا کر اسباب چڑھاتے ھیں اور دریا دریا لیے پھرتے ھیں ۔ پہاڑوں اور ٹیلوں پر جا کر اقسام اقسام کے جواھر اور سونا ، چاندی ، لوھا ، تانبا اور بہت سی چیزیں زمین سے کھود کر نکالتے ھیں ۔ اگر ایک آدمی کسی نہر یا وادی کے کنارے پر جا کر ایک طلسم علم کے زور سے بنا دیوے پھر ھزار نہنگ اور اژدھے اگر اس جگہ جاویں مقدور نہیں کہ وھاں گزر کرسکیں مگر جنوں کے بادشاہ کے روبرو عدل و انصاف و حجت و دلیل کا چرچا ھے ۔ قوت و زور ، حیلہ و مکر کا کچھ مذکور نہیں ۔

بادشاہ نے جس وقت قاصد کی زبانی یہ سب سنا ، جتنے اس کے گرد و پیش بیٹھے تھے سب کی طرف متوجہ ھو کر کہا کہ اب تمھارے نزدیک کیا تدبیر ھے ؟ کون شخص وھاں جا کر انسانوں سے مناظرہ کرے گا ؟ کسی نے بھی جواب نہ دیا مگر دلفین کہ دریاے شور میں رھتا ھے اور آدمیوں کے ساتھ نہایت الفت رکھتا ھے ، جو شخص ڈوبتا ھے اس کو پانی سے نکال کر کنارے پر ڈال دیتا ھے ، اس نے عرض کیا کہ دریائی جانوروں میں اس کام کے واسطے مچھلی مناسب ھے ، اس واسطے کہ وہ جسم میں بڑی ، صورت میں اچھی ، منہ پاکیزہ ، رنگ سفید ، بدن درست ، حرکت میں جلد ، پیرنے میں حد سے باھر ، شمار میں سب دریائی جانوروں سے زیادہ ، اولاد کی کثرت کہ تمام ندی، نالے، دریا، تالاب بھر جاتے ھین ۔ آدمیوں کے نزدیک اس کا مرتبہ بھی بڑا ھے ، اس واسطے

کہ اس نے ایک بار ان کے نبی کو اپنے پیٹ میں پناہ دی اور پھر
بہ حفاظت ان کو مکان پر پہنچا دیا - سب آدمیوں کو اعتقاد ہے
کہ تمام زمین اس کی پیٹھ پر قائم ہے -

بادشاہ نے مچھلی سے پوچھا ، تو اس میں کیا کہتی ہے ؟
اس نے کہا ، میں وہاں کسی طرح نہیں جاسکتی ہوں اور
انسانوں سے مناظرہ بھی نہیں کرسکتی - اس واسطے کہ میرے
پاؤں نہیں ہیں کہ وہاں تک پہنچوں اور نہ زبان ہے کہ ان سے
ہم کلام ہوں - پیاس کی مجھ کو تاب نہیں - پانی سے اگر ایک دم
جدا رہوں ، حالت تباہ ہو جاوے - میرے نزدیک اس کام کے لیے
کچھوا بہتر ہے کیوں کہ وہ پانی سے جدا ہوکر خشکی میں بھی
رہتا ہے - اس کے نزدیک دریا اور خشکی کا رہنا برابر ہے - اس
کے سوا بدن بھی اس کا مضبوط اور پیٹھ سخت ہے ، نہایت بردبار
اذیت و رنج کا متحمل ہوتا ہے -

بادشاہ نے کچھوے سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح
ہے ؟ اس نے کہا ، یہ کام مجھ سے بھی نہیں ہوسکے گا - چلنے کے
وقت میرے پاؤں بھاری ہوجاتے ہیں اور راستہ دور ہے - میں کم گو
بھی ہوں کہ زیادہ کلام مجھ سے نہیں ہوسکتا - اس کے واسطے
دلفین بہتر ہے کیوں کہ وہ چلنے میں نہایت قوی ، گویائی کی قدرت
زیادہ رکھتا ہے -

بادشاہ نے پھر دلفین سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا صلاح
ہے ؟ اس نے کہا ، اس امر کے لیے کینکڑا مناسب ہے ، اس واسطے
کہ پاؤں اس کے بہت سے ہیں - چلنے اور دوڑنے میں جلد ، چنگل
تیز ، ناخن سخت ، پیٹھ مضبوط ، گویا زرہ پوش ہے - بادشاہ نے
کینکڑے سے کہا ، اس نے جواب دیا کہ میں وہاں کس طرح

جاؤں ، ڈیل ڈول میرا بھدیسلا [1] ، پیٹھ کبڑی صورت نپٹ زبون ، ایسا نہ ہو کہ وھاں میری ھنسی ھو ۔ بادشاہ نے کہا کہ تیری ھنسی کیوں ھوگی ؟ تجھ میں کیا عیب ھے ؟ کینکڑے نے کہا کہ وہ سب مجھے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ حیوان بے سر کیا ھے ؟ آنکھیں گردن پر ، منہ سینے میں ، کلے دونوں طرف سے پھٹے ہوئے ، پاؤں آٹھ ، وے بھی ٹیڑھے ۔ منہ کے بھل چلتا ، گویا سرب کا بنا ھے ۔ سب دیکھ کر مجھے مسخرا بناویں گے ۔

بادشاہ نے کہا کہ پھر وھاں جانے کے لیے کون بہتر ھے ؟ کینکڑے نے کہا ، میرے نزدیک نہنگ اس کام کے واسطے بہت مناسب ھے کیوں کہ پاؤں اس کے مضبوط اور چلتا بہت ھے ۔ دوڑ میں جلد ، منہ بڑا ، زبان لمبی ، دانت بہت سے ، بدن سخت ، نہایت بردبار ، مطلب کے واسطے انتظار بہت کرتا ھے ، کسی چیز میں جلدی نہیں کرتا ۔ بادشاہ نے مگر سے پوچھا ۔ اس نے کہا ، میں اس کام کے واسطے ھرگز مناسب نہیں ھوں ، اس واسطے کہ مجھ میں غصہ بہت ھے ؛ کودنا ، پھاندنا ، جس چیز کو پانا لے بھاگنا ، یہ سب عیب ھیں ۔ غرض کہ سرا سر غدار و مکار ھوں ۔ قاصد نے یہ سن کر کہا وھاں جانے کے واسطے کچھ زور و قوت و مکر کا کام نہیں بلکہ عقل و وقار ، عدل و انصاف ، فصاحت و بلاغت یہ سب چیزیں چاھئیں ۔

مگر نے کہا ، مجھ میں یہ کوئی خصلت اور وصف نہیں مگر میرے نزدیک اس کام کے واسطے مینڈک بہتر ھے ، اس واسطے کہ وہ حلیم اور صابر و زاھد ھے ۔ رات دن خدا کی یاد میں تسبیح پڑھتا

---

۱ ۔ ھرنسخے میں بھدیسلا ھے مگر بابا عبدالحق نے "بھدبھدا میلا" لکھا ھے جو اور نسخوں میں نہیں ھے ، صفحہ ۷۵ ۔

اور صبح و شام نماز روزے میں مشغول رھتا ھے ۔ آدمیوں کے
گھروں میں بھی جاتا ھے ۔ بنی اسرائیل کے نزدیک اس کی قدر و
منزلت زیادہ ھے ، اس واسطے کہ ایک بار اس نے ان کے ساتھ یہ
سلوک کیا کہ جس وقت نمرود نے ابراھیم خلیل اللہ کو آگ میں
ڈالا یہ اپنے منہ میں پانی لے کر آگ پر چھڑکتا تھا کہ آگ بجھ
جاوے اور ان کے بدن پر اثر نہ کرے اور دوسری بار جب کہ
موسیٰ اور فرعون سے لڑائی ھوئی اس نے موسیٰ کی مدد کی ۔ اور
یہ فصیح بھی ھے ، باتیں بہت کرتا ھے ، ھمیشہ تسبیح و تکبیر
و تہلیل میں مشغول رھتا ھے اور خشکی اور تری دونوں میں پھرتا
ھے ۔ زمین پر چلنا ، دریا میں تیرنا یہ سب جانتا ھے ۔ اعضا بھی
مناسب ھیں ؛ سر گول، منہ اچھا ، آنکھیں روشن ، ھاتھ پاؤں بڑے ،
چلنے میں جلد ، آدمیوں کے گھروں میں جاتا اور خوف نہیں کرتا ھے ۔

بادشاہ نے مینڈک سے کہا کہ تیرے نزدیک اب کیا
صلاح ھے ؟ اس نے کہا کہ میں بہ سر و چشم حاضر ھوں اور بادشاہ
کا تابع ۔ جو حکم کرے مجھ کو قبول ھے ۔ اگر وھاں جانے کے لیے
تجویز کیا ھے مجھ کو قبول ھے ۔ میں وھاں اپنے ابنائے جنس کی
طرف ھوکر انسانوں سے مناظرہ کروں گا ۔ لیکن امیدوار ھوں کہ
بادشاہ میری مدد و اعانت کے واسطے خدا سے دعا مانگے ۔ اس
واسطے کہ بادشاہ کی دعا رعیت کے حق میں قبول ھوتی ھے ۔
بموجب اس کے کہنے کے بادشاہ نے خدا سے دعا مانگی اور سب
جماعت نے آمین کی ۔ پھر مینڈک بادشاہ سے رخصت ھوا اور یہاں
سے جاکر جنوں کے بادشاہ کے سامنے حاضر ھوا ۔

چھٹے قاصد کے بیان میں

چھٹا قاصد جس گھڑی ھوام کے بادشاہ ، یعنی کیڑے مکوڑوں کے سردار ثعبان کے پاس گیا اور تمام احوال حیوانوں کا بیان کیا ۔ اس نے سنتے ھی حکم کیا کہ سب کیڑے آکر حاضر ھوں ۔ ووھیں تمام سانپ ، بچھو ، گرگٹ ، چھپکلی ، سوس مار ، مکڑی ، جوں ، چیونٹی ، کینچوے غرض جتنے کیڑے کہ نجاست میں پیدا ھوتے اور درخت کے پتوں پر چلتے ھیں ، سب آکر بادشاہ کے روبرو حاضر ھوئے ۔ اس کثرت سے ان کا مجمع ھوا کہ سوا خدا کے کسی کا مقدور نہیں کہ شمار کرسکے ۔ بادشاہ نے جو ان کی صورتیں شکلیں عجیب و غریب دیکھیں ، متعجب ھوکر ایک ساعت چپکا ھو رھا ، پھر ان کی طرف تامل کرکے جو دیکھا تو بہت سے حیوان ھیں، جسم چھوٹا اور ضعیف ، حواس و شعور بھی کم ؛ نہایت متفکر ھوا کہ ان سے کیا ھوسکے گا ۔ افعی وزیر سے پوچھا کہ تیرے نزدیک ان میں سے کوئی اس قابل ھے کہ مناظرے کے واسطے ھم وھاں بھیجیں کہ انسانوں سے مقابلہ کرے ؟ اس واسطے کہ یہ حیوانات اکثر گونگے ، بہرے ، اندھے ھیں ۔ ھاتھ پاؤں کچھ بھی نہیں ، بدن پر بال و پر نظر نہیں آتے ، منقار و چنگل بھی نہیں اور بیشتر ضعیف و کمزور ھیں ۔

غرض بادشاہ کو ان کے حال پر نہایت قلق و غم ھوا ، بے اختیار دل میں افسوس کرکے غم سے رونے لگا اور آسمان کی طرف دیکھ کر خدا سے یہ دعا مانگی کہ اے خالق و رازق ! تو ھی ضعیفوں کے حال پر رحم کرتا ھے ۔ اپنے فضل و احسان سے ان کے حال پر نظر کرکہ تو ارحم الراحمین ھے ۔ بارے بادشاہ کی دعا سے جتنے حیوان کہ وھاں جمع تھے ، نہایت فصاحت و بلاغت سے باتیں کرنے لگے ۔

ملخ کے خطبے کے بیان میں

ملخ نے جو دیکھا کہ بادشاہ اپنی رعیت اور فوج پر بہت سی شفقت و مہربانی کرتا ہے ، دیوار کی طرف بلند ہوکر اپنے ساز کو درست کرکے خدا کی حمد میں نہایت خوش الحانی سے نغمہ سرائی کرنے لگا اور یہ خطبہ بہت فصاحت و بلاغت سے پڑھا : حمد و شکر اس منعم حقیقی کو لائق ہے جس نے روئے زمین پر انواع و اقسام کی نعمتیں پیدا کیں اور اپنی قدرت کاملہ سے حیوانات کو زاویۂ عدم سے عرصۂ وجود میں لاکر صورتیں مختلف بخشیں ۔ موجود تھا قبل زمان و مکان اورزمین و آسمان کے ، جلوہ گر تھا نور وحدت سے بے آلائش امکان کے ۔ عقل فعال کو بے ترکیب ھیولا اور صورت کے نور بسیط پیدا کیا بلکہ ایک کن کے کہنے میں پردۂ نیستی سے نکال کر ساحت ھستی میں موجود کر دیا ۔

بعد اس کے کہا ، اے بادشاہ ! اس گروہ کے ضعف و ناتوانی پر کچھ غم نہ کر کیوں کہ خالق ان کا جس نے پیدا کیا اور رزق دیا ، ھمیشہ خبرگیراں رھتا ہے ۔ جس طرح کہ ماں باپ اپنی اولاد پر شفقت اور مہربانی کرتے ھیں ، اسی طرح وہ بھی ان کے حال پر رحم کرتا ہے ۔ اس واسطے کہ خدا نے جس وقت حیوانات کو پیدا کیا اور صورتیں شکلیں ھر ایک کی مختلف بنائیں ، کسی کو قوت عطا کی اور کسی کو کمزور رکھا ، بعضوں کو ڈیل ڈول بڑا بخشا اور بعضوں کو چھوٹا جسم دیا ۔ مگر اپنی بخشش اور جود میں سب

کو برابر رکھا ہے - ہر ایک کے موافق اسباب حصول منفعت اور آلات دفع مضرت کے عطا کیے -

اس نعمت میں سب برابر ہیں ، ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہیں - ہاتھی کو جب کہ ڈیل ڈول بڑا دیا اور قوت زیادہ بخشی ، دو دانت بھی لمبے بنائے کہ جن کے سبب درندوں کے شر سے محفوظ رہتا اور سونڈ سے فائدہ اٹھاتا ہے - پشے کو اگر جسم چھوٹا دیا تو اس کے بدلے دو بازو نہایت لطیف و سبک عطا کیے جن کے باعث اڑ کر دشمنوں سے بچا رہتا ہے - اس نعمت میں کہ جس کے سبب منفعت اٹھاویں اور شر سے محفوظ رہیں ، چھوٹے بڑے سب برابر ہیں -

اسی طرح اس گروہ کو بھی کہ ظاہر میں بے بال و پر نظر آتے ہیں ، اس نعمت سے محروم نہیں رکھا ہے - جب کہ خدا نے ان کو اس حال پر پیدا کیا ، سب سامان کہ جس کے سبب منفعت حاصل کریں اور شر سے محفوظ رہیں ، بنایا - اگر بادشاہ تامل کرکے ان کے احوال کو دیکھے تو معلوم ہو کہ ان میں جو کہ جسم میں چھوٹا اور ضعیف ہے وہ اڑنے میں سبک اور بے خوف ہے کہ ہر ایک گزند سے محفوظ رہتا اور منفعت حاصل کرنے میں اضطراب نہیں کرتا ہے -

تمام حیوانوں میں جو کہ جسم میں بڑے اور قوت زیادہ رکھتے ہیں ، وہ قوت و دلیری کے سبب آپ سے گزند دفع کرتے ہیں ، مانند ہاتھی اور شیر کے - اور ان کے سوا اور حیوان کہ جسم ان کے بڑے اور قوتیں بھی زیادہ رکھتے ہیں اور بعضے جلد دوڑنے اور بھاگنے کے سبب ہر ایک شر سے محفوظ رہتے ہیں ، مثل ہرن اور خرگوش اور حمار وحشی وغیرہ کے ، اور بعضے اڑنے کے باعث مکروہات سے پناہ میں رہتے ہیں مانند طائروں کے -

اور کتنے دریا میں غوطے مارنے سے اپنے تئیں خطرے سے بچاتے ہیں جس طرح دریائی جانور ہیں ۔ اور کتنے ایسے ہیں کہ گڑھوں میں چھپ رہتے ہیں ، مثل چوہے اور چیونٹی کے ۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ چیونٹی کے قصے میں فرماتا ہے ”قالت نملة یاایها النمل ادخلوا مساکنکم لایحطمنکم سلیمان وجنوده وهم لایشعرون ۔“ یعنی چیونٹیوں کے سردار نے سب چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے اپنے مکانوں میں چھپ رہو کہ سلیمان اور اس کی فوج تم کو پاؤں تلے مل نہ ڈالیں کہ وہ واقف نہیں ہیں ، اور بعضے وہ ہیں کہ خدا نے ان کے چمڑے اور کھال کو سخت بنایا ہے جس کے باعث ہر ایک بلا سے محفوظ رہتے ہیں جس طرح کچھوے ، مچھلی اور جو دریائی جانور ہیں اور کتنے وہ ہیں کہ اپنے سر کو دم کے نیچے چھپا کر ہر ایک گزند سے بچ رہتے ہیں مانند خار پشت [1] کے ۔

اور ان حیوانوں کی معاش پیدا کرنے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں ؛ بعضے جودت نظر سے دیکھ کر پروں کے زور سے اڑتے ہیں اور جہاں کھانے کی چیز دیکھتے ہیں جا پہنچتے ہیں مثل گدھ اور عقاب کے ۔ اور بعضے سونگھ کر رزق اپنا ڈھونڈھ لیتے ہین جس طرح چیونٹیاں ہیں ۔ جب کہ خدا نے ان حیوانوں کو کہ نپٹ چھوٹے اور ضعیف ہیں ، حواس اور اسباب روزی پیدا کرنے کا نہ دیا تو اپنی مہربانی سے محنت اور رنج کی تخفیف کردی ۔

جس طرح اور حیوان بھاگنے اور چھپنے کی محنت و مشقت اٹھاتے ہیں ، یہ اس محنت سے محفوظ ہیں، اس واسطے کہ ان کو ایسے مکانوں اور پوشیدہ جگہوں میں پیدا کیا ہے کہ کوئی واقف نہین ۔ بعضوں

۱۔ خار پشت = سیاهی ۔

کو گھاس میں پیدا کیا اور بعضوں کو دانے میں چھپایا ہے ۔
بعضوں کو حیوان کے پیٹ میں اور کتنوں کو مٹی اور نجاست
میں رکھا ہے اور ہر ایک کی غذا اسی جگہ بغیر حس و حرکت اور
رنج و مشقت کے پہنچاتا ہے ۔ قوت جاذبہ ان کو عطا کی ہے جس
کے سبب رطوبات کو کھینچ کر بدن کی غذا کرتے ہیں اور اسی
رطوبات کے باعث جسم میں قوت رہتی ہے ۔

جس طرح اور حیوانات رزق کے واسطے چلتے پھرتے اور گزند
سے بھاگتے ہیں ، یہ اس محنت و رنج سے محفوظ ہیں ۔ اس واسطے خدا
نے ان کے ہاتھ پاؤں نہیں بنائے کہ چل کر روزی پیدا کریں ۔ نہ
منہ اور دانت دیے کہ کچھ کھاویں ۔ نہ حلق ہے جس کے سبب
نگل جاویں ۔ نہ معدہ ہے کہ جس سے ہضم کریں ۔ نہ انتڑیاں اور
رودے ہیں کہ جس میں ثقل جمع ہو ۔ نہ جگر ہے کہ خون کو
صاف کرے ۔ نہ طحال ہے کہ خلط سوداوی غلیظ کو جذب کرے ۔
نہ گردہ اور مثانہ ہے کہ پیشاب کو کھینچے ۔ نہ رگیں ہیں کہ
خون ان میں جاری ہو ۔ نہ پٹھے ہیں دماغ میں جن کے سبب
درستی حواس کی ہو ۔ امراض مزمنہ سے کوئی مرض ان کو نہیں
ہوتا ، کسی دوا کے محتاج نہیں ۔ غرض سب آفتوں سے کہ جن میں
بڑے بڑے قوی حیوان گرفتار ہیں ، یہ محفوظ ہیں ۔ پاک ہے
وہ اللہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کے مطلب کو جاری کیا
اور ہر ایک رنج و عذاب سے محفوظ رکھا ۔ واسطے اس کے حمد و شکر
ہے کہ ایسی نعمتیں عطا کیں ۔

جس گھڑی ملخ اس خطبے سے فارغ ہوا ، ثعبان نے کہا ، خدا
تیری فصاحت و بلاغت میں برکت دیوے ۔ تو نہایت فصیح و بلیغ
اور نہایت عالم و عاقل ہے ۔ بعد اس کے کہا ، تو وہاں جا سکتا ہے
کہ انسانوں سے مناظرہ کرے ۔ اس نے کہا ، بہ سر و چشم حاضر

هوں ، بادشاہ کے فرمانے سے وہاں جاکر اپنے بھائیوں کا شریک ہوں گا ۔ سانپ نے اس سے کہا ، وہاں نہ کہیو کہ میں اژدہے اور سانپ کا بھیجا ہوا آیا ہوں ۔ ملخ نے کہا ، اس کا سبب کیا ؟ اس نے کہا ، اس واسطے کہ سانپ اور آدمی میں عداوت و مخالفت بے اندازہ قدیم سے ہے ، یہاں تک کہ بعضے آدمی خدا پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو کیوں پیدا کیا ہے ۔ ان سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ سراسر مضرت اور نقصان ہے ۔

ملخ نے کہا ، یہ کیوں کہتے ہیں ؟ اس نے کہا ، اس واسطے کہ ان کے منہ میں زہر ہوتا ہے ، ان سے سوائے حیوانوں کی ہلاکی اور موت کے کچھ فائدہ نہیں ۔ یہ سب جہل و نادانی کے باعث بیہودہ بکتے ہیں ۔ کسی شے کی حقیقت و منفعت سے کچھ خبر نہیں ، اسی واسطے خدا نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا ہے ۔ حالانکہ وہ سب ان سے احتیاج رکھتے ہیں ، یہاں تک کہ بادشاہ اور امیر ان حیوانوں کے زہر کو انگوٹھیوں میں رکھتے ہیں کہ وقت پر کام آتا ہے ۔ اگر خوب تامل کرکے ان حیوانات کے احوال اور فائدے کو معلوم کریں اور یہ زہر جو ان کے منہ میں ہوتا ہے ، اس کی منفعت کو جانیں تو یہ نہ کہیں کہ خدا نے ان کو کیوں پیدا کیا ، ان سے کچھ فائدہ نہیں اور خدا پر بیہودہ اعتراض نہ کریں ۔ اگرچہ خدا نے ان کے زہر کو حیوانوں کے ہلاک ہونے کا باعث کیا ہے لیکن ان کے گوشت کو اس زہر سے دفع کرنے کا سبب بنایا ہے ۔

ملخ نے کہا ، اے حکیم ! کوئی فائدہ اور بھی بیان کر ۔ سانپ نے کہا جس وقت خدا نے ان حیوانات کو جن کا تو نے ذکر اپنے خطبے میں کیا ، پیدا کیا اور ہر ایک حیوان کی جنس کو اسباب اور آلات عطا کیے ، جس کے سبب منفعت کو پہنچتے اور شر سے محفوظ رہتے ہیں ۔ بعضوں کو معدہ گرم دیا ہے کہ چابنے کے بعد غذا هضم

ہو کر جزو بدن ہوتی ہے ۔ سانپ کے واسطے نہ معدہ ہے کہ جس میں ہضم ہو ، نہ دانت ہیں کہ جس کے زور سے چابیں بلکہ اس کے بدلے ان کے منہ میں گرم زہر پیدا کیا ہے جس کے سبب کھاتے اور ہضم کرتے ہیں ۔ اس واسطے کہ جس وقت سانپ کسی حیوان کے گوشت کو منہ میں لے کر زہر گرم اس پر ڈالتا ہے ، فی الفور وہ گوشت گل جاتا ہے اور یہ اس کو نگل جاتا ہے ۔ پس اگر اللہ تعالیٰ یہ زہر ان کے منہ میں نہ پیدا کرتا تو یہ کاہے کو کچھ کھاسکتے ، غذا کسی طرح میسر نہ ہوتی ، بھوک کے مارے ہلاک ہو جاتے ، کوئی سانپ جہان میں نظر نہ آتا ۔

ملخ نے کہا ، یہ بیان کر کہ ان سے حیوانوں کو کیا منفعت پہنچتی ہے اور زمین پر ان کے پیدا ہونے کا کیا فائدہ ہے ؟ اس نے کہا جس طرح اور جانوروں کے پیدا کرنے سے منفعت ہے اسی طرح ان سے بھی فائدہ حاصل ہے ۔ ملخ نے کہا ، اس بات کو مفصل بیان کر ۔ اس نے کہا ، جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا کر کے ہر ایک امر کو اپنی مرضی کے موافق درست کیا ، تمام خلائق میں بعضی مخلوقات کو بعضوں کے واسطے پیدا کیا اور ان کے اسباب بنائے موافق اپنی حکمت کے ۔ جس میں صلاحیت عالم کی جانی وہی کیا ، مگر کبھی کسی علت کے سبب بعضوں کے واسطے فساد و نقصان ہوجاتا ہے ۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس فساد میں مبتلا کرتا ہے ۔ ہر چند کہ اس کے علم میں فساد و شر ہر امر کا ظاہر و باہر ہے مگر اس خالق کی یہ شان و عادت نہیں ہے کہ جس چیز میں صلاح و فلاح اکثر عالم کی ہو ، تھوڑے سے نقصان کے لیے اس کو پیدا نہ کرے ۔

بیان اس کا یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام ستاروں کو پیدا کیا ، ان میں سے آفتاب کو عالم کے واسطے چراغ بنایا اور اس

کی حرارت کو مخلوقات کی حیات کا سبب کیا ۔ تمام عالم میں یہ آفتاب اس طرح ہے جیسے جسم میں دل ہوتا ہے ۔ جس طرح کہ دل سے حرارت غریزی پیدا ہو کر جسم میں پھیلتی ہے اور وہی سبب زندگانی کا ہے ، اسی طرح آفتاب کی حرارت سے بھی خلائق کو فائدہ ہوتا ہے ۔ بعضوں کو جو کبھی اس کے باعث کسی جہت سے فساد و نقصان لاحق ہوتا ہے ، خالق کو مناسب نہیں ہے کہ ان کے واسطے اس کو موقوف کر کے اکثر عالم کو فیض عام اور فائدۂ تام سے محروم رکھے ۔

یہی حال زحل و مریخ اور تمام ستاروں کا ہے کہ ان کے باعث صلاح و فلاح عالم کی ہے ، اگرچہ بعض منحوس ساعتوں میں گرمی یا سردی کی زیادتی سے بعضوں کو نقصان پہنچتا ہے ۔ اسی طرح بادلوں کو اللہ تعالیٰ خلائق کی منفعت کے واسطے ہر ایک طرف بھیجتا ہے ، اگرچہ بعضے وقت ان کے سبب حیوانات کو رنج ہوتا ہے یا اکثر سیلابی سے غریبوں کے گھر خراب ہو جاتے ہیں ۔

یہی حال تمام درند ، چرند ، سانپ ، بچھو ، مچھلی ، نہنگ حشرات الارض کا ہے ۔ ان میں سے بعضوں کو نجاست اور عفونت میں پیدا کیا ہے کہ ہوا تعفن سے صاف رہے ۔ ایسا نہ ہو کہ بخارات فاسدہ کے اٹھنے سے ہوا متعفن ہو جاوے اور عالم میں وبا آوے کہ سب حیوان ایک بار ہلاک ہوجاویں ۔ اسی واسطے یہ سب کیڑے حشرات الارض اکثر قصائیوں یا مچھلی بیچنے والوں کی دوکانوں میں پیدا ہوتے اور نجاست میں رہتے ہیں ؛ جب کہ نجاست سے یہ سب پیدا ہوئے جو کچھ نجاست کا اثر تھا اس کو انھوں نے اپنی غذا کی ۔ ہوا صاف ہوگئی ، وبا سے لوگ سلامت رہے ۔ اور یہ چھوٹے کیڑے بڑے کیڑوں کے واسطے غذا بھی ہیں کہ وہ ان کو کھاتے ہیں ۔

غرض اللہ تعالیٰ (نے) کسی شے کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ جو کوئی اس فائدے کو نہیں جانتا ہے، خدا پر اعتراض کرتا اور کہتا ہے، ان کو کیوں پیدا کیا؟ ان میں کچھ فائدہ نہیں۔ حالانکہ یہ سب جہل و نادانی ہے کہ خدا کے فضل پر اعتراض بے جا کرتے ہیں، اس کی صنعت و قدرت سے کچھ واقف نہیں۔ میں نے سنا ہے کہ بعضے جاہل آدمی یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی فلک قمر سے تجاوز نہیں کرتی۔ اگر وہ تمام موجودات کے احوال میں فکر و تامل کریں تو معلوم ہو کہ عنایت و مہربانی اس کی ہر ایک صغیر و کبیر کے شامل ہے۔ اس واسطے کہ مبدأ فیاض سے تمام مخلوقات پر فیضان نعمت ہے۔ ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض اس کا قبول کرتا ہے۔

۱۔ 'نے' نسخۂ انگلستان سے خارج ہے۔

(۱۸)

یہ فصل حیوانوں کے وکیلوں کے جمع ہونے کے بیان میں

صبح کے وقت کہ تمام حیوانوں کے وکیل ہر ایک ملک سے آکر جمع ہوئے اور جنوں کا بادشاہ قضیے کے انفصال کے واسطے دیوان عام میں آکر بیٹھا ، چوب داروں نے بہ موجب حکم کے پکار کر کہا کہ سب نالش کرنے والے اور داد کے چاہنے والے جن پر ظلم ہوا ہے ، سامنے آکر حاضر ہوں ۔ بادشاہ قضیے کے انفصال کرنے کو بیٹھا ہے اور قاضی مفتی حاضر ہیں ۔

اس بات کے سنتے ہی جتنے حیوان و انسان کہ ہر ایک طرف سے آکر جمع ہوئے تھے ، صف باندھ کر بادشاہ کے آگے کھڑے ہوئے اور آداب و تسلیمات بجا لاکر دعائیں دینے لگے ۔ بادشاہ نے ہر طرف خیال کیا ، دیکھا تو انواع و اقسام کی خلقت نہایت کثرت سے حاضر ہے ۔ ایک ساعت متعجب ہوکر ساکت رہ گیا ۔ بعد اس کے ایک حکیم جنی کی طرف متوجہ ہوکر کہا ، تو اس عجیب و غریب خلقت کو دیکھتا ہے ؟ اس نے عرض کیا ، اے بادشاہ ! میں ان کو دیدۂ دل سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں ۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر متعجب ہوتا ہے ، میں اس صانع حکیم کی حکمت و قدرت سے متعجب ہوں کہ جس نے ان کو پیدا کیا اور انواع و اقسام کی شکلیں بنائیں ۔ ہمیشہ پرورش کرتا اور رزق دیتا اور ہر ایک بلا سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ یہ اس کے علم حضوری میں حاضر ہیں ۔ اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل بصارت کی نظر سے نور کے

پردے میں پوشیدہ ہوا، وہاں وہم و فکر کا بھی تصور نہیں پہنچتا ۔ ان صنعتوں کو اس نے ظاہر کیا کہ ہر ایک صاحب بصیرت مشاہدہ کرے اور جو کچھ اُس کے پردۂ غیب میں تھا اُس کو عرصہ گہ ظہور میں لایا کہ اہل نظر اس کو دیکھ کر اس کی صنعت و بے ہمتائی اور قدرت و یکتائی کا اقرار کریں، دلیل و حجت کے محتاج نہ ہوئیں ۔ اور یہ صورتیں کہ عالم اجسام میں نظر آتی ہیں، امثال و اشکال اُن صورتوں کی ہیں جو عالم ارواح میں موجود ہیں وہ[1] صورتیں کہ اس عالم میں ہیں، نورانی و لطیف ہیں اور یہ تاریک و کثیف ہیں ۔ جس طرح تصویروں کو ہر ایک عضو میں مناسبت ہوتی ہے ۔ ان حیوانوں کے ساتھ کہ جن کی وہ تصویریں ہیں، اسی طرح ان صورتوں کو بھی مناسبت ہے اُن صورتوں سے کہ عالم ارواح میں موجود ہیں ۔ مگر وہ صورتیں تحریک کرنے والی ہیں اور یہ متحرک ۔ اور جو ان سے بھی کم رتبہ ہیں بے حس و حرکت و بے زبان ہیں اور یہ محسوس ہیں ۔ وہ صورتیں کہ عالم بقا میں ہیں باقی رہتی ہیں اور یہ فانی اور زائل ہوجاتی ہیں ۔

بعد اس کے کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھا : حمد ہے واسطے اُس معبود کے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام مخلوقات کو ظاہر کر کے عرصۂ کائنات میں انواع و اقسام کی خلقت پیدا کی اور تمام مصنوعات کو جس میں کسی مخلوق کو رسائی نہیں ہے، موجود کر کے ہر ایک اہل بصیرت کی نظر میں تجلی اپنی صنعت کے نور کی دکھلائی ۔ عرصہ گہ دنیا کو چھ طرفوں سے محدود کر کے خلق کی آسائش کے

۱—اصل میں ''وو'' ہے ۔ بابا عبدالحق نے ''وو'' کا لفظ جہاں آیا ہے ''وہ'' کردیا ہے ۔

واسطے زمان و مکان بنایا ، افلاک کے کتنے درجے بناکر فرشتوں کو
ہر ایک جا متعین کیا ۔ حیوانات کو رنگ بہ رنگ کی شکلیں اور
صورتیں بخشیں ۔ نعمت خانہ احسان سے انواع و اقسام کی نعمتیں
عطا کیں ۔ دعا و زاری کرنے والوں کو عنایت بے نہایت سے مرتبہ
قرب کا بخشا ۔ جو کہ اس کی کنہ میں عقل ناقص کو دخل دیتے ھیں
ان کو وادیء ضلالت میں حیران و سرگرداں رکھا ۔

جنات کو قبل آدم کے آتش سوزاں سے پیدا کرکے صورتیں
عجیب و اجسام لطیف بخشے ، اور تمام مخلوقات کو نہاں خانۂ عدم
سے ظاھر کرکے خصلتیں علیحدہ علیحدہ اور مرتبے جدے جدے عطا
کیے ۔ بعضوں کو اعلی علیین پر مکان سکونت کا بخشا اور بعضوں
کو تہہ خانۂ اسفل السافلین مین ڈالا اور کتنوں کو ان دو درجوں
کے درمیان رکھا ۔ اور ھر ایک کو شبستان جہان میں شمع رسالت
سے شاھراہ ھدایت پر پہنچایا ۔ حمد و شکر ھے واسطے اس کے
جس نے ھم کو ایمان اور اسلام کی بزرگی سے سرفراز کرکے روئے زمین
کا خلیفہ کیا اور ھمارے بادشاہ کو نعمت علم و حلم سے نصیب
بخشا ۔

جس وقت یہ حکیم خطبہ پڑھ چکا ، بادشاہ نے انسانوں کی
جماعت کی طرف دیکھا ۔ یہ ستر آدمی ، صورتیں سب کی مختلف ، لباس
طرح طرح کے پہنے کھڑے ھوئے تھے ۔ ان میں سے ایک خوبصورت
راست قامت ، تمام بدن خوش اسلوب نظر آیا ۔ وزیر سے پوچھا ، یہ
شخص کہاں رھتا ھے ؟ اس نے کہا ، یہ ایران کا رھنے والا ھے ،
سرزمین عراق میں رھتا ھے ۔ بادشاہ نے کہا ، اس سے کہو کچھ
باتیں کرے ۔ وزیر نے اس کی طرف اشارہ کیا ۔ اس نے آداب بجا
لا کر ایک خطبہ کہ جس کا خلاصہ یہ ھے پڑھا : شکر ھے واسطے
اللہ کے جس نے ھمارے رھنے کے لیے وہ شہر و قریے بخشے جن کی

آب و ھوا تمام روے زمین سے بہتر ھے اور اکثر بندوں پر ھم کو فضیلت بخشی ۔ حمد و ثنا واسطے اس کے جس نے ھم کو عقل و شعور ، دانائی ، تمیز یہ سب بزرگیاں عطا کیں کہ اس کی ھدایت سے صنعتیں نادر اور علوم عجیب ایجاد کیے ۔ اسی نے سلطنت و نبوت ھم کو بخشی ۔ ھمارے گروہ سے نوح ، ادریس ، ابراھیم، موسیٰ ، عیسیٰ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پیغمبر پیدا کیے۔ ھماری قوم سے بہت سے بادشاہ عظیم الشان ، فریدون ، دارا ، اردشیر ، بہرام ، نوشیرواں اور کتنے سلاطین آل ساسان سے پیدا کیے ، جنھوں نے سلطنت و ریاست اور افواج و رعیت کا بند و بست کیا ۔ ھم سب انسانوں کے خلاصے ھیں اور انسان حیوانوں کے خلاصے ھیں ۔ غرض ھم تمام جہان میں لب لباب ھیں ۔ واسطے اس کے شکر ھے کہ اس نے نعمات کاملہ ھم کو بخشیں اور تمام موجودات پر بزرگیاں دیں ۔

جبکہ آدمی یہ خطبہ پڑھ چکا ، بادشاہ نے تمام جنوں کے حکیموں سے کہا کہ اس آدمی نے جو اپنی فضیلتیں بیان کیں اور ان سے اپنا فخر کیا ، تم اس کا جواب کیا دیتے ھو ؟ سب نے کہا یہ سچ کہتا ھے مگر صاحب العزت کہ کسی کو اپنے کلام کے آگے بڑھنے نہیں دیتا تھا ، اس آدمی کی طرف متوجہ ھوکر ان نے چاھا کہ سب باتوں کا جواب دیوے اور انسانوں کی ذلت و گمراھی بیان کرے ۔ حکیموں سے مخاطب ھوکر کہا اے حکیمو ! اس آدمی نے اپنے خطبہ میں بہت سی باتیں چھوڑ دیں اور کتنے عمدہ بادشاھوں کا ذکر نہ کیا ۔ بادشاہ نے کہا تو بیان کر ۔

اس نے عرض کی کہ اس عراقی نے اپنے خطبے میں یہ نہ کہا کہ ھمارے سبب سے جہان میں طوفان آیا ۔ جتنے حیوان روے زمین پر تھے سب غرق ھو گئے۔ ھماری قوم میں انسانوں نے بہت سا اختلاف کیا، عقلیں پریشان ھوگئیں ، سب عقلا حیران ھوئے ۔ ھم میں سے نمرود بادشاہ ظالم

پیدا ہوئے جس نے ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا ؛ ہماری قوم سے بخت‌نصر ظاہر ہوا ، جس نے بیت‌المقدس کو خراب کیا ، توریت کو جلا دیا ۔ اولاد سلیمان ابن داؤد کی اور تمام بنی اسرائیل کو قتل کیا ۔ آل عدنان کو فرات کے کنارے سے جنگل اور پہاڑ کی طرف نکال دیا ۔ نہایت ظالم و سفاک تھا کہ خونریزی میں مشغول رہتا ۔ بادشاہ نے کہا ، اس احوال کو یہ آدمی کیوں کر بیان کرتا کہ اس کہنے سے اس کو فائدہ نہ تھا بلکہ یہ سب اس کی مذمت ہے ۔ صاحب العزیمت نے کہا کہ عدل و انصاف سے یہ بات بعید ہے کہ مناظرے کے وقت سب فضیلتیں اپنی بیان کرے اور عیبوں کو چھپاوے ، توبہ اور عذر نہ کرے ۔

بعد اس کے بادشاہ نے پھر جماعت کی طرف دیکھا ۔ ان میں سے ایک شخص گندم رنگ ، دبلا پتلا ، ڈاڑھی بڑی ، کمر میں زنار ، سرخ دھوتی باندھے ہوئے نظر آیا ۔ وزیر سے پوچھا ، یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا یہ ہندی جزیرۂ سراندیپ میں رہتا ہے ۔ بادشاہ نے کہا ، اس سے کہو یہ بھی کچھ اپنا احوال بیان کرے ۔ چناں چہ اس نے بھی بادشاہ کے بہ موجب حکم کے کہا ۔

شکر ہے واسطے اس کے جس نے ہمارے لیے ملک وسیع اور بہتر عطا کیا کہ رات اور دن وہاں ہمیشہ برابر ہے ۔ سردی گرمی کی زیادتی کبھی نہیں ہوتی ، آب و ہوا معتدل ، درخت اچھے ہرے ، گھاس وہاں کی سب دوا ، کھانیں جواہرات کی بے انتہا ؛ سبزہ وہاں کا ساگ ، لکڑی ، نیشکر؛ سنگریزے وہاں کے یاقوت و زبرجد ۔ حیوان موٹے تازے ۔ چناں‌چہ ہاتھی کہ سب حیوانوں سے موٹا اور جسم میں بڑا ہے ۔ آدم کی بھی ابتدا وہیں سے ہے ۔ اسی طرح تمام حیوانات کہ سب کی ابتدا خط استوا کے نیچے سے ہے ۔ ہمارے شہر سے انبیا اور حکما بہت ظاہر ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ نے صنعتیں عجیب‌وغریب

ہم کو عطا کیں ۔ نجوم و سحر و کہانت یہ سب علوم بخشے ۔ ہمارے ملک کے انسانوں کو ہر ایک صنعت و خوبی میں سب سے بہتر کیا ۔ صاحب العزیمت نے کہا ، اگر تو اپنے خطبے میں یہ بھی داخل کرتا کہ ہم نے جسم کو جلایا ، بتوں کی پرستش کی ، زنا کی کثرت سے اولاد پیدا ہوئی ، ہم سب تباہ و روسیاہ ہوئے ، تو لائق انصاف کے ہوتا ۔ بعد اس کے بادشاہ نے ایک آدمی کو دیکھا ، قد لمبا ، زرد چادر اوڑھے ہوئے ، ہاتھ میں ایک کاغذ لکھا ہوا لیے اس کو دیکھتا اور آگے پیچھے ہلتا اور حرکت کرتا ہے ۔ وزیر سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا ، یہ شخص عبرانی بنی اسرائیل کی قوم سے شام کا رہنے والا ہے ۔ فرمایا ، اس سے کہو کچھ باتیں کرے ۔ وزیر نے اس کی طرف اشارہ کیا ۔ اس نے بموجب حکم کے خطبۂ طویل کہ حاصل اور خلاصہ اس کا یہ ہے ، پڑھا :

حمد و شکر ہے واسطے اس خالق کے جس نے تمام اولاد آدم میں بنی اسرائیل کو مرتبہ فضیلت کا دیا اور ان کی نسل سے موسیٰ کلیم‌اللہ کو مرتبہ نبوت کا بخشا ۔ حمد و شکر ہے واسطے اس کے جس نے ہم کو ایسے نبی کے تابع کیا اور ہمارے واسطے اس انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں ۔ صاحب العزیمت نے کہا ، یہ کیوں نہیں کہتا ہے کہ ہم کو خدا نے اپنے غضب سے مسخ کرکے بندر اور ریچھ بنایا اور بت پرستی کے سبب ذلت و خرابی میں ڈالا ۔ پھر اس کے بعد بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا ۔ ایک شخص لباس پشمینہ پہنے ہوئے نظر آیا ۔ کمر میں تسمہ بندھا ، ہاتھ میں انگیٹھی ، اس میں لوبان جلا کر دھواں کر رہا ہے اور الحان سے کچھ باواز بلند پڑھتا ہے ۔ وزیر سے پوچھا ، یہ کون شخص ہے ؟ اس نے کہا یہ شخص سریانی حضرت عیسیٰ کی امت سے ہے ۔ فرمایا اس سے

کہو کچھ باتیں کرے - سریانی نے بموجب حکم کے خطبہ کہ خلاصہ اس کا یہ ہے ، پڑھا :

شکر ہے واسطے اُس خالق کے جس نے حضرت عیسیٰ کو بطن مریم سے بغیر باپ کے پیدا کرکے معجزہ نبوت کا بخشا اور اسی کے سبب بنی اسرائیل کو گناہوں سے پاک کیا اور ہم کو اس کے توابع و لواحق سے بنایا - ہمارے گروہ سے بہت سے عالم و عابد پیدا کیے - دلوں میں ہمارے رحمت و مہربانی و رغبت عبادت عطا کی - شکر ہے واسطے اُس کے جس نے ہم کو ایسی نعمتیں بخشیں - اس کے سوا اور بھی بہت سی فضیلتیں ہم میں ہیں کہ ان کا ذکر ہم نے نہیں کیا - صاحب العزیمت نے کہا ، سچ ہے یہ بھول گیا کہ ہم نے اس کی عبادت کا حق ادا نہ کیا ، کافر ہوگئے ، صلیب کی پرستش کی اور سور کی قربانی کر اس کا گوشت کھانے لگے ، خدا پر مکر و بہتان کیا - بعد اس کے بادشاہ نے ایک آدمی کو دیکھا دبلا پتلا ، گندم رنگ ، تہ بند باندھے ہوئے کھڑا ہے - وزیر سے پوچھا ، یہ کون شخص ہے ؟ وزیر نے کہا ، یہ شخص قریشی مکے کا رہنے والا ہے - کہا ، اس سے کہو یہ بھی کچھ اپنا احوال بیان کرے - بموجب حکم کے اس نے کہا :

شکر ہے واسطے اللہ کے جس نے ہمارے لیے نبی مرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ہم کو اس کی اُمت میں داخل کیا - قرآن کی تلاوت اور نماز پنجگانہ و روزۂ رمضان اور حج و زکوۃ کے واسطے فرمایا - بہت سی فضیلتیں اور نعمتیں مثل لیلۃ القدر اور نماز جماعت اور علوم دین کے ہم کو بخشیں اور بہشت میں داخل ہونے کا ہم سے وعدہ کیا - شکر ہے واسطے اُس کے جس نے ہم کو ایسی نعمتیں عطا کیں - ان کے سوا اور بھی

بہت سی فضیلتیں ہم میں ہیں جن کا بیان نہایت طول طویل ہے۔
صاحب العزیمت نے کہا، یہ بھی کہہ کہ ہم نے پیغمبر کے بعد دین
کو چھوڑ دیا ، منافق ہوگئے۔ حب" دنیا کے واسطے اماموں کو قتل
کیا ۔ بادشاہ نے پھر انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا ، ایک
شخص سفید رنگ ، اصطرلاب اور رصد کے اسباب ہاتھ میں لیے
ہوئے نظر آیا ۔ پوچھا یہ کون ہے ؟ وزیر نے کہا ، یہ شخص رومی
سر زمین یونان کا رہنے والا ہے ۔ بادشاہ نے کہا ، اس سے کہو یہ بھی
اپنا احوال بیان کرے ۔ چناں چہ اس نے بموجب حکم کے کہا :

حمد ہے واسطے اس کے جس نے ہم کو اکثر مخلوقات پر
فضیلت بخشی ، ہمارے ملک میں انواع و اقسام کے میوے اور نعمتیں
پیدا کیں ۔ اپنے فضل و احسان سے ہم کو علوم عجیب اور
صنائع غریب بخشے ۔ ہر ایک شے کی منفعت پہچاننا ، رصد بنا کر
آسمان کا احوال جاننا ۔ ہیئت ، ہندسہ ، نجوم ، رمل ، طب ، منطق
حکمت، اس کے سوا اور بہت سے علوم ہم کو بتلائے ۔ صاحب العزیمت
نے کہا ، ان علموں پر عبث فخر کرتے ہو ۔ اس واسطے کہ یہ علوم
تم نے اپنی دانائی سے نہیں ایجاد کیے بلکہ بطلیموس کے زمانے میں
علمائے بنی اسرائیل سے سیکھ لیے ۔ اور بعضے علوم ثامسطیوس کے وقت
میں مصر کے عالموں سے اخذ کیے ہیں ۔ بعد اس کے اپنے ملک
میں رواج دے کر اب اپنی طرف نسبت کرتے ہو ۔ بادشاہ نے
حکیم یونانی سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے ۔ اس نے کہا ، سچ ہے ،
ہم نے اکثر علوم اگلے حکیموں سے حاصل کیے ہیں ۔ جس طرح
اب ہم سے اور لوگ سیکھتے ہیں ۔ یہی کارخانہ دنیا کا ہے کہ
ایک سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے ۔ چناں چہ حکمائے فارس نے
نجوم و رصد کا علم ہند کے حکیموں سے اخذ کیا ۔ اسی طرح
بنی اسرائیل کو سحر و طلسم کا علم سلیمان ابن داؤد سے پہنچا ۔

بعد اس کے آخر صف مین ایک آدمی نظر آیا ۔ بدن قوی، بڑی سی ڈاڑھی ، آفتاب کی طرف نہایت اعتقاد سے دیکھتا تھا ۔ بادشاہ نے پوچھا ، یہ کون ہے ؟ وزیر نے کہا کہ یہ شخص خراسانی ہے ۔ کہا اس سے کہو یہ کچھ اپنا احوال کہے ۔ چناں‌چہ اس نے بھی بموجب حکم کے کہا : شکر ہے واسطے اللہ کے جس نے ہم کو طرح طرح کی نعمتیں اور بزرگیاں بخشیں ۔ ہمارے ملک کو کثرت آبادی میں سب ملکوں سے بہتر کیا اور اپنے پیغمبروں کی زبانی ہماری تعریف کلام ربانی میں داخل کی ۔ چناں‌چہ کتنی آیتیں قرآن کی ہماری بزرگی اور فضیلت پر دلالت کرتی ہیں ۔

غرض شکر ہے اس کا جس نے ہم کو قوت ایمان کی سب انسانوں سے زیادہ بخشی ۔ اس واسطے کہ ہم میں سے بعض توریت و انجیل کو پڑھتے ہیں ۔ گو کہ اس کے مطلب کو نہیں سمجھتے مگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی نبوت کو برحق جانتے ہیں ، اور بعضے قرآن کو پڑھتے ہیں ، اگرچہ اس کے معنی نہیں جانتے لیکن پیغمبر آخرالزمان کے دین کو دل سے قبول کرتے ہیں ۔ ہم نے امام حسین کے غم میں لباس ماتمی پہنا اور مروانیوں سے خون کا بدلہ لیا اور اس کے فضل سے امیدوار ہیں کہ امام آخرالزماں کا ظہور ہمارے ہی ملک میں ہوگا۔ بادشاہ نے حکیموں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس آدمی نے جو اپنا فخر و مرتبہ بیان کیا ، تم اس کا کیا جواب دیتے ہو ؟ ایک حکیم نے کہا اگر یہ فاسق و فاجر و سنگدل نہ ہوتے اور آفتاب و ماہتاب کی پرستش نہ کرتے تو واقعی یہ سب باتیں موجب فخر کی ہوتیں ، جب کہ سب انسان اپنا اپنا مرتبہ اور بزرگیاں بیان کرچکے ، چوب‌دار نے پکار کر کہا ، صاحبو ! اب شام ہوئی ، رخصت ہو ، صبح کو پھر حاضر ہونا ۔

یہ فصل شیر کے احوال میں

تیسرے دن جس وقت تمام حیوان و انسان بادشاہ کے روبہ‌رو صف باندھ کر کھڑے ہوئے، بادشاہ نے سب کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا؛ گیدڑ سامنے نظر آیا، پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں حیوانوں کا وکیل ہوں۔ بادشاہ نے کہا، تجھ کو کس نے بھیجا ہے؟ اس نے کہا، مجھ کو درندوں کے بادشاہ شیر ابوالحارث نے بھیجا۔ فرمایا، وہ کس ملک میں رہتا اور رعیت اس کی کون ہے؟ کہا جنگل بیابان میں رہتا ہے اور تمام وحوش و بہائم اس کی رعیت ہیں۔ پوچھا، اس کے مددگار کون ہیں؟ کہا چیتے، پاڑھے، ہرن، خرگوش، لومڑی، بھیڑیے سب اس کے یار و مددگار ہیں۔ فرمایا، اس کی صورت اور سیرت بیان کر۔ گیدڑ نے کہا، وہ ڈیل ڈول میں سب حیوانوں سے بڑا، قوت میں زیادہ، ہیبت و جلال میں سب سے برتر، سینا چوڑا، کمر پتلی، سر بڑا، کلائیاں مضبوط، دانت اور چنگل سخت. آواز بھاری. صورت مہیب۔ کوئی انسان اور حیوان خوف سے سامنے نہیں آسکتا، ہر ایک بات میں درست، کسی کام میں یار و مددگار کا محتاج نہیں۔ سخی ایسا کہ شکار کر کے سب حیوانات کو تقسیم کر دیتا ہے اور آپ موافق احتیاج کے کھاتا ہے۔ جب کہ دور سے روشنی دیکھتا ہے نزدیک جا کر کھڑا ہوتا ہے، اس وقت غصہ اس کا فرو ہو جاتا ہے۔ کسی عورت اور لڑکی کو نہیں چھیڑتا۔ راگ سے بہت خواہش و رغبت

رکھتا ہے ۔ کسی سے ڈرتا نہیں مگر چیونٹی سے کہ یہ اس پر
اور ان کی اولاد پر غالب ہے ؛ جس طرح پشہ ہاتھی اور بیل پر
اور مکھی آدمیوں پر غالب ہے ۔ بادشاہ نے کہا ، وہ اپنی
رعیت سے کیا سلوک کرتا ہے ؟ عرض کیا کہ وہ رعیت سے بہت
سلوک و مراعات کرتا ہے ۔ بعد اس کے میں احوال اس کا مفصل
بیان کروں گا ۔

فصل ثعبان اور تنّین کے بیان میں

بعد اس کے بادشاہ نے داھنے بائیں جو خیال کیا اچانک ایک آواز کان میں پہنچی - دیکھا تو ملخ اپنے دونوں بازوؤں کو حرکت دیتا اور نپٹ آواز باریک سے نغمہ سرائی کرتا ھے - پوچھا تو کون ھے ؟ اس نے کہا ، میں تمام کیڑے مکوڑوں کا وکیل ھوں - مجھ کو ان کے بادشاہ نے بھیجا ھے - پوچھا ، وہ کون ھے اور کہاں رھتا ھے ؟ عرض کی کہ نام اس کا ثعبان ھے - بلند ٹیلوں اور پہاڑوں پر کرۂ زمہریر کے متصل رھتا ھے ، جہاں ابر و باراں اور روئیدگی کچھ نہیں - حیوان وھاں شدت سرما سے ھلاک ھوجاتے ھیں - بادشاہ نے پوچھا ، اس کی فوج و رعیت کون ھے ؟ اس نے کہا ، تمام سانپ بچھو وغیرہ اس کی فوج و رعیت ھیں اور روے زمین پر ھر ایک مکان میں رھتے ھیں - پوچھا ، وہ اپنی فوج سے جدا ھوکر اتنی بلندی پر کیوں جاکر رھا ھے ؟ کہا ، اس واسطے کہ اس کے منہ میں زھر ھوتا ھے ، اس کی گرمی سے تمام بدن جلتا ھے ، وھاں کرۂ زمہریر کی سردی سے خوش رھتا ھے - بادشاہ نے کہا ، اس کی شکل و صورت بیان کر - کہا صورت و سیرت اس کی بعینہ مثل تنّین کے ھے -

فرمایا تنّین کے وصف کس کو معلوم ھیں جو بیان کرے ؟ ملخ نے کہا ، دریائی جانوروں کا وکیل مینڈک سامنے حضور میں حاضر ھے ، اس سے پوچھیے -

بادشاہ نے اس کی طرف دیکھا ۔ یہ دریا کے کنارے ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا ، تسبیح و تہلیل میں مشغول تھا ۔ پوچھا ، تو کون ہے ؟ اس نے کہا ، میں دریائی جانوروں کے بادشاہ کا وکیل ہوں ۔ فرمایا ، اس کا نام و نشان بیان کر ۔ کہا ، نام اس کا تنین ہے ، دریائے شور میں رہتا ہے ، تمام دریائی جانور کچھوے ، مچھلی ، مینڈک ، نہنگ اس کی رعیت ہیں ۔

بادشاہ نے کہا ، اس کی شکل و صورت بیان کر ۔ اس نے کہا ، وہ ڈیل ڈول میں سب دریائی جانوروں سے بڑا ، صورت عجیب ، شکل مہیب ، قد لنبا ، تمام دریا کے جانور اس سے خوف کرتے ہیں ۔ سر بڑا ، آنکھیں روشن ، منہ چوڑا ، دانت بہت ۔ جتنے دریائی جانور پاتا ہے ، بے شمار نگل جاتا ہے ۔ جب کہ بہت کھانے سے بدھضمی ہوتی ہے ، اس وقت کمان کی طرح خم ہوکر سر اور دم کے زور پر کھڑا ہوتا اور بیچ کے دھڑ کو پانی سے نکال کر ہوا میں بلند کرتا ہے ، آفتاب کی حرارت سے اس کے پیٹ کا کھانا ہضم ہو جاتا ہے ، اور بیشتر اس حالت میں بےہوش بھی ہوجاتا ہے ۔ اس وقت بادل جو دریا سے اٹھتے ہیں اس کو لے کر خشکی میں ڈال دیتے ہیں ، پھر تو مر جاتا اور درندوں کی غذا ہوتا ہے ۔ اور کبھی بادلوں کے ساتھ بلند ہوکر یا جوج و ماجوج کی حد میں جا گرتا ہے اور چند روز ان کے کھانے میں آتا ہے ۔

غرض جتنے دریائی جانور ہیں اس سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں ۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتا مگر ایک جانور چھوٹا پشے کے برابر ہے اس سے نہایت خوف کرتا ہے ، اس واسطے کہ وہ جس وقت اس کو کاٹتا ہے زہر اس کا تمام بدن میں اس کے اثر کر جاتا ہے ، آخر یہ مر جاتا ہے اور تمام دریائی جانور جمع ہوکر ایک مدت تلک اس

کا گوشت کھاتے ہیں - جس طرح اور چھوٹے جانوروں کو یہ کھاتا ہے ، اسی طرح وہ سب مل کر اس کو کھاتے ہیں - یہی حال شکاری جانوروں اور طائروں کا ہے - کنجشک وغیرہ پشوں اور چیونٹیوں کو کھاتے ہیں اور ان کو باشے و شاہین شکار کرتے ہیں - پھر باز و عقاب اور گدھ باشہ و شاہین کو شکار کرکے کھاتے ہیں - آخر کو جب وہ مرتے ہیں تمام کیڑے مکوڑے چھوٹے جانور اُن کو کھاتے ہیں -

یہی حال انسانوں کا ہے کہ وہ سب ہرن ، پاڑھے ، بکری بھیڑ اور طائروں کے گوشت کو کھاتے ہیں - جب کہ مر جاتے ہیں قبر میں چھوٹے چھوٹے کیڑے ان کے جسم کو کھاتے ہیں - تمام* جہان کا یہی حال ہے - کبھی بڑے حیوان چھوٹے حیوان کو کھاتے ہیں* اور کبھی چھوٹے حیوان بڑے حیوان پر دانت مارتے ہیں - اسی واسطے حکیموں نے کہا ہے کہ ایک کے مر جانے سے دوسرے کی بہتری ہوجاتی ہے - چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وتلک الایام نداولھا بین الناس وما یعقلھا الاالعالمون - یعنی نوبت بنوبت پھیرتے ہیں ہم زمانے کو آدمیوں میں اور سوائے عالموں کے کوئی اس بات کو نہیں جانتا ہے -

بعد اس کے کہا ، میں نے سنا ہے کہ سب آدمی گمان کرتے ہیں کہ ہم مالک اور تمام حیوان ہمارے غلام ہیں ، میں نے جو حیوانوں کا احوال بیان کیا اس سے کیوں نہیں دریافت کرتے کہ سب حیوانات مساوی ہیں ؟ کچھ فرق نہیں - کبھی تو کھاتے ہیں اور

ــــــ یہ پوری عبارت نسخہ عبدالحق میں نہیں ہے صفحہ ۱۰۰- اور تمام نسخوں میں موجود ہے -

کبھی آپ دوسروں کی غذا ہوجاتے ہیں ۔ معلوم نہیں کہ حیوانوں پر کس چیز سے فخر کرتے ہیں حالانکہ جو حال ہمارا ہے وہی حال ان کا ہے ۔ کیوں کہ نیکی اور بدی بعد مرنے کے ظاہر ہوتی ہے ۔ مٹی میں سب مل جاویں گے ، آخر خدا کی طرف رجوع کریں گے ۔

بعد اس کے بادشاہ سے کہا کہ انسان جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مالک اور سب حیوان غلام ہیں ، اس مکر و بہتان سے ان کے سخت تعجب ہے ۔ نپٹ جاہل ہیں کہ ایسی بات خلاف قیاس کہتے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ وہ کیونکر یہ تجویز کرتے ہیں کہ سب درند چرند شکاری جانور اژدہے ، نہنگ ، سانپ ، بچھو ان کے غلام ہیں ۔ یہ نہیں جانتے کہ اگر درند جنگل سے اور شکاری جانور پہاڑوں سے اور نہنگ دریا سے نکل کر آن پر حملہ کریں ، کوئی انسان باقی نہ رہے اور ان کے ملک میں آکر سب کو تباہ کردیویں ، ایک آدمی جیتا نہ بچے ۔ غنیمت نہیں جانتے اور اس کا شکر نہیں کرتے ہیں کہ خدا نے آن کے ملک سے ان سب حیوانوں کو دور رکھا ہے مگر ، یہ بے چارے حیوان جو ان کے یہاں گرفتار ہیں رات دن ان کو عذاب میں رکھتے ہیں ۔ اسی سبب غرور میں آگئے ہیں کہ بغیر دلیل و حجت کے ایسا دعویٰ بے معنی کرتے ہیں ۔

بعد اس کے بادشاہ نے سامنے دیکھا ، طوطا[1] ایک درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا ہر ایک کی باتیں سنتا تھا ۔ پوچھا ، تو کون ہے ؟ اس نے کہا ، میں شکاری جانوروں کا وکیل ہوں ، مجھ کو ان کے بادشاہ عنقا نے بھیجا ہے ۔ بادشاہ نے کہا ، وہ کہاں رہتا ہے؟ اس نے عرض

---

۱ ۔ ہر نسخے میں طوطے کا املا "ط" سے لکھا ہے ۔

کیا کہ دریاے شور کے جزیروں میں بلند پہاڑوں پر رہتا ہے - وہاں کسی بشر کا گزر نہیں ہوتا اور کوئی جہاز بھی وہاں تک نہیں جاسکتا - فرمایا ، اس جزیرے کا احوال بیان کر - اس نے کہا زمین وہاں کی بہت اچھی ہے ، آب و ہوا معتدل ، چشمے خوش‌گوار ، انواع و اقسام کے درخت میوہ دار ، حیوانات طرح طرح کے بے‌شمار - بادشاہ نے کہا ، عنقا کی شکل و صورت بیان کر - کہا ، وہ ڈیل ڈول میں سب طائروں سے بڑا ہے - اڑنے میں قوی ، پنجے اور منقار سخت ، بازو نہایت چوڑے چکلے ، جس وقت ان کو ہوا میں حرکت دیتا ہے ، جہاز کے بادبان سے معلوم ہوتے ہیں - دم لنبی ، آڑنے کے وقت حرکت کے زور سے پہاڑ ہل جاتا ہے - ہاتھی ، گینڈے وغیرہ بڑے بڑے جانوروں کر زمین سے آٹھا لے جاتا ہے - بادشاہ نے کہا ، خصلت اس کی بیان کر - کہا ، خصلت اس کی بہت اچھی ہے ، اور کسی وقت میں بیان کروں گا -

بعد اس کے بادشاہ نے انسانوں کی جماعت کی طرف دیکھا - یہ ستر آدمی انواع و اقسام کی شکلیں ، طرح طرح کے لباس پہنے ہوئے کھڑے - تھے ان سے کہا ، حیوانوں نے جو کچھ بیان کیا اس کے جواب میں تامل و فکر کرو - پھر پوچھا کہ تمھارا بادشاہ کون ہے ؟ انھوں نے جواب دیا ، ہمارے بادشاہ بہت سے ہیں اور ہر ایک اپنے ملک میں فوج و رعیت لیے ہوئے رہتا ہے -

بادشاہ نے پوچھا ، اس کا کیا سبب ہے کہ حیوانوں میں باوجود کثرت کے ایک بادشاہ ہوتا ہے اور تم میں با وصف قلت کے بہت سے بادشاہ ہیں - انسانوں کی جماعت سے عراقی نے جواب دیا کہ آدمی بہت سی احتیاج رکھتے ہیں ، حالات ان کے مختلف ہیں ، اس واسطے بہت بادشاہ ان کے لیے چاہئیں - حیوانوں کا یہ طور آسلوب نہیں ہے اور ان میں بادشاہ وہی ہوتا ہے کہ ڈیل ڈول میں بڑا ہو - انسانوں

میں بیشتر بالعکس اس کے ہے - کیوں کہ اکثر ان میں بادشاہ دبلے پتلے منحنی ہوتے ہیں ، اس واسطے کہ بادشاہوں سے غرض یہی ہے کہ عادل و منصف اور رعیت پرور ہوویں ، ہر ایک کے حال پر شفقت و مہربانی کریں -

اور انسانوں میں بادشاہی نوکروں کے فرقے بھی بہت ہوتے ہیں - بعضے تو سپاہی ہتھیار بند ہیں کہ جو دشمن بادشاہ کا ہوتا ہے اس کو دفع کرتے ہیں ؛ چور ، دغا باز ، اُچکے ، جیب کترے ، ان کے سبب شہروں میں فتنہ و فساد نہیں کرنے پاتے - اور بعضے وزیر، دیوان اور منشی ہوتے ہیں جن کے سبب ملک میں بند و بست رہتا ، اور فوج کے واسطے خزانہ جمع ہوتا ہے - بعضے وہ ہیں کہ زراعت و کشت کاری سے غلہ پیدا کرتے ہیں - بعضے قاضی اور مفتی ہیں کہ خلائق میں شریعت کے احکام جاری کرتے ہیں - اس واسطے کہ بادشاہوں کو دین و شریعت بھی ضرور ہے کہ رعیت گمراہ نہ ہووے - اور کتنے سوداگر اور اہل حرفہ ہیں کہ ہر ایک دیار میں خرید و فروخت کا معاملہ کرتے ہیں اور بعضے فقط خدمت کے لیے مخصوص ہیں ، جس طرح غلام و خدمتگار ہوتے ہیں - اسی طرح اور بھی بہت سے فرقے ہیں کہ وے بادشاہوں کے واسطے نہایت ضرور ہیں کہ بغیر ان کے کاروبار موقوف ہوجاتا ہے ، اس واسطے انسانوں کو بہت سے سردار چاہیئیں کہ ہر ایک شہر میں اپنے اپنے گروہ کے انتظام و بند و بست میں مصروف رہیں ، کسی طرح کا خلل نہ ہونے پاوے -

اور یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ ایک بادشاہ تمام انسانوں کا بند و بست کرے ، اس واسطے کہ تمام ہفت اقلیم میں بہت سے ملک واقع ہیں - ہر ایک ملک میں ہزاروں شہر آباد ہیں جن میں لاکھوں خلقت رہتی ہے - ہر ایک کی زبان مختلف ، مذہب جدا - ممکن

نہیں کہ ایک آدمی سب ملکوں کا بند و بست کرسکے ۔ اس واسطے
اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بہت سے بادشاہ مقرر کیے ہیں اور یہ سب
سلاطین روے زمین پر خدا کے نائب کہلاتے ہیں کہ خدا نے ان کو
ملک کا مالک اور اپنے بندوں کا سردار کیا ہے ، تاکہ ملک کی آبادی
میں مشغول رہیں اور اس کے بندوں کی قرار واقعی محافظت کریں ۔
ہر ایک کے حال پر شفقت و مہربانی رکھیں ، خلق میں احکام
عدالت کے جاری کریں ، جس چیز کو خدا نے منع کیا ہے اس سے
خلائق کو باز رکھیں ۔ اور حقیقت میں سب کا نگہبان وہی ہے کہ
ہر ایک کو پیدا کرتا اور رزق دیتا ہے ۔

---

(۲۱)

فصل مکھیوں کے سرداز کے احوال میں

انسان جس وقت اپنے کلام سے فارغ ھوا ، بادشاہ نے حیوانوں کی طرف خیال کیا ۔ ناگاہ ایک مہین آواز کان میں پہنچی ۔ دیکھا تو مکھیوں کا سردار یعسوب سامنے اڑتا اور خدا کی تسبیح و تہلیل میں نغمہ سرائی کرتا ھے ۔ پوچھا ، تو کون ھے ؟ اس نے کہا ، میں حشرات‌الارض کا بادشاہ ھوں ۔ فرمایا ، تو آپ کیوں آیا؟ جس طرح اور حیوانوں نے اپنے قاصد اور وکیل بھیجے تو نے اپنی رعیت اور فوج سے کسی کو کیوں نہ بھیجا ؟ اس نے کہا ، میں نے ان کے حال پر شفقت و مہربانی کی تا کسی کو کچھ تکلیف نہ پہنچے ۔ بادشاہ نے کہا ، یہ وصف اور کسی حیوان میں نہیں ھے ، تجھ میں کیوں‌کر ھوا ؟ کہا ، مجھ کو اللہ تعالی نے اپنی عنایت و مرحمت[1] سے یہ وصف عطا کیا ، اس کے سوا اور بھی بہت سی بزرگیاں اور خوبیاں بخشی ھیں ۔ بادشاہ نے کہا ، کچھ بزرگیاں اپنی بیان کر کہ ھم بھی معلوم کریں ۔ اس نے کہا ، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور میرے جد و آبا کو بہت سی نعمتیں بخشیں اور کسی حیوان کو ان میں شریک نہیں کیا ؛ چناں چہ ملک و نبوت کا مرتبہ ھم کو بخشا اور ھمارے جد و آبا کو نسل در نسل اس کا ورثہ پہنچایا ۔ یہ دو نعمتیں اور کسی

---

۱ ۔ صرف نسخۂ عبدالحق میں رحمت درج ھے ، صفحہ ۱۰۴ ۔ باقی نسخوں میں مرحمت ھی درج ھے ۔

حیوان کو نہیں دیں - اس کے سوا اللہ تعالی نے ہم کو علم و هندسه اور بہت سی صفتیں سکھائیں کہ اپنے مکانوں کو نہایت خوبی سے بناتے ھیں - تمام جہان کے پھل اور پھول ہم پر حلال کیے کہ بے خلش کھاتے ھیں - ہمارے لعاب سے شہد پیدا کیا کہ جس سے تمام انسانوں کو شفا حاصل ہوتی ہے - اس مرتبے پر ہمارے آیات قرآنی ناطق ھیں -

اور ہماری صورت و سیرت اللہ تعالی کی صنعت و قدرت پر غافلوں کے واسطے دلیل ہے کیوں کہ خلقت ہماری نہایت لطیف اور صورت نپٹ عجیب ہے - اس واسطے کہ اللہ تعالی نے ہمارے جسم میں تین جوڑ رکھے ھیں ؛ بیچ کے جوڑ کو مربع کیا ، نیچے کے دھڑ کو لنبا ، سر کو مدور بنایا ، چار ھاتھ پاؤں مانند اضلاع شکل مسدس کے نہایت خوبی سے مناسب مقدار کے بنائے جن کے سبب نشست و برخاست کرتے ھیں اور گھر اپنے اس خوش اسلوبی سے بناتے ھیں کہ ھوا ان میں ہرگز نہیں جاسکتی کہ جس کے باعث ہم کو یا ہمارے بچوں کو تکلیف پہنچے -

ھاتھ پاؤں کی قوت سے درخت کے پھل پتے پھول جو کچھ پاتے ھیں اپنے مکانوں میں جمع کر رکھتے ھیں - شانوں پر چار بازو بنائے جن کے باعث اڑتے ھیں اور ہمارے ڈنک میں کچھ زہر بھی پیدا کیا ہے کہ اس کے سبب دشمنوں کی شر سے محفوظ رہتے ھیں - اور گردن پتلی بنائی کہ دائیں بائیں سر کو بخوبی پھیرتے ھیں اور ، اس کے دونوں طرف آنکھیں روشن عطا کی ھیں کہ ان کی روشنی سے ہر ایک چیز کو دیکھتے ھیں ، اور منہ بھی بنایا ہے کہ جس سے کھانے کی لذت جانتے ھیں - دو ھونٹ بھی دیے جن کے سبب کھانے کی چیزیں جمع کرتے ھیں ، اور ہمارے پیٹ میں قوت ہاضمہ ایسی بخشی ہے کہ وہ رطوبات کو شہد کر دیتی ہے اور یہی شہد واسطے

ہمارے اور اولاد کے غذا ہے جس طرح چارپایوں کے پستان میں قوت دی ہے کہ اس کے سبب خون مستحیل ہوکر دودھ ہو جاتا ہے ۔ غرض کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا کی ہیں ، اس کا شکر کہاں تک کریں؟ اسی واسطے میں نے رعیت کے حال پر شفقت و مہربانی کرکے اپنے اوپر تکلیف روا رکھی ، ان میں سے کسی کو نہ بھیجا ۔

جس وقت یعسوب اپنے کلام سے فارغ ہوا ، بادشاہ نے کہا آفریں صد آفریں تو نہایت فصیح و بلیغ ہے ، سچ ہے کہ تیرے سوا یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو نہیں بخشیں ۔ بعد اس کے پوچھا ، تیری رعیت اور سپاہ کہاں ہیں ؟ اس نے کہا ، ٹیلے ، پہاڑ ، درخت پر جہاں سبھیتا[1] پاتے ہیں رہتے ہیں اور بعضے آدمیوں کے ملک میں جا کر ان کے گھروں میں سکونت اختیار کرتے ہیں ۔ بادشاہ نے پوچھا ، ان کے ہاتھ سے کیوں کر سلامت رہتے ہیں ؟ کہا ، بیشتر ان سے چھپ کر اپنے تئیں بچاتے ہیں مگر کبھی جو وہ قابو پاتے ہیں تکلیف دیتے ہیں بلکہ اکثر چھتوں کو توڑ کر بچوں کو مار ڈالتے ہیں اور شہد نکال کر آپس میں کھا لیتے ہیں ۔

بادشاہ نے پوچھا ، پھر تم اس ظلم پر ان کے کیوں کر صبر کرتے ہو ؟ اس نے کہا، ہم یہ ظلم سب اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں اور کبھی عاجز ہوکر ان کے ملک سے نکل جاتے ہیں ۔ اس وقت وہ صلح کے واسطے بہت حیلے پیش کرتے ہیں ، طرح طرح کے سوغات عطر و خوشبو ، وغیرہ بھیجتے ہیں ، طبل اور دف بجاتے ہیں ، غرض کہ انواع و اقسام کے تحفے تحائف دے کر ہم کو راضی کرتے ہیں ۔ ہمارے مزاج میں شر و فساد نہیں ہے ، ہم بھی ان سے صلح کرلیتے ہیں، ان کے ہاں پھر چلے آتے ہیں ، تس پر بھی ہم سے راضی نہیں ہیں بغیر دلیل وحجت کے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مالک ، یہ غلام ہیں ۔

---

۱ ۔ سبھیتا = فراغت ، اطمینان ۔

جنوں کے اپنے بادشاهوں اور سرداروں کی اطاعت کے بیان میں

بعد اس کے یعسوب نے بادشاہ سے پوچھا کہ جن اپنے بادشاہ اور رئیس کی اطاعت کس طرح کرتے ھیں ؟ اس احوال کو بیان کیجیے ۔ بادشاہ نے کہا ، یہ سب اپنے سردار کی اطاعت و فرماں برداری بخوبی کرتے ھیں اور بادشاہ جو حکم دیتا ھے اس کو بجا لاتے ھیں ۔ یعسوب نے کہا ، اس کو مفصل بیان کیجیے ۔ بادشاہ نے کہا ، جنوں کی قوم میں نیک و بد اور مسلمان و کافر ھوتے ھیں ، جس طرح انسانوں میں ھیں ۔ جو کہ نیک ھیں وہ اپنے رئیس کی اطاعت و فرماں برداری اس قدر کرتے ھیں کہ آدمیوں سے بھی نہیں ھو سکتی ۔ اس واسطے کہ اطاعت و فرماں برداری جنات کی مثل ستاروں کی ھے کیونکہ آفتاب ان میں بمنزلہ بادشاہ کے ھے اور سب ستارے بجائے فوج و رعیت کے ھیں ۔ چناں چہ مریخ سپہ سالار ، مشتری قاضی ، زحل خزانچی ، عطارد وزیر ، زھرہ حرم ، ماھتاب ولی عہد ھے اور ستارے گویا فوج و رعیت ھیں ۔ اس واسطے کہ سب آفتاب کے تابع ھیں ۔ اس کی حرکت سے حرکت کرتے ھیں ۔ وہ جو ٹھہر رھتا ھے ، سب متوقف ھو جاتے ھیں ، اپنے معمول و حد سے تجاوز نہیں کرتے ۔

یعسوب نے پوچھا کہ ستاروں نے یہ خوبیِ اطاعت و انتظام کی کہاں سے حاصل کی ؟ بادشاہ نے کہا ، یہ فیض ان کو فرشتوں سے

حاصل ہے کہ وے سب اللہ تعالیٰ کی فوج ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں ۔ یعسوب نے کہا ، فرشتوں کی اطاعت کس طور پر ہے ؟ کہا جس طرح حواس خمسہ نفس ناطقہ کی اطاعت کرتے ہیں ، تہذیب و تادیب کے محتاج نہیں ۔ یعسوب نے کہا ، اس کو مفصل فرمائیے ۔ بادشاہ نے کہا کہ حواس خمسہ نفس ناطقہ کے واسطے محسوسات کے دریافت و معلوم کرنے میں محتاج امر و نہی کے نہیں ہیں ۔ جس شے کے دریافت کرنے کے لیے وہ متوجہ ہوتا ہے وہ بے تامل و بلا تاخیر اس کو دوسری شے سے ممتاز کرکے نفس ناطقہ کو پہنچا دیتے ہیں ۔ اسی طرح فرشتے خدا کی اطاعت اور فرماں برداری میں مصروف رہتے ہیں ۔ جو حکم ہوتا ہے اس کو فی الفور بجا لاتے ہیں ۔

اور جنوں میں جو کہ بدذات اور کافر ہیں ، ہر چند کہ قرار واقعی بادشاہ کی اطاعت نہیں کرتے مگر وہ بھی بدذات انسانوں سے بہتر ہیں ، اس واسطے کہ بعضے جنوں نے باوجود کفر و گمراہی کے سلیمان کی اطاعت میں قصور نہ کیا ۔ ہر چند کہ انھوں نے عمل کے زور سے بہت رنج و مصیبتیں پہنچائیں ، پر یہ ان کی فرماں برداری میں ثابت قدم رہے اور جو کبھی کوئی آدمی کسی ویرانے یا جنگل میں جن کے خوف سے کچھ دعا اور کلام پڑھتا ہے ، جب تلک اس مکان میں رہتا ہے کسی طرح کا رنج اس کو نہیں دیتے ۔ اگر بحسب اتفاق کوئی جن کسی عورت یا مرد پر مسلط ہوا اور کسی عامل نے اس کی رہائی کے واسطے جنوں کے رئیس کی حاضرات اور دعوت کی ، فی الفور بھاگ جاتے ہیں ۔ اس کے سوا ان کے حسن اطاعت پر یہ دلیل ہے کہ ایک بار پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکان میں قرآن پڑھتے تھے ، وہاں جنوں کا گزر ہوا ، سنتے ہی سب کے سب مسلمان ہوئے اور اپنی قوم میں

جا کر کشنوں کو اسلام کی دعوت کرکے نعمت ایمان سے بہرہ اندوز کیا ، چناں چہ چند آیات قرآنی اس مقدمے پر ناطق ہیں ۔

انسان ان کے بالعکس[1] ہیں ۔ طبیعتوں میں اُن کی شرک و نفاق بھرا ہے ۔ سرا سر متکبر و مغرور ہوتے ہیں ۔ بیشتر اخذ منفعت کے واسطے طریق ہدایت سے منحرف ہوکر مشرک و مرتد ہو جاتے ہیں ، ہمیشہ روئے زمین پر قتال و جدال میں مصروف رہتے ہیں بلکہ اپنے پیغمبروں کی بھی اطاعت نہیں کرتے ۔ باوجود معجزے اور کرامت کے صاف منکر ہو جاتے ہیں ۔ اگر[2] کبھی ظاہر میں اطاعت کرتے ہیں پر دل اُن کا شرک و نفاق سے خالی نہیں ۔ از بسکہ جاہل اور گمراہ ہیں ، کسی بات کو نہیں سمجھتے ۔ تس پر یہ دعویٰ ہے کہ ہم مالک اور سب ہمارے غلام ہیں ۔

انسانوں نے جو دیکھا کہ بادشاہ مکھیوں کے رئیس سے ہم کلام ہورہا ہے ، کہنے لگے ، نہایت تعجب ہے کہ بادشاہ کے نزدیک حشرات الارض کے رئیس کا یہ رتبہ ہے کہ کسی حیوان کا نہیں ۔ جنوں کی قوم سے ایک حکیم نے کہا ، اس بات کا تم تعجب نہ کرو ، اس واسطے کہ یعسوب مکھیوں کا سردار اگرچہ جسم میں چھوٹا اور منحنی ہے لیکن نہایت عاقل و دانا اور تمام حشرات الارض کا رئیس و خطیب ہے ۔ جتنے حیوان ہیں ، سب کو ریاست و سلطنت کے احکام تعلیم کرتا ہے اور بادشاہوں کا یہی معمول ہے کہ اپنے ہمجنسوں سے جو کہ سلطنت و ریاست میں شریک ہیں ، ہم کلام ہوتے ہیں ، اگرچہ وہ شکل و صورت

---

۱ ۔ صرف نسخۂ سیتا پور (امیر المطابع) میں برعکس ہے صفحہ ، ۸۹۔

۲ ۔ اگر کے بجائے ''وہ'' صرف عبدالحق کے نسخے میں موجود ہے صفحہ ۱۰۹ ۔

میں مخالف ہوویں - یہ خیال اپنے دل میں نہ لاؤ کہ بادشاہ کسی غرض و مطلب کے واسطے اُن کی طرف‌داری و رعایت کرتا ہے -

القصہ بادشاہ نے انسانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ حیوانوں نے تمھارے ظلم کا جو کچھ شکوہ بیان کیا سب تم نے سنا اور تم نے جو دعویٰ کیا اُس کا بھی جواب اُنھوں نے دیا - اب، جو کچھ تم کو کہنا باقی ہو اُس کو بیان کرو - آدمیوں کے وکیل نے کہا کہ ہم میں بہت خوبیاں اور بزرگیاں ہیں کہ وہ ہمارے صدق دعویٰ پر دلالت کرتی ہیں - بادشاہ نے کہا ، اُنھیں بیان کرو - رومی نے کہا کہ ہم بہت سے علوم اور صنعتیں جانتے ہیں ، دانائی اور تدبیر میں سب حیوانوں سے غالب ہیں ، دنیا اور آخرت کے اُمور بخوبی سرانجام کرتے ہیں - اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں -

بادشاہ نے حیوانوں سے کہا ، اس نے جو اپنی فضیلتیں بیان کیں تم اس کا کیا جواب دیتے ہو ؟ حیوانوں کی جماعت نے یہ بات سن کر سرجھکا لیا ، کسی نے کچھ جواب نہ دیا - مگر بعد ایک گھڑی کے مکھیوں کے وکیل نے کہا کہ یہ آدمی گمان کرتا ہے کہ ہم بہت علوم اور تدبیریں جانتے ہیں جس کے سبب ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں - اگر آدمی فکر و تامل کریں تو معلوم ہو کہ ہم اپنے امور میں کس طور پر انتظام و بند و بست کرتے ہیں ، دانائی اور فکر میں ان سے غالب ہیں - علم ہندسہ میں یہ مہارت رکھتے ہیں کہ بغیر مسطر اور پرکار کے انواع و اقسام کے دائرے اور شکلیں مثلث و مربع کھینچتے ہیں - اپنے گھروں میں طرح طرح کے زاویے بناتے ہیں - سلطنت و ریاست کے قاعدے آدمیوں نے بھی ہم سے سیکھے ، اس واسطے کہ

ہم اپنے یہاں دربان اور چوکیدار متعین کرتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کے سامنے بغیر حکم کے کوئی آنے نہیں پاتا - درختوں کے پتوں سے شہد نکال کر جمع کرتے ہیں اور فراغت سے اپنے گھروں میں بیٹھ کر بال بچوں کے ساتھ کھاتے ہیں - جو کچھ ہمارا جھوٹا بچ رہتا ہے ، یہ سب آدمی اس کو نکال کر اپنے تصرف میں لاتے ہیں -

یہ ہنر ہم کو کہ کسی نے تعلیم نہیں کیے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ بغیر مدد اور اعانت استاد کے ہم اتنے ہنر جانتے ہیں - اگر انسانوں کو یہ گھمنڈ ہے کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں تو ہمارا جھوٹا کیوں کھاتے ہیں ؟ بادشاہوں کا یہ طریق نہیں ہے کہ غلاموں کا جھوٹا کھاویں اور یہ اکثر امور میں ہمارے محتاج رہتے ہیں - ہم کسی امر میں ان سے احتیاج نہیں رکھتے - پس یہ دعویٰ بے دلیل ان کو نہیں پہنچتا ہے -

اگر چیونٹی کے احوال پر یہ آدمی نگاہ کرے کہ باوجود چھوٹے جسم کے کیوں کر زمین کے نیچے طرح طرح کے مکان پیچ دار بناتی ہے - کیسی ہی سیلابی ہو پانی ان میں ہرگز نہیں جاتا اور کھانے کے لیے غلہ جمع کر رکھتی ہے - اگر کبھی اس میں سے کچھ بھیگ جاتا ہے نکال کر دھوپ میں سکھاتی ہے - جن دانوں میں احتمال جمنے کا ہوتا ہے ، ان کے چھلکے دور کرکے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہے - گرمیوں میں بہت سی چیونٹیاں قافلے کے قافلے جمع ہوکر قوت کے واسطے ہر ایک طرف جاتی ہیں - اگر کسی چیونٹی کو کہیں کچھ نظر آیا اور گرانی کے سبب اٹھ نہ سکا ، تھوڑا اس میں سے لے کر اپنے مجمع میں آ کر خبر کرتی ہے - ان میں جو آگے بڑھتی ہے وہ اس چیز سے کچھ تھوڑا پہچان

کے واسطے لے کر وہاں جا پہنچتی ہے - پھر سب جمع ہوکر کس محنت و مشقت سے اس کو اٹھا کر لاتی ہیں - اگر کسی چیونٹی نے محنت میں سستی کی ، اس کو مار کر نکال دیتی ہیں - پس اگر یہ آدمی تامل کرے تو معلوم ہو کہ چونٹیاں کیسا علم و شعور رکھتی ہیں -

اسی طرح ٹڈی جب کہ فصل ربیع میں کھا پی کر موٹی ہوتی ہے ، کسی نرم زمین میں جا کر گڑھا کھود کر انڈا دیتی ہے اور اس کو مٹی سے چھپا کر آپ اڑ جاتی ہے - جب اس کی موت کا وقت آتا ہے ، طائر کھا جاتے ہیں یا گرمی سردی کی کثرت سے آپ ہلاک ہوجاتی ہے - دوسرے برس پھر فصل ربیع مین جن دنوں ہوا معتدل ہوتی ہے اس انڈے سے ایک چھوٹا بچہ کیڑے کے مانند پیدا ہوکر زمین پر چلتا اور گھاس چرتا ہے - جس وقت پر اس کے نکلتے ہیں اور کھا پی کر موٹا ہوتا ہے ، یہ بھی بدستور سابق انڈا دے کر زمین میں چھپا دیتا ہے - غرض اسی طرح سال بہ سال بچے پیدا ہوتے ہیں -

اسی طرح ریشم کے کیڑے کہ بیشتر پہاڑوں کے درختوں پر، خصوصاً توت کے درخت پر رہتے ہیں ، ایام بہار مین جب کہ خوب موٹے ہوتے ہیں ، اپنے لعاب کو درخت پر تن کر بآرام تمام اس مین سوتے ہیں - جس وقت جاگتے ہیں اسی جال میں انڈے دے کر آپ نکل جاتے ہیں - ان کو تو طائر کھالیتے ہین یا آپ خود بخود گرمی یا سردی سے مر جاتے ہین اور انڈے سال بھر بحفاظت اس میں رہتے ہیں - دوسرے سال ان مین سے بچے پیدا ہوکر درخت پر چلتے پھرتے ہیں - جب یہ تازے و توانا ہوتے ہیں اسی طور پر انڈے دے کر بچے پیدا کرتے ہیں -

اور بھڑیں بھی دیواروں اور درختوں پر چھتے بنا کر ان مین

انڈے بچے دیتی ہیں مگر یہ کھانے کے واسطے کچھ جمع نہیں کرتی[1] ہیں - روز روز اپنا قوت ڈھونڈ لیتی ہیں اور جاڑوں کے دنوں مین غاروں یا گڑھوں میں چھپ کر مر جاتی ہیں - پوست ان کا تمام جاڑوں بھر وہاں پڑا رہتا ہے ، ہرگز سڑتا گلتا نہیں - پھر فصل ربیع میں خدا کی قدرت سے ان میں روح آجاتی ہے ، بدستور اپنے اپنے گھر بنا کر انڈے بچے پیدا کرتی ہیں -

غرض اسی طرح تمام حشرات الارض اپنے بچوں کو پیدا کرکے پرورش کرتے ہیں ، فقط شفقت و مہربانی سے ؛ یہ نہیں کہ ان سے کچھ خدمت کی توقع رکھتے ہیں - برخلاف آدمیوں کے کہ وہ اپنی اولاد سے نیکی اور احسان کے امیدوار رہتے ہیں - سخاوت اور جود کہ شیوہ بزرگوں کا ہے ، ہرگز ان میں نہیں - پھر کس چیز سے ہم پر فخر کرتے ہیں ؟ اور مکھی ، مچھر ، ڈانس وغیرہ کہ انڈے دیتے اور اپنے بچوں کی پرورش کرتے اور گھر بناتے ہیں ، صرف اپنے فائدے کے واسطے نہیں بلکہ اس لیے کہ بعد ان کے مرنے کے اور کیڑے آ کر آرام پاویں کیوں کہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی موت کا یقین کامل حاصل ہے ؛ جب کہ موت کے دن پورے ہوتے ہیں رضامندی اور خوشی سے خود فنا ہوجاتے ہیں - اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پھر دوسرے سال پیدا کرتا ہے - غرض کہ یہ کسی حال میں اس کا انکار نہیں کرتے ، جس طرح بعضے آدمی بعث و قیامت سے منکر ہیں - اگر آدمی ان حیوانوں کا احوال معلوم کریں کہ اپنی معاش اور معاد میں ان سے زیادہ تدبیریں جانتے ہیں ، تو یہ فخر نہ کریں کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں -

---

۱- نسخۂ عبدالحق صفحہ ۱۱۲ ''کرتے ہیں-'' باقی ہر نسخے میں درست ہے -

جس گھڑی مکھیوں کا وکیل اس کلام سے فارغ ہوا جنوں کے بادشاہ نے نہایت خوش ہو کر اس کی تعریف کی اور انسانوں کی جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس نے جو کہا سب سنا تم نے ؟ اب تمھارے نزدیک کوئی جواب باقی ھے ؟ ان میں سے ایک شخص اعرابی نے کہا کہ ہم میں بہت سی فضیلتیں اور نیک خصلتیں ھیں جن سے دعویٰ ھمارا ثابت ھوتا ھے ۔ بادشاہ نے کہا ، انھیں بیان کرو ۔ کہا کہ زندگی ھماری بہت عیش سے گزرتی ھے ۔ انواع واقسام کی نعمتیں کھانے پینے کی ھم کو میسر ھیں ، حیوانوں کو وہ نظر بھی نہیں آتیں ۔ میووں کا مغز اور گودا ھمارے کھانے میں آتا ھے ، پوست اور گٹھلی یہ کھاتے ھیں ۔ اس کے سوا طرح طرح کے کھانے ، شیر مال ، باقر خانی ، گاؤ دیدہ ، گاؤ زبان ، کلیجی[1] ، مطنجن ، زیر بریاں ، مزعفر ، شیر برنج ، کباب ، قورمہ ، بورانی ، فرنی ، دودھ ، دھی ، گھی ۔ قسم قسم کی مٹھائی ، حلوا سوھن ، لڈو ، پیڑے ، برفی ، امرتی ، لوزیات وغیرہ کھاتے ھیں ۔ تفریح طبع کے واسطے ناچ رنگ ، ھنسی چہل ، قصے کہانی میسر ھیں ۔ لباس فاخرہ اور زیورات طرح بطرح کے پہنتے ھیں ۔ نمد[2] ، قالین ، چاندنی ، جاجم اور بہت سے فرش فروش بچھاتے ھیں ۔ حیوانوں کو یہ سامان کہاں میسر ھیں ؟ ھمیشہ جنگل کی گھاس کھاتے ھیں اور رات دن ننگ دھڑنگ غلاموں کی طرح محنت و مشقت میں رھتے ھیں ۔ یہ سب چیزیں دلیل ھیں اس پر کہ ھم مالک اور یہ غلام ھیں ۔

طائروں کا وکیل ہزار داستان سامنے شاخ درخت پر بیٹھا تھا ۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی جو اپنے انواع و اقسام کے

---

۱ کلیجی ، نسخۂ عبدالحق صفحہ ۱۱۷ ۔
۲ نمد : اونی بچھونا ۔

کھانے پینے پر افتخار کرتا ہے ، یہ نہیں جانتا کہ حقیقت میں ان کے واسطے یہ سب رنج و عذاب ہے ۔ بادشاہ نے کہا ، یہ کیونکر ہے ؟ اسے بیان کر ۔ کہا ، اس واسطے کہ اس آرام کے لیے بہت محنتیں اور رنج اٹھاتے ہیں ۔ زمین کھودنا ، ھل جوتنا ، پل کھینچنا ، پانی بھرنا ، اناج بونا ، کاٹنا ، تولنا ، پیسنا ، تنور میں آگ جلانا ، پکانا ، گوشت کے واسطے قصائیوں سے جھگڑنا ، بنیوں سے حساب کتاب کرنا ، مال جمع کرنے کے لیے محنتیں اٹھانا ، علم و ھنر سیکھنا ، بدن کو رنج دینا ، دور دور ملکوں کو جانا ، دو پیسے کے واسطے امیروں کے سامنے ھاتھ باندھ کر کھڑے ھونا ۔ غرض اس جد و کد سے مال و اسباب جمع کرتے ھیں ، بعد مرنے کے وہ غیروں کے حصے میں آتا ہے ۔ اگر وجہ حلال سے پیدا کیا ہے تو اس کا حساب و کتاب ہے ، نہیں تو عذاب و عقاب ۔

اور ھم اس رنج و عذاب سے محفوظ رھتے ھیں کیونکہ غذا ھماری فقط گھاس پات ہے ۔ جو چیز زمین سے پیدا ھوتی ہے بے محنت و مشقت اس کو اپنے تصرف میں لاتے ھیں ۔ انواع و اقسام کے پھل اور میوے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ھمارے واسطے پیدا کیے ھیں ، کھاتے اور ھمیشہ اس کا شکر کرتے ھیں ۔ فکر و تلاش کھانے پینے کی ھمارے دل میں کبھی نہیں آتی ۔ جہاں جاتے ھیں فضل الٰہی سے سب کچھ میسر ھو جاتا ہے اور یہ ھمیشہ قوت کی فکر میں غلطاں و پیچاں رھتے ھیں ، اور طرح طرح کے کھانے جو یہ کھاتے ھیں ویسے ھی رنج و عذاب بھی اٹھاتے ھیں : امراض مزمنہ میں مبتلا رھتے ھیں ۔ بخار ، درد سر ، ھیضہ ، سرسام ، فالج ، لقوہ ، جوڑی ، کھانسی ، یرقان ، تپ دق ،

پھوڑا ، پھنسی ، کھجلی ، داد ، خنازیر[1] ، پیچش ، اسہال ، آتشک سوزاک ، فیل پا ، نکواسا ، غرض اقسام اقسام کی بیماریاں ان کو عارض ہوتی ہیں ۔ دوا دارو کے لیے طبیبوں کے یہاں دوڑتے پھرتے ہیں ، تس پر بے حیائی سے کہتے ہیں کہ ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں ۔

انسان نے جواب دیا کہ بیماری کی خصوصیت کچھ ہمارے واسطے نہیں ہے ، حیوان بھی بیشتر امراض میں مبتلا ہوتے ہیں ۔ اس نے کہا ، حیوان جو بیمار ہوتے ہیں صرف تمھاری آمیزش اور اختلاط سے ۔ کتے ، بلی ، کبوتر ، مرغ وغیرہ حیوانات کہ تمھارے یہاں گرفتار ہیں ، اپنے طور پر کھانے پینے نہیں پاتے ہیں ، اسی واسطے بیمار ہوجاتے ہیں ۔ اور جو حیوان کہ جنگل میں مخلا بالطبع پھرتے ہیں ، ہر ایک مرض سے محفوظ ہیں کیوں کہ کھانے پینے کے وقت ان کے مقرر ہیں ، کمی بیشی اس میں نہیں آتی ۔ اور یہ حیوانات جو تمھارے یہاں گرفتار ہیں اپنے طور پر اوقات بسر نہیں کرنے پاتے ؛ کھانا بے وقت کھاتے یا مارے بھوک کے انداز سے زیادہ کھا جاتے ہیں ۔ بدن کی ریاضت نہیں کرتے ، اسی سبب کبھی کبھی بیمار ہوجاتے ہیں ۔

تمھارے لڑکوں کے بیمار ہونے کا بھی یہی سبب ہے کہ حاملہ عورتیں اور دائیاں حرص سے غیر مناسب کھانے جن پر تم اپنا فخر کرتے ہو ، کھا جاتی ہیں ۔ اسی سے اخلاط غلیظہ پیدا ہوتی ہیں ، دودھ بگڑ جاتا ہے ۔ اس کے اثر سے لڑکے بدصورت پیدا ہوتے اور ہمیشہ امراض میں مبتلا رہتے ہیں ۔ انھیں مرضوں کے باعث مرگ مناجات اور شدت نزع اور غم و غصے میں گرفتار رہتے ہیں ۔ غرض

---

۱ خنازیر ــــــ خنزیر کی جمع = کنٹھ مالا ۔

کہ تم اپنے اعمال کی شامت سے ان عذابوں میں گرفتار اور ہم ان سے محفوظ ہیں ۔

کھانے کے اقسام میں تمھارے یہاں شہد نفیس تر اور بہتر ہے جس کو کھانے اور دوا میں استعمال کرتے ہو، سو وہ مکھیوں کا لعاب ہے ، تمھاری صنعت سے نہیں - پھر کس چیز کا فخر کرتے ہو ؟ باقی پھل اور دانے ، ان کے کھانے میں ہم تم شریک ہیں اور قدیم سے ہمارے تمھارے جد و آبا شریک ہوتے چلے آئے ہیں - جن دنوں تمھارے جد اعلیٰ حضرت آدم و حوا باغ بہشت میں رہتے تھے اور بے محنت و مشقت وہاں کے میوے کھاتے ، کسی طرح کی فکر نہ تھی : ہمارے جد و آبا بھی اس ناز و نعمت میں ان کے شریک تھے ۔

جب تمھارے بزرگوار اپنے دشمن کے بہکانے سے خدا کی نصیحت بھول گئے اور دانے کے واسطے حرص کی ، وہاں سے نکالے گئے ، فرشتوں نے نیچے لا کر ایسی جگہ ڈال دیا جہاں پھل پتی بھی نہ تھی ، میووں کا تو کیا دخل ؟ ایک مدت تلک اس غم میں رویا کیے ، آخر کو توبہ قبول ہوئی ، خدا نے گناہ معاف کیا ۔ ایک فرشتے کو بھیجا ، اس نے یہاں آ کر زمین کھودنا ، بونا ، پیسنا ، پکانا ، لباس بنانا سکھلایا ۔ غرض رات دن اس محنت و مشقت میں گرفتار رہتے تھے ۔ جب کہ اولاد بہت پیدا ہوئی اور ہر ایک جگہ جنگل اور آبادی میں رہنے لگے ، پھر تو زمین کے رہنے والوں پر بدعت شروع کی ۔ گھر ان کے چھین لیے ، کتنوں کو پکڑ قید کرلیا ، بہتیرے بھاگ گئے ۔ ان کے قید و گرفتار کرنے کے واسطے انواع و اقسام کے پھندے اور جال بنا بنا کر درپے ہوئے ۔ آخر کو نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب تم کھڑے ہو ، فخر و مرتبہ اپنا بیان کرتے ہو ، مناظرے اور مجادلے کے واسطے مستعد ہو ۔ اور یہ

جو تم کہتے ہو کہ ہم خوشی کی مجلس کرتے ہیں ، ناچ رنگ میں مشغول رہتے ہیں ، عیش و عشرت میں اوقات بسر کرتے ہیں ، لباس فاخرہ اور زیور انواع و اقسام کے پہنتے ہیں ، ان کے سوا اور بہت سی چیزیں جو ہم کو میسر نہیں ہیں ، سچ ہے لیکن ان میں سے ہر ایک چیز کے عوض تم کو عذاب اور عقاب بھی ہوتا ہے کہ جس سے ہم محفوظ ہیں کیوں کہ تم شادی کی مجلس کے عوض ماتم خانی میں بیٹھتے ہو ، خوشی کے بدلے غم اٹھاتے ہو ، راگ رنگ اور ہنسی کے بدلے روتے اور رنج کھینچتے ہو ، نفیس مکانوں کی جگہ تاریک قبر میں سوتے ہو ، زیور کے عوض گلے میں طوق ، ہاتھوں میں ہتھکڑی ، پاؤں میں زنجیر پہنتے ہو ، تعریف کے بدلے ہجو میں گرفتار ہوتے ہو ، غرض ہر ایک خوشی کے عوض غم بھی اٹھاتے ہو - اور ہم ان مصیبتوں سے محفوظ ہیں ، کیوں کہ یہ محنتیں اور رنج غلاموں اور بد بختوں کے واسطے چاہئیں -

اور ہم کو تمھارے شہروں اور مکانوں کے بدلے یہ میدان وسیع میسر ہے - زمین سے آسمان تک جہاں جی چاہتا ہے ، اڑتے ہیں - ہرا ہرا سبزہ دریا کے کنارے بے تکلف چرتے چگتے ہیں ، بے محنت و مشقت رزق حلال کھاتے اور پانی لطیف پیتے ہیں ، کوئی منع کرنے والا نہیں - رسی ، ڈول ، مشک ، کوزے کے محتاج نہیں - یہ سب چیزیں تمھارے واسطے چاہئیں کہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر جابجا لیے پھرتے اور بیچتے ہو - ہمیشہ محنت و مصیبت میں گرفتار رہتے ہو - یہی سب نشانیاں غلاموں کی ہیں - یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ تم مالک اور ہم غلام ہیں ؟

بادشاہ نے انسانوں کے وکیل سے پوچھا کہ اب تیرے نزدیک کوئی اور جواب باقی ہے ؟ اس نے کہا ، ہم میں خوبیاں اور بزرگیاں بہت ہیں کہ ہمارے دعوے پر دلالت کرتی ہیں -

بادشاہ نے کہا ، انھیں بیان کر ۔ ان میں سے ایک شخص عبرانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو انواع و اقسام کی بزرگیاں بخشیں ۔ دین و نبوت اور کلام منزل یہ سب نعمتیں عطا کیں ، حلال و حرام اور نیک و بد سے آگاہ کرکے واسطے دخول جنت کے ہم کو خاص کیا ۔ غسل ، طہارت ، نماز ، روزہ ، صدقہ ، زکٰوۃ ، مسجدوں میں نماز ادا کرنا ۔ ممبروں پر خطبہ پڑھنا اور بہت عبادتیں ہم کو تعلیم کیں ۔ یہ سب بزرگیاں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ہم مالک ہیں اور یہ غلام ۔

طائروں کے وکیل نے کہا ، اگر تامل و فکر کرو تو معلوم ہو کہ یہ چیزیں تمھارے واسطے رنج و عذاب ہیں ۔ بادشاہ نے کہا ، یہ رنج کس طرح ہے ؟ اس نے کہا ، یہ سب عادتیں اللہ تعالیٰ نے اس واسطے مقرر کی ہیں کہ گناہ ان کے عفو ہوجاویں اور گمراہ نہ ہونے پاویں ۔ چناں‌چہ قرآن میں فرماتا ہے ''ان الحسنات یذھبن السیات''۔ یعنی نیکیاں گناہوں کو دفع کرتی ہیں ۔ اگر یہ قواعد شرعی پر عمل نہ کریں تو خدا کے نزدیک روسیاہ ہوویں ، اسی خوف سے عبادت میں مشغول رہتے ہیں ۔ اور ہم گناہوں سے پاک ہیں ، ہم کو کچھ احتیاج عبادت کی نہیں جس سے یہ اپنا فخر کرتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو ان لوگوں کے واسطے بھیجا ہے جوکہ کافر و مشرک اور گناہگار ہیں ، اس کی عبادت نہیں کرتے ، رات دن فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں اور ہم اس شرک و معاصی سے بری ہیں ، خدا کو واحد و لاشریک جانتے ہیں اور اس کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور انبیا و رسول مثل طبیب و نجومی کے ہیں ، طبیبوں سے وہی لوگ احتیاج رکھتے ہیں جوکہ مریض و علیل ہوتے ہیں اور نجومیوں سے منحوس و بد طالع التجا کرتے ہیں ۔

اور غسل و طہارت تمھارے واسطے اس لیے فرض ہوا ہے
کہ ہمیشہ ناپاک رہتے ہو ۔ رات دن زنا اور اغلام میں اوقات بسر
کرتے ہو اور بیشتر گندہ بدن ہوتے ہو ، اس واسطے تم کو طہارت
کا حکم ہے ۔ اور ہم ان چیزوں سے کنارہ کرتے ہیں ؛ تمام سال
میں ایک بار قربت کرتے ہیں ، سو بھی شہوت و لذت کے واسطے
نہیں ، صرف بقائے نسل کے لیے اس امر کے مرتکب ہوتے ہیں ۔
نماز روزہ اس واسطے فرض ہے کہ اس کے سبب تمھارے گناہ عفو
ہوجاویں ۔ ہم گناہ کرتے نہیں ، ہم پر کیوں فرض ہووے ۔
صدقہ زکوٰۃ اس لیے واجب ہے کہ تم بہت مال حلال و حرام سے
جمع رکھتے ہو ، اهل حقوق کو نہیں دیتے ۔ اگر غریب و مسکین
پر خرچ کرو تو کاھے کو زکوٰۃ فرض ہووے ۔ اور ہم اپنے ابنائے
جنس پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں ، بخل سے کبھی کچھ جمع
نہیں کرتے ۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے
حلال و حرام اور حدود و قصاص کی آیتیں نازل کی ہیں ، سو یہ
تمھاری تعلیم کے واسطے ہے کیوں کہ قلب تمھارے تاریک ہوتے
ہیں ، جہالت و نادانی سے فائدے اور نقصان کو نہیں سمجھتے ہو ،
اسی واسطے معلم اور استاد کے محتاج رہتے ہو ۔ اور ہم کو
بلا واسطہ پیغمبروں کے ہر چیز سے اللہ تعالیٰ خبر کرتا ہے ۔
چناں چہ آپ ہی فرماتا ہے : ”واوحیٰ ربک الی النحل أن
اتخذی من الجبال بیوتاً ۔“ یعنی خدا نے مکھی سے کہا کہ
پہاڑ پر اپنا گھر بنا ۔ اور ایک مقام پر یوں ارشاد فرماتا ہے :
”کل قد علم صلوٰتہ وتسبیحہ ۔“ حاصل یہ ہے کہ ہر ایک
حیوان اپنی دعا اور تسبیح جانتا ہے ۔ اور ایک موقع پر یوں فرماتا ہے :
فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوٰۃ

اخیہ ۔ قال یاویلتیٰ اعجزت ان اکون مثل ھٰذ الغراب فاُواری سوءۃ اَخی فاصبح من النادمین ۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا کہ جاکر زمین کھودے اور قابیل کو دکھلاوے کہ وہ بھی اس طرح اپنے بھائی کی نعش کو زمین کھود کر دفن کرے ۔ اس وقت قابیل نے اس کو دیکھ کر کہا ، افسوس کہ ہم کو اس کوے کے برابر بھی عقل نہیں ہے کہ بھائی کی نعش کو اس طرح دفن کریں ۔ غرض اس بات سے نہایت ندامت اٹھائی ۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ ہم جماعت کی نماز پڑھنے کے واسطے مسجدوں اور خانقاھوں میں جاتے ھیں ، ہم کو اس کی کچھ احتیاج نہیں ہے ۔ ہمارے واسطے سب مکان مسجد و قبلہ ھیں ۔ جیدھر نگاہ کرتے ھیں ، مظہر الٰہی نظر آتا ہے ۔ اور جمعہ و عید کی نماز کے واسطے بھی کچھ خصوصیت ھم کو نہیں ، ھم ھمیشہ رات دن نماز روزے میں مشغول رھتے ھیں ۔ غرض جن چیزوں پر تم فخر کرتے ھو ، ھم کو اس کی کچھ احتیاج نہیں ہے ۔

طائروں کا وکیل جس گھڑی یہ کہہ چکا ، بادشاہ نے انسانوں کی طرف دیکھ کر کہا ، اب اور جو کچھ تم کو کہنا باقی ھو بیان کرو ۔ انسانوں کی جماعت سے عراقی نے جواب دیا کہ ابھی بہت فضیلتیں اور بزرگیاں ھم میں باقی ھیں جن سے ثابت ھوتا ہے کہ ھم مالک اور حیوان ہمارے غلام ھیں ۔ چناں چہ زیب و آرائش کے واسطے انواع و اقسام کے لباس دوشالہ ، کمخاب ، حریر ، دیبا ، سمور ، مشروع ، گلبدن ، محمودی ، صحن ، اطلس ، جامدانی ، ڈوریا ، چارخانہ ۔ طرح طرح کے فرش ، قالین ، نمد ، جاجم ، چاندنی ؛ اس کے سوا اور بہت نعمتیں ھم کو میسر ھیں ۔ اس سے معلوم ھوتا ہے کہ ھم مالک اور یہ غلام ھین کیوں کہ حیوانوں کو یہ

سامان کہاں میسر ہے ۔ عریان محض جنگل میں غلاموں کی طرح پڑے پھرتے ہیں ۔ یہ سب خدا کی بخششیں اور نعمتیں ہماری ملکیت پر دلیل ہیں ۔ ہم کو لائق ہے کہ ان پر حکومت خاوندانہ کریں ۔ جس طرح چاہیں ، ان کو رکھیں ، یہ سب ہمارے غلام ہیں ۔

بادشاہ نے حیوانوں سے کہا ، اب تم اس کا کیا جواب دیتے ہو؟ درندوں کے وکیل کلیلہ نے اس آدمی سے کہا کہ تم اس لباس فاخرہ اور ملائم پر جو اتنا فخر کرتے ہو، یہ کہو کہ یہ طرح طرح کے لباس اگلے زمانے میں کہاں تھے ؟ مگر حیوانوں سے ظلم و بدعت کرکے چھین لیے ۔ آدمی نے کہا ، یہ بات تو کس وقت کی کہتا ہے ؟ کلیلہ نے کہا ، تمھارے یہاں سب لباسوں میں نازک و ملائم، دیبا و حریر اور آبریشم ہوتا ہے ، سووہ کیڑے کے لعاب سے ہے ۔ اور یہ کیڑا آدم کی اولاد میں نہیں ہے بلکہ حشرات الارض کی قسم سے ہے کہ اپنی پناہ کے واسطے درختوں پر لعاب سے تنتا ہے کہ جاڑے گرمی کی آفت سے محفوظ رہے ۔ تم نے بجور و ظلم اس سے چھین لیا ۔ اس واسطے اللہ نے تم کو اس عذاب میں گرفتار کیا ہے کہ اسے لے کر محنت سے تنتے بنتے ہو ، پھر درزی سے سلاتے اور دھوبی سے دھلاتے ہو ۔ غرض ایسے ایسے رنج و محنت اٹھاتے ہو کہ اس کو احتیاط سے رکھتے اور بیچتے ہو ، ہمیشہ اسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہو ۔

اسی طرح اور لباس کہ بیشتر حیوانات کی کھال بال سے بنتے ہیں ۔ خصوص لباس فاخرہ تمھارے اکثر حیوان کی پشم ہوتے ہین ۔ ظلم و تعدی سے چھین کر اپنی طرف نسبت کرتے ہو ، اس پر اتنا فخر کرنا بے جا ہے ۔ اگر ہم اس سے فخر کریں تو زیب دیتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بدن پر پیدا کیا ہے کہ ہم اپنے ستر و لباس کریں ۔ اس نے شفقت و مہربانی سے یہ

لباس هم کو عطا کیا ہے کہ سردی گرمی سے محفوظ رہیں - جس وقت هم پیدا ہوتے ہیں اسی وقت سے اللہ تعالیٰ ہمارے بدن پر یہ لباس بھی پیدا کرتا ہے - اس کی مہربانی سے بے محنت و مشقت یہ سب ہم کو میسر ہے اور تم ہمیشہ دم مرگ تک اسی فکر میں مبتلا رہتے ہو - تمھارے جد اعلا نے خدا کی نافرمانی کی تھی ، اس کے بدلے تم کو یہ عذاب ہوتا ہے -

بادشاہ نے کلیلہ سے کہا کہ آدم کی ابتدائے خلقت کا احوال هم سے بیان کر - اس نے کہا ، جس وقت اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کو پیدا کیا ، غذا اور پوشش مثل حیوانات کے ان کے واسطے مہیا کی - چناں چہ پورب کی طرف یاقوت کے پہاڑ پر خط استوا کے نیچے یہ دونوں رہتے تھے - جس وقت ان کو پیدا کیا صرف ننگے تھے ؛ سر کے بالوں سے تمام بدن ان کا چھپا رہتا اور انھیں بالوں کے سبب سردی گرمی سے محفوظ رہتے تھے - اس باغ میں چلتے پھرتے اور تمام درختوں کے میوے کھاتے تھے - کسی نوع کی محنت و مشقت نہ اٹھاتے ، جس طرح اب یہ لوگ اس میں گرفتار ہیں - حکم الٰہی یہ تھا کہ تمام بہشت کے میوے کھاویں مگر اس درخت کے نزدیک نہ جاویں - شیطان کے بہکانے سے خدا کی نصیحت بھلا دی ، اسی وقت سب مرتبہ جاتا رہا - سر کے بال گر گئے ، ننگ دھڑنگ ہو گئے - فرشتوں نے بموجب حکم الٰہی کے وہاں سے نکال باہر کر دیا جیسا کہ جنوں کے حکیم نے اس احوال کو پہلی فصل میں مفصل بیان کیا ہے -

جس وقت درندوں کے وکیل نے یہ احوال بیان کیا ، آدمی نے کہا ، اے درندو! تم کو لازم و مناسب نہیں ہے کہ ہمارے سامنے گفتگو کرو ، بہتر یہ ہے کہ چپکے ہو رہو - کلیلہ نے کہا ، اس کا کیا سبب ؟ کہا ، اس واسطے کہ حیوانوں میں تم سے زیادہ

شریر و بد ذات کوئی نہیں ہے اور کسی حیوان میں تمھاری سی قساوت[1] قلبی نہیں ہے - اور مردار کھانے میں بھی اتنا حریص کوئی نہیں ہے - حیوانوں کے ضرر کے سوا تم میں کوئی فائدہ نہیں - ہمیشہ ان کے قتل و غارت میں رہتے ہو - اس نے کہا ، یہ کیوں کر ہے ؟ اسے بیان کر - کہا ، اس واسطے کہ جتنے درند ہیں حیوانات کو شکار کر کے کھا جاتے ہیں ، استخواں توڑتے اور لوھو پیتے ہیں ، ہرگز اُن کے حال پر رحم نہیں کرتے -

درندوں کے وکیل نے کہا کہ ہم جو یہ حرکت حیوانوں سے کرتے ہیں ، فقط تمھاری تعلیم سے ، و الا" ہم اس سے کچھ واقف بھی نہ تھے ، اس واسطے کہ قبل آدم کے درند کسی حیوان کو شکار نہ کرتے تھے - جو حیوان کہ جنگل بیابان میں مر جاتا تھا اس کا گوشت کھاتے ، زندہ حیوان کو تکلیف نہ دیتے - غرض جب تک ادھر اُدھر سے گرا پڑا گوشت پاتے ، کسی جانور کو نہ چھیڑتے ، مگر وقت احتیاج و اضطرار کے مجبور تھے - جب کہ تم پیدا ہوئے اور بکری ، بھیڑ ، گائے ، بیل ، اونٹ ، گدھے پکڑ کر قید کرنے لگے ، کسی حیوان کو جنگل میں باقی نہ رکھا ؛ پھر گوشت ان کا جنگل میں کہاں سے ملتا ؟ لاچار ہو کر زندہ حیوان شکار کرنے لگے - اور ہمارے واسطے یہ حلال ہے ، جس طرح تم کو اضطرار کی حالت میں مردار کھانا روا ہے - اور یہ جو تم کہتے ہو کہ درندوں کے دلوں میں قساوت اور بے رحمی ہے ، ہم کسی حیوان کو اپنا شاکی نہیں پاتے ، جیسا کچھ تم سے شکوہ کرتے ہیں -

---

۱ - قساوت = سخت دلی ، بے رحمی -

اور یہ جو کہتے ہو کہ درند حیوانوں کا پیٹ چاک کرکے لوھو پیتے اور گوشت کھاتے ہیں ، تم بھی یہی کرتے ہو ۔ چھریوں سے کاٹنا ، ذبح کرکے کھال کھینچنا ، پیٹ چاک کرکے استخوان توڑنا ، بھون کر کھانا یہ حرکتیں تم سے وقوع میں آتی ہیں ، ہم ایسا نہیں کرتے ہیں ۔ اگر غور و تامل کرو تو معلوم ہو کہ درندوں کا ظلم تمھارے برابر نہیں ہے جیسا کہ بہائم کے وکیل نے فصل اول میں بیان کیا ہے ۔ اور تم آپس میں اپنے بھائی بندوں سے یہ حرکت کرتے ہو کہ درند اس سے واقف بھی نہیں ہیں ۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ تم سے کسی کو نفع نہیں پہنچتا ہے سو یہ ظاہر ہے کہ ہماری کھال بال سے تم سب کو نفع پہنچتا ہے ۔ اور جتنے شکاری جانور تمھارے یہاں گرفتار ہیں ، شکار کرکے تم کو کھلاتے ہیں ۔ مگر یہ کہو کہ تم سے حیوانات کو کیا فائدہ پہنچتا ہے ؟ نقصان ظاہر ہے کہ حیوانوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کھاتے ہو ۔ اور ہم سے تم کو اتنا بخل ہے کہ اپنے مردوں کو بھی مٹی میں گاڑ دیتے ہو کہ ہم کھانے نہ پاویں ۔ ہم کو نہ تمھارے زندوں سے فائدہ ہوتا ہے نہ مردوں سے ۔

اور یہ جو کہتے ہو کہ درند حیوانوں کو قتل و غارت کرتے ہیں ، سو یہ تم کو دیکھ کر درندوں نے اختیار کیا ہے کہ ھابیل قابیل[۱] کے وقت سے اس وقت تک دیکھتے چلے آتے ہیں کہ تم ہمیشہ جنگ و جدل میں مشغول رہتے ہو ۔ چناں چہ رستم ، اسفندیار ، جمشید ، ضحاک ، فریدون ، افراسیاب ، منوچہر ، دارا ، اسکندر وغیرہ ہمیشہ قتال و جدال میں رہے اور اسی میں کھپ

---

۱ ۔ نسخۂ عبدالحق صفحہ ۱۲۳ میں قابیل کا لفظ نہیں ہے ، نسخۂ ولیم ناسولیس اور دیگر نسخوں میں موجود ہے ۔

گئے - اب بھی فتنہ و فساد میں تم مشغول ہو ، تس پر بے حیائی
سے فخر کرتے ہو اور درندوں کو بد نام کرتے ہو - مکر و بہتان
سے چاہتے ہو کہ اپنی مالکیت ثابت کرو ؟ جس طرح تم ہمیشہ
جنگ و جدل میں رہتے ہو ، درندوں کو بھی کبھی دیکھا کہ آپس
میں ایک دوسرے کو رنج دیوے ؟ اگر درندوں کے احوال کو
خوب تامل اور فکر سے دریافت کرو تو معلوم ہو کہ یہ تم سے
کہیں بہتر ہیں -

انسانوں کے وکیل نے کہا ، اس پر کوئی دلیل بھی ہے ؟ اس نے
کہا ، جو تمھاری قوم میں زاہد و عابد ہوتے ہیں، تمھارے ملک سے
نکل کر پہاڑ جنگل میں جہاں درندوں کے مکان ہیں ، جاتے ہیں اور
انھیں سے رات دن گرم صحبت رکھتے ہیں ، درند بھی ان کو نہیں
چھیڑتے - پس اگر درند تم سے بہتر نہ ہوتے ، تمھارے زاہد و عابد
کا ہے کو ان کے پاس جاتے ؟ کیوں کہ صالح اور پرہیزگار
شریروں کے پاس نہیں جاتے بلکہ ان سے دور بھاگتے ہیں - یہی
دلیل ہے کہ درند تم سے بہتر ہیں -

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ تمھارے ظالم بادشاہوں کو اگر
کسی آدمی کی صلاح و زہد میں شک واقع ہوتا ہے ، اس کو جنگل
میں نکال دیتے ہیں - اگر درند اس کو نہیں چھیڑتے تو اس سے وہ
معلوم کرتے ہیں کہ یہ شخص صالح اور متقی ہے کیوں کہ ہر
ایک جنس اپنے ہم جنس کو پہچان لیتی ہے - اسی واسطے درند
صالح جان کر ان سے تعرض نہیں کرتے - سچ ہے ، ولی را ولی
می شناسد - ہاں درندوں میں شریر اور بد ذات بھی ہوتے ہیں ، سو
یہ کہاں نہیں ، ہر جنس میں نیک و بد ہوتے ہیں مگر جو درند کہ
شریر ہیں وہ بھی نیکوں اور صالحوں کو نہیں چھیڑتے - پر
بد ذات آدمیوں کو کھاتے ہیں - چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

''نولی بعض الظالمین بعضاً بما کانوا یکسبون ۔'' یعنی ظالموں پر ہم ظالموں کو مسلط کرتے ہیں کہ اپنے گناہوں کا نتیجہ پاویں ۔

جس گھڑی درندوں کا وکیل اس کلام سے فارغ ہوا ، جنوں کے گروہ سے ایک حکیم نے کہا ، یہ سچ کہتا ہے ۔ جو نیک لوگ ہیں وہ بدوں سے بھاگ کر نیکوں سے الفت کرتے ہیں ، اگرچہ غیر جنس ہوویں اور جو بد ہیں وہ بھی نیکوں سے بھاگتے اور بدوں سے جاکر ملتے ہیں ۔ اگر انسان شریر و بد ذات نہ ہوتے تو عابد و زاہد ان کے کاہے کو جنگل پہاڑ میں جاکر رہتے اور درندوں سے باوجود غیر جنسیت کے محبت پیدا کرتے ؟ کیوں کہ ان کی آن کی مناسبت ظاہری نہیں ہے ، مگر نیک خصلت میں البتہ شریک ہیں ۔ تمام جنوں کی جماعت نے کہا ، یہ سچ کہتا ہے ، اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ۔ انسانوں نے ہر طرف سے جو یہ لعن طعن سنی نہایت شرمندہ ہوکر سب نے اپنا سرجھکا لیا ۔ اتنے میں شام ہوگئی ، دربار برخاست ہوا ، سب وہاں سے رخصت ہوکر اپنے اپنے مکانوں کو گئے ۔

———

یہ فصل انسان اور طوطے کے مناظرے میں

صبح کے وقت تمام انسان و حیوان دارالعدالت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے انسانوں سے فرمایا کہ اگر تم کو اپنے دعوے پر کوئی دلیل اور بھی بیان کرنا ہو تو اسے بیان کرو۔ انسان فارسی نے کہا کہ ہم میں بہت اوصاف حمیدہ ہیں جن سے دعویٰ ہمارا ثابت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا، انھیں بیان کرو۔ اس نے کہا، ہمارے گروہ میں بادشاہ، وزیر، امیر، منشی، دیوان، عامل، فوجدار نقیب، چوبدار، خادم، یار، مددگار ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت فریق دولت مند، اشراف، صاحب مروت، اہل علم، زاہد، عابد، پرہیزگار، خطیب، شاعر، عالم، فاضل، قاضی، مفتی، صوفی، نحوی، منطقی، حکیم، مہندس، نجومی، کاہن، معبر، کیمیاگر، ساحر ہیں۔ اور اہل حرفہ، معمار، جلاہے، دھنیے، کفش دوز، درزی وغیرہ بہت سے فرقے۔ اور ان سب فرقوں میں ہر ایک کے جدے جدے اخلاق و اوصاف حمیدہ و مذاہب و صنائع پسندیدہ ہیں۔ یہ سب خوبیاں اور اوصاف ہمارے واسطے خاص ہیں، حیوانوں کو ان سے بہرہ نہیں، اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہم مالک اور حیواں ہمارے غلام ہیں۔

انسان جس وقت یہ کہہ چکا، طوطے نے بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی اپنے فرقوں کی زیادتی پر افتخار کرتا ہے۔ اگر طائروں کی اقسام کو دریافت کرے تو معلوم ہو کہ ان کے مقابلے میں یہ

نہایت کم ھیں ، لیکن میں ھر ایک ان کے نیک فرقے کے مقابل دوسرا فرقۂ بد اور ھر ایک صالح کی جگہ ایک شقی بیان کرتا ھوں کہ ان کی قوم میں نمرود ، فرعون ، کافر ، فاسق ، مشرک ، منافق ، ملحد ، بدعہد ، ظالم ، رھزن ، چوٹے ، عیار ، جیب کترے اچکے ، جھوٹے ، مکار ، دغاباز ، مخنث ، زانی ، مغلم ، جاھل ، احمق بخیل ، ان کے سوا اور بھی بہت سے فرقے کہ جن کے قول و فعل قابل بیان کے نہیں ھوتے ، ھیں اور ھم ان سے بری ھیں - مگر بیشتر خصائل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ میں شریک ، اس واسطے کہ ھمارے گروہ میں بھی سردار و رئیس اور یار و مددگار ھوتے ھیں بلکہ ھمارے سردار سیاست و ریاست میں انسانوں کے بادشاھوں سے بہتر ھیں کیوں کہ وہ فقط اپنی غرض و منفعت کے لیے رعیت و فوج کی پرورش کرتے ھیں - جب کہ مقصد ان کا حاصل ھوجاتا ھے ، اس وقت فوج و رعایا کے حال پر کچھ خیال نہیں کرتے حالانکہ یہ طریقہ رئیسوں کا نہیں ھے -

ریاست و سرداری کے واسطے لازم ھے کہ بادشاہ اپنی فوج و رعیت پر ھمیشہ شفقت و مہربانی رکھے - جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ھمیشہ رحمت کرتا ھے اسی طرح ھر ایک بادشاہ کو چاھیے کہ اپنی رعایا پر شفقت کی نظر رکھے - اور حیوانوں کے سردار فوج و رعیت کے حال پر ھمیشہ شفقت و مہربانی رکھتے ھیں - اسی طرح چیونٹیوں کے اور طائروں کے رئیس بھی اپنی رعیت کی درستی اور انتظام میں مصروف رھتے ھیں اور جو کچھ فوج و رعایا سے سلوک کرتے ھیں اس کا بدلہ اور عوض نہیں چاھتے - اور اپنی اولاد سے بھی پرورش کے عوض نیکی کی توقع نہیں رکھتے ، جس طرح آدمی اولاد کی پرورش کرکے پھر ان سے خدمت لیتے ھیں - حیوان بچوں کو پیدا کرکے پرورش کر دیتے ھیں ، پھر

ان سے کچھ غرض نہیں رکھتے ، فقط شفقت و مہربانی سے پالتے اور کھلاتے ہیں ۔ خدا کی راہ پر ثابت قدم ہیں کیوں کہ وہ بندوں کو پیدا کرکے رزق پہنچاتا ہے اور ان سے شکر کی توقع نہیں رکھتا ۔ انسانوں میں اگر یہ فعل بد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان سے کیوں فرماتا کہ شکر کرو ہمارا اور اپنے ماں باپ کا ؟ ہماری اولاد پر یہ حکم نہیں کیا ، کیوں کہ یہ کفر و نافرمانی نہیں کرتے ۔

طوطا جس وقت اس کلام تک پہنچا ، جنات کے حکیموں نے بھی کہا ، یہ سچ کہتا ہے ۔ انسانوں نے شرمندہ ہوکر سرجھکا لیا ، کسی نے کچھ جواب نہ دیا ۔ اتنے میں بادشاہ نے ایک حکیم سے پوچھا کہ جن بادشاہوں کا وصف بیان کیا کہ اپنی رعیت اور فوج پر نہایت شفقت اور مہربانی کرتے ہیں ، وہ کون بادشاہ ہیں؟ حکیم نے کہا ، مراد ان بادشاہوں سے ملائکہ ہیں ، اس واسطے کہ جتنے حیوانات کے اجناس و انواع و اشخاص ہیں سب کے واسطے اللہ کی طرف سے ملائکہ مقرر ہیں کہ ہر ایک کی حفاظت اور رعایت کرتے ہیں ۔ اور ملائکوں کے گروہ میں بھی رئیس و سردار ہوتے ہیں کہ اپنے اپنے گروہ پر شفقت و مہربانی رکھتے ہیں ۔

بادشاہ نے پوچھا کہ فرشتوں میں یہ شفقت و مہربانی کہاں سے ہوئی ؟ اس نے کہا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ فائدہ حاصل کیا ہے کیوں کہ جس طرح وہ اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے ، دنیا میں کسی کی شفقت اس کے لاکھویں حصے کو نہیں پہنچتی ، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ، ہر ایک کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کیے ، شکل و صورت نہایت خوبی اور لطافت سے بنائی ، حواس مدرکہ بخشے ، نفع و نقصان بیے

سب کو خبردار کیا اور انھیں کے آرام کے واسطے آفتاب و ماھتاب اور برج و ستارے پیدا کیے ، درختوں کے پھل اور پتوں سے رزق پہنچایا - غرض انواع و اقسام کی نعمتیں پیدا کیں - یہ سب اس کی شفقت و مرحمت پر دلیل ھے -

بادشاہ نے پوچھا ، آدمیوں کی حفاظت کے واسطے جو ملائکہ مقرر ھیں ، ان کا سردار کون ھے ؟ حکیم نے کہا ، وہ نفس ناطقہ ھے کہ جس وقت سے آدم پیدا ھوا اسی وقت یہ اس کے جسم کا شریک ھے - جن فرشتوں نے کہ بہ موجب حکم الٰہی کے آدم کو سجدہ کیا ان کو نفس حیوانی کہتے ھیں کہ نفس ناطقہ کے تابع ھیں اور جس نے کہ سجدہ نہ کیا وہ قوت غضبیہ و نفس امارہ ھے ، ابلیس بھی اسی کو کہتے ھیں - نفس ناطقہ آدم کی اولاد میں اب تک باقی ھے ، جس طرح صورت جسمیہ آدم کی اب تک وھی باقی ھے - اسی صورت پر پیدا ھوتے اور رھتے ھیں اور اسی صورت سے قیامت کے دن بنی آدم اٹھ کر بہشت میں داخل ھوویں گے -

بادشاہ نے پوچھا ، اس کا کیا سبب کہ ملائکہ اور نفوس نظر نہیں آتے ؟ حکیم نے کہا ، اس واسطے کہ وہ نورانی اور شفاف ھیں ، حواس جسمانی سے محسوس نہیں ھوتے مگر انبیا اور اولیا قلب کی صفائی کے سبب اُن کو دیکھتے ھیں کیوں کہ نفوس ان کے تاریکی جہالت سے پاک ھیں ، خواب غفلت سے بیدار رھتے ھیں - نفوس اور ملائکہ سے ان کو مناسبت ھے ، اس واسطے ان کو دیکھتے اور ان کا کلام سن کر اپنے ابنائے جنس کو خبر کرتے ھیں -

بادشاہ نے یہ احوال سن کر حکیم سے فرمایا ، جزاک اللہ - بعد اس کے طوطے کی طرف دیکھ کر کہا ، تو اپنے کلام کو تمام کر - اس نے کہا ، یہ آدمی جو دعویٰ کرتا ھے کہ ھماری قوم

میں بہت کاریگر اور اہل حرفہ ہوتے ہیں، سو یہ موجب فضیلت کا نہیں ہے کیوں کہ ہم میں بھی بعضے حیوان اُن صنعتوں میں ان کے شریک ہیں ۔ چناں چہ مکھی ان کے معمار اور مہندسوں سے تعمیر اور ترمیم میں زیادہ سلیقہ رکھتی ہے ۔ اپنے گھر کو بغیر مٹی اور اینٹ اور چونے اور گچ کے بناتی ہے ۔ خط اور دائرہ کھینچنے میں مسطر اور پرگار[1] کی احتیاج نہیں رکھتی اور یہ اسباب و آلات کے محتاج نہیں ہوتے ہیں ۔ اسی طرح مکڑی کہ سب کیڑوں سے ضعیف ہے مگر تننے بننے میں ان کے جلاھوں سے زیادہ ہوشیار ہے ۔ پہلے تو لعاب سے تار کھینچتی ہے، بعد اس کے مثل خطوط کے بنا کر پھر اوپر سے اس کو درست کرتی ہے اور بیچ میں کچھ تھوڑا مکھیوں کے شکار کے واسطے کھلا رکھتی ہے ۔ اور اس ہنر میں محتاج کسی اسباب کی نہیں ۔ اور جلاہے بغیر اسباب کے کچھ بُن نہیں سکتے ۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے کہ نہایت ضعیف ہیں مگر ان کے کاریگروں سے علم و ہنر زیادہ جانتے ہیں ۔ جس وقت کھا کر آسودہ ہوتے ہیں، اپنے رہنے کی جگہ پر آ کر پہلے لعاب سے مثل خطوط باریک کے تنتے ہیں، بعد اس کے اوپر سے پھر اس کو درست اور مضبوط کرتے ہیں کہ ہوا اور پانی کا اس میں دخل نہیں ہوتا اور اسی میں اپنے معمول کے موافق سو رہتے ہیں ۔ یہ سب ہنر بغیر تعلیم ماں باپ اور استاد کے جانتے ہیں ۔ سوئی تاگے کے محتاج نہیں ہوتے، جس طرح ان کے درزی اور رفوگر بغیر اس کے کچھ بنا نہیں سکتے۔ اور ابابیل اپنے گھر کو چھتوں کے نیچے معلق

---

۱ ۔ لغات میں ''پرکار'' اور ''پرگار'' دونوں ملتے ہیں ۔ ڈنکن فوربس اور بابائے عبدالحق کے نسخے میں ''پرگار'' ہے ۔

ھوا میں بناتی ھے - سیڑھی وغیرہ کی محتاج نہیں کہ جس پر چڑھ کر وھاں تک پہنچے - اسی طرح دیمک کہ بغیر مٹی اور پانی کے گھر بناتی ھے ، کسی چیز کی محتاج نہیں -

غرض سب طائر اور حیوان گھر اور آشیانے بناتے اور اولاد کی پرورش کرتے ھیں ، انسانوں سے زیادہ شعور و ھنر جانتے ھیں - چناں چہ شتر مرغ کہ طائر اور بہائم سے مرکب ھے ، کس خوبی سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ھے - جس وقت کہ بیس یا تیس انڈے جمع ھوتے ھیں ، تین حصے کرکے بعضوں کو مٹی میں بند کرتا ھے اور بعضوں کو آفتاب کی گرمی میں اور بعضوں کو اپنے پر کے نیچے رکھتا ھے - جب کہ بہت سے بچے پیدا ھوتے ھیں ، ان کی پرورش کے لیے زمین کھود کر کیڑوں کو نکالتا اور بچوں کو کھلاتا ھے - آدمیوں میں کوئی عورت اس طرح اپنے لڑکے کو پرورش نہیں کرتی ، دائی جنائی خبر لیتی ھے - وقت جننے کے پیٹ سے نکال کر نہلاتی دھلاتی ھے اور دودھ پلائی[1] دودھ پلا کر گھوارے میں سلاتی ھے - سب کچھ وہ کرتی ھیں ، لڑکے کی ماں کو کچھ خبر بھی نہیں ھوتی -

اور لڑکے بھی ان کے نپٹ احمق ھوتے ھیں ، نفع نقصان اصلاً نہیں سمجھتے - پندرہ بیس برس کے بعد سن تمیز کو پہنچتے ھیں ، پھر بھی معلم و ادیب کے محتاج رھتے ھیں - زندگی بھر لکھنے پڑھنے میں اوقات بسر کرتے ھیں ، تس پر احمق کے احمق رھتے ھیں - اور ھمارے بچے جس وقت پیدا ھوتے ھیں اسی وقت ھر ایک نیک و بد سے واقف ھوجاتے ھیں - چناں چہ مرغ ، تیتر ، بٹیر کے بچے

---

۱ - ''دودھ پلائی'' نسخہ عبدالحق صفحہ ۱۳۰ میں نہیں ھے اور نسخہ مطبع العلوم صفحہ ۱۰۳ میں جگہ خالی ھے - باقی ھر نسخے میں موجود ھے -

انڈے سے نکلتے ہی بے تعلیم ماں باپ کے چگتے پھرتے ہیں - جو کوئی پکڑنے کا قصد کرتا ہے اُس سے بھاگ جاتے ہیں - یہ عقل و شعور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ سب نیک و بد جانتے ہیں - سبب اس کا یہ ہے کہ یہ طائر بچوں کے پالنے میں نر اور مادہ دونوں شریک نہیں ہوتے جس طرح اور طائر کبوتر وغیرہ کہ نر اور مادہ مل کر بچوں کی پرورش کرتے ہیں - اس واسطے خدا نے ان کے بچوں کو یہ عقل عطا کی ہے کہ ماں باپ کی پرورش کے محتاج نہیں ہیں، آپ سے چر چگ کھاتے ہیں - جس طرح اور حیوان اور طائر کے بچے دودھ پلانےاور دانہ کھلانے کی احتیاج رکھتے ہیں ویسے یہ نہیں ہیں - پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس کا رتبہ بڑا ہے ؟ ہم رات دن اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے ہیں ، اس واسطے اس نے ہمارے حال پر یہ کچھ مہربانی کی ہے -

اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ہماری قوم میں شاعر و خطیب اور شاغل و ذاکر ہوتےہیں، اگر طائروں کی زبان سمجھو اورحشرات الارض کی تبسیح ، کیڑوں کی تکبیر ، بہائم کی تہلیل ، ملخ کا ذکر ، مینڈک کی دعا ، بلبل کا وعظ ، سنگخوارے کا خطبہ ، مرغ کی اذان ، کبوتر کا غٹکنا ، کوے کا غیب سے خبر دینا ، ابابیل کا وصف کرنا ، اُلو کا خوف خدا سے ڈرانا ، ان کے سوا چیونٹی ، مکھی وغیر کی عبادت کا احوال جانو تو معلوم ہو کہ ان میں بھی فصیح بلیغ ، شاعر ، خطیب ، شاغل ، ذاکر ہوتے ہیں - چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وان من شی الایسبح بحمدہ ولکن لایفتھون حاصل یہ ہے کہ ہر ایک شے خدا کی حمد میں تسبیح کرتی ہے ، لیکن تم نہیں جانتے ہو - پس خدا نے تم کو جہل کی طرف نسبت کی ہے ، یعنی تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے ہو -

اور ہم کو علم کی طرف منسوب کیا اور کہا ہے : "کل قد علم صلٰوتہ و تسبیحہ ۔" یعنی ہر ایک حیوان دعا و تسبیح اپنی جانتا ہے ۔ پس جاہل اور عالم برابر نہیں ہوتے ، ہم کو تم پر فوقیت ہے ۔ پھر کس چیز سے فخر کرتے اور مکر و بہتان سے کہتے ہو کہ ہم مالک اور حیوان غلام ہیں ؟

اور منجموں کا ذکر جو کرتے ہو سو یہ عمل جاہلوں پر چلتا ہے ، عورتیں اور لڑکے اس کے معتقد ہوتے ہیں ، عقلا کے نزدیک اس کا کچھ مرتبہ نہیں ہے ۔ بعضے نجومی حمقا کے بہکانے کے واسطے کہتے ہیں کہ فلانے شہر میں دس یا بیس برس کے بعد یہ حادثہ درپیش ہوگا حالانکہ اپنے احوال سے خبر نہیں کہ ان پر کیا گزرے گا اور ان کی اولاد کا کیا حال ہوگا ۔ چند مدت کے قبل دیار بعید کا احوال بیان کرتے ہیں تاکہ عوام الناس ان کو سچ جانیں اور معتقد ہوویں ۔ نجومیوں کے کہنے کا وہی لوگ اعتبار کرتے ہیں جو گمراہ و بغی ہوں ، جس طرح آدمیوں کے بادشاہ ظالم و جابر عاقبت کے منکر ہیں ، قضا و قدر کو نہیں جانتے ، مثل نمرود اور فرعون کے کہ نجومیوں کے کہنے سے سینکڑوں لڑکے بلکہ ہزاروں قتل کر ڈالے ۔ یہ جانتے تھے کہ دنیا کا انتظام سات ستاروں اور بارہ برجوں پر موقوف ہے ، یہ نہ معلوم تھا کہ بغیر حکم الٰہی کے جس نے بروج اور ستاروں کو پیدا کیا ، کچھ نہیں ہوتا ۔ سچ ہے ، مصراع : تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی ۔ آخر خدا نے جو چاہا تھا وہی ہوا ۔

بیان اس کا یہ ہے کہ نمرود کو نجومیوں نے خبر دی کہ ایک لڑکا تمھارے عہد میں پیدا ہوگا ، بعد پرورش ہونے کے مرتبۂ عظیم حاصل کرکے بت پرستوں کے دین کو برہم درہم کرے گا ۔ جب کہ ان سے پوچھا کس جگہ اور کون سی قوم میں پیدا ہوگا

اور کہاں پرورش پائے گا ؟ یہ نہ بتلا سکے - بادشاہ سے کہا جتنے لڑکے اس سال پیدا ہوویں ، سب کو حکم قتل کا کیجیے - یہ گمان کیا کہ وہ لڑکا بھی ان میں قتل ہو جاوے گا - آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو پیدا کیا اور کافروں کے شر سے محفوظ رکھا - یہی معاملہ فرعون نے بنی اسرائیل سے کیا - یہاں بھی خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی بدی سے پناہ میں رکھا - غرض نجومیوں کا کہنا فقط خرافات ہے ، مقدر نہیں ٹلتی - اور تم ان سے اپنا فخر کرتے اور کہتے ہو کہ ہماری قوم میں نجومی اور حکیم ہوتے ہیں - یہ لوگ گمراہوں کے بہکانے کے واسطے ہیں - جو لوگ کہ متوکل علی اللہ ہیں وہ ان کی باتوں کو نہیں مانتے -

جس وقت طوطا اس کلام تک پہنچا ، بادشاہ نے اس سے پوچھا ، اگر نجوم سے بلیات کا دفع ہونا ممکن نہیں ، پھر نجومی اسے کیوں سیکھتے اور دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں اور اس سے خوف کیوں کرتے ہیں ؟ اس نے کہا ، البتہ اس سے بلا کا دفع ہونا ممکن ہے لیکن نہ جس طرح کہ نجومی کہتے ہیں ، بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت سے کہ وہ پیدا کرنے والا نجوم کا ہے - بادشاہ نے پوچھا کہ استعانت اس کی اللہ سے کیوں کر کرے ؟ کہا کہ احکام شرعی پر عمل کرے - گریہ و زاری کرنا ، نماز پڑھنا ، روزہ رکھنا ، صدقہ اور زکوٰۃ دینا ، خلوص دل سے عبادت کرنا ، یہی استعانت ہے - جس وقت اللہ تعالیٰ سے اس کے دفع ہونے کے واسطے سوال کرے ، البتہ خدا محفوظ رکھتا ہے ، اس واسطے کہ نجومی اور کاہن قبل وقوع حوادث کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ حادثہ ظاہر کرے گا - اس کے واسطے بہتر یہ ہے کہ اسی اللہ سے اس کے دفع کے واسطے دعا مانگے ، نہ یہ کہ قواعد نجوم پر عمل کرے - بادشاہ نے کہا ، جس وقت احکام شرعی پر عمل کیا اور بلا اس

سے دفع ہوئی ، اس سے یہ لازم آتا ہے کہ مقدر الٰہی ٹل جاوے ۔
اس نے کہا ، مقدر اس کی نہیں ٹلتی ۔ مگر جو لوگ کہ اس
کے دفع کے واسطے مناجات کرتے ہیں ، ان کو اس حادثے سے
محفوظ رکھتا ہے ۔ چناں‌چہ منجموں نے جس وقت نمرود کو
خبر دی کہ ایک لڑکا بت پرستوں کے دین کا مخالف پیدا ہوکر
تمھاری رعیت اور فوج کو برہم درہم کرے گا اور مراد اس
سے ابراہیم خلیل اللہ تھے ، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کرکے
نمرود اور اس کی فوج کو ان کے ہاتھوں سے ذلیل و خراب کیا ،
اگر نمرود اس وقت خدا سے اپنی بہتری کے واسطے دعا
مانگتا ، اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے اس کو ابراہیم کے دین میں
داخل کرتا ، وہ اور اس کی فوج ذلت و خرابی سے محفوظ رہتے ۔
اسی طرح موسیٰ کے پیدا ہونے کی جب فرعون کو نجومیوں نے
خبر دی ، اگر خدا سے اپنی بہتری کے واسطے دعا مانگتا ، اس کو
بھی خدا ان کے دین میں داخل کرکے ذلت سے محفوظ رکھتا ۔ جس
طرح اس کی عورت کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور نعمت ایمان
کی بخشی ۔ قوم یونس نے جس وقت عذاب میں مبتلا ہوکر خدا
سے دعا مانگی ، اللہ نے ان کو اس عذاب سے پناہ میں رکھا ۔

بادشاہ نے کہا ، سچ ہے ، اب نجوم کا سیکھنا اور قبل وقوع
حادثے کی خبر دینا اور خدا سے اس کے دفع کرنے کے لیے دعا
مانگنا ، ان سب چیزوں کا فائدہ معلوم ہوا ۔ اسی واسطے حضرت
موسیٰ نے بنی اسرائیل کو نصیحت کی تھی کہ جس وقت تم کسی
بلا سے خوف کرو ، اس وقت خدا سے دعا مانگو اور تضرع و زاری
کرو ، کیوں کہ وہ تم کو صدق دعا کے سبب اس حادثے سے
محفوظ رکھے گا ۔ آدم سے لے کر محمد مصطفیٰ صل اللہ علیہ وسلم
تک یہ طریقہ جاری تھا کہ ہر ایک حادثے کے وقت اپنی امت

کو یہی حکم کرتے تھے - پس لازم ہے کہ احکام نجوم کے واسطے اس طور پر عمل کرے ، نہ جس طرح کہ اس زمانے کے نجومی خلق کو بہکاتے ہیں ، خدا کو چھوڑ کر گردش فلک کی طرف دوڑتے ہیں -

مریضوں کی صحت کے واسطے بھی پہلے خدا کی طرف رجوع کرے کیوں کہ شفاے کلی اسی کی عنایت اور مہربانی سے حاصل ہوتی ہے - یہ نہ چاہیے کہ بارگاہ شافی حقیقی سے پھر کر طبیبوں کے یہاں رجوع کرے - بعضے آدمی کہ ابتداے مرض میں طبیبوں سے رجوع کرتے ہیں ، ان کے علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ، پھر وہاں سے نا امید ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں بلکہ بیشتر عرضیوں پر احوال اپنا نہایت الحاح و زاری سے لکھ کر مسجدوں کی دیواروں یا ستونوں پر لٹکا دیتے ہیں ، خدا شفا بخشتا ہے -

اسی طرح چاہیے کہ تاثیرات نجوم کے واسطے اسی خدا سے رجوع لاوے ، نجومیوں کے بہکانے پر عمل نہ کرے - چناں چہ ایک بادشاہ تھا ؛ اس کو نجومیوں نے خبر دی کہ شہر میں ایک حادثہ ہوگا جس سے شہر کے رہنے والوں کو بہت خوف ہے - بادشاہ نے پوچھا ، کس طرح ہوگا ؟ تفصیل اس کی نہ بتلا سکے ، مگر اتنا کہا کہ فلانے مہینے فلانی تاریخ یہ حادثہ وقوع میں آوے گا - بادشاہ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کے دفع کے واسطے کیا تدبیر کیا چاہیے ؟ جو لوگ اہل شرع تھے انھوں نے کہا بہتر یہ ہے کہ بادشاہ اور تمام شہر کے رہنے والے چھوٹے بڑے بستی سے باہر نکل کر میدان میں رہیں اور خدا سے اس کے دفع کے لیے الحاح و زاری کریں ، شاید خدا اس بلا سے محفوظ رکھے - بموجب اُن کے کہنے کے بادشاہ اس دن شہر سے باہر جا رہا اور بہت سے آدمی بادشاہ کے ساتھ باہر نکلے - خدا سے دعا مانگنے لگے کہ بلا سے محفوظ رہیں اور تمام رات وہاں جاگتے رہے -

مگر بعضے آدمیوں نے نجومیوں کے کہنے سے کچھ خوف نہ کیا ، اسی شہر میں رہ گئے۔ رات کو نہایت شدت سے پانی برسا ، وہ شہر زمین نشیب میں واقع تھا ، چاروں طرف سے پانی کھنچ کر شہر میں بھرگیا ۔ جتنے آدمی بستی میں رہ گئے تھے سب ہلاک ہوگئے اور جو لوگ کہ شہر کے باہر دعا و زاری میں مشغول تھے ، سلامت رہے ۔ جس طرح طوفان سے نوح اور وہ لوگ کہ ایمان لائے تھے ، محفوظ رہے اور باقی سب غرق ہوگئے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ”فأنجیناه والذین معه فی الفلک واغرقنا الذین کذبوا بآیاتنا انهم کانو قوما عمین“ یعنی نجات دی ہم نے نوح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی پر بیٹھے تھے اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹ جانا تھا ، ان کو غرق کر دیا کیوں کہ وہ قوم گمراہ تھی ۔

فلسفی اور منطقی پر جو تم فخر کرتے ہو ؛ سو وہ تمھارے فائدے کے واسطے نہیں ہیں بلکہ تمھیں گمراہ کرتے ہیں ۔ آدمی نے کہا ، یہ کیوں کر ہے ؟ اسے بیان کر ۔ کہا ؛ اس واسطے کہ وہ راہ شریعت سے پھیر دیتے ہیں ۔ کثرت اختلاف سے احکام دین کے آٹھا دیتے ہیں ۔ سب کی رائیں اور مذہب مختلف ؛ بعضے تو عالم کو قدیم کہتے ہیں ، بعضے ہیولیٰ کو قدیم جانتے ہیں ، بعضے صورت کے قدم پر دلیل لاتے ہیں ۔ بعضے کہتے ہیں کہ علتیں دو ہیں ، بعضے تین علتیں ثابت کرتے ہیں ، بعضے چار کے قائل ہیں ، بعضے پانچ کہتے ہیں ، بعضے چھ سے سات تلک ترقی کرتے ہیں ۔ بعضے صانع اور مصنوع کی معیت کے قائل ہیں ، بعضے زمانے کو غیر متناہی کہتے ہیں ، بعضے تناہی پر دلیل لاتے ہیں ۔ بعضے معاد کے مقر ہیں ، بعضے منکر ۔ بعضے رسالت اور وحی کا اقرار کرتے ہیں بعضے انکار ۔ بعضے شک میں حیران سرگردان

ہیں ۔ بعضے عقل و دلیل کے مقر ہیں ، بعضے تقلید پر قائم ہیں ۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے مذاہب ہیں کہ جن میں یہ سب گرفتار ہیں ۔

اور ہمارا دین و طریق ایک ہے ۔ خدا کو واحد لاشریک جانتے ہیں ۔ رات دن اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں ۔ کسی بندے پر آس کے اپنا فخر نہیں بیان کرتے ۔ جو کچھ ہماری قسمت میں مقدر کیا ہے اس پر شاکر ہیں ، اس کے حکم سے باہر نہیں ہیں ۔ یہ نہیں کہتے کہ یہ کیوں اور کس واسطے ہے ؟ جس طرح آدمی اس کے احکام اور مشیت و صنعت میں اعتراض کرتے ہیں ۔

مہندسوں اور مساحوں پر جو تم اپنا فخر کرتے ہو ، سو وہ دلیلوں کی فکر میں رات دن گھبرائے ہوئے رہتے ہیں ۔ جو چیزیں کہ وہم و تصور سے باہر ہیں ان کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ نہیں جانتے ۔ جو علوم کہ ان پر واجب ہیں ان کی طرف میل نہیں کرتے ۔ خرافات کی طرف ، جس سے کچھ احتیاج متعلق نہیں ، قصد کرتے ہیں ۔ بعضے اجرام و ابعاد کی مساحت کی فکر میں رہتے ہیں ، بعضے پہاڑ اور ابر کی بلندی دریافت کرنے کے واسطے حیران ہیں ۔ کتنے دریا اور جنگل ناپتے پھرتے ہیں ۔ بعضے افلاک کی ترکیب اور زمین کا مرکز معلوم کرنے کے واسطے فکر و تامل کرتے ہیں ، اپنے بدن کی ترکیب و مساحت سے خبر نہیں ۔ یہ نہیں جانتے کہ انتڑیاں اور رودے کتنے ہیں ، جوف سینہ میں کس قدر وسعت ہے ، دل و دماغ کا کیا حال ہے ، معدہ کس طور پر ہے ، استخوان کی کیا صورت ہے ، بدن کے جوڑ کس وضع پر واقع ہیں ؟ یہ چیزیں کہ جن کا جاننا سہل اور پہچاننا واجب ہے ، ہرگز نہیں جانتے ، حالاں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی صنعت و قدرت معلوم ہوتی ہے ، جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے : " من عرف

نفسہ فقد عرف ربہ ۔،، یعنی جس نے اپنے تئیں جانا اس نے خدا کو پہچانا ۔ ساتھ اس جہل و نادانی کے بیشتر کلام اللہی نہیں پڑھتے ، فرض و سنت کے احکام نہیں جانتے ۔

اور طبیبوں پر جو تم فخر کرتے ہو ، ان سے تم کو جبھی تلک احتیاج ہے کہ حرص و شہوت سے مختلف کھانے کھا کر بیمار ہوجاتے ہو اور ان کے دروازوں پر قارورہ لے کر حاضر ہوتے ہو ۔ طبیب و عطار کے دروازے پر وہی جاتا ہے جو بیمار ہووے ، جس طرح نجومیوں کے دروازے پر منحوس اور بدبختوں کا مجمع رہتا ہے ، حالاں کہ ان کے یہاں جانے سے زیادہ نحوست ہوتی ہے ، اس واسطے کہ سعد اور نحس ساعت کی تقدیم و تاخیر میں ان کو اختیار نہیں ہے ؛ تس پر بھی بعضے نجومی اور رمال ایک کاغذ لے کر کچھ مزخرفات احمقوں کے بہکانے کے واسطے لکھ دیتے ہیں ۔ یہی حال طبیبوں کا ہے کہ ان کے یہاں التجا لے جانے سے بیماری زیادہ ہوتی ہے ۔ جن چیزوں سے کہ مریض بیشتر شفا پاتا ہے ، انھیں چیزوں سے پرہیز بتلاتے ہیں ۔ اگر طبیعت پر چھوڑ دیویں تو بیمار کو شفا ہووے ۔ پس طبیبوں اور نجومیوں پر تمھارا فخر کرنا محض حمق ہے ، ہم ان کے محتاج نہیں ہیں ، کیوں کہ غذا ہماری ایک وضع پر ہے ، اسی واسطے ہم بیمار نہیں ہوتے ، طبیبوں کے یہاں التجا نہیں لے جاتے ؛ کسی شربت اور معجون سے غرض نہیں رکھتے ؛ شیوہ آزادوں کا یہی ہے کہ کسی سے احتیاج نہ رکھیں ۔ یہ طریقہ غلاموں کا ہے کہ ہر ایک کے یہاں دوڑتے پھرتے ہیں ۔

اور سوداگر و معمار اور زراعت کرنے والے جن پر تم اپنا فخر کرتے ہو ، سو وہ غلاموں سے بھی بدتر ہیں ، فقیر و محتاج سے بھی زیادہ ذلیل ہیں ۔ رات دن محنت و مشقت میں گرفتار رہتے ہیں ، ایک ساعت آرام نہیں کرنے پاتے ۔ ہمیشہ مکانات بناتے ہیں حالاں کہ

آپ ان میں نہیں رہنے پاتے - زمین کھود کر درخت بٹھلاتے ہیں ، پھل اور میوہ اس کا نہیں کھاتے - ان سے زیادہ کوئی احمق نہیں ہے کہ مال و متاع جمع کرکے وارثوں کو چھوڑ جاتے ہیں اور آپ ہمیشہ فاقہ کشی میں رہتے ہیں - سوداگر بھی ہمیشہ مال حرام جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں - گرانی کی امید پر غلہ مول لے کر رکھتے ہیں ، قحط کے دنوں میں گراں قیمت بیچتے ہیں - فقیر اور غریب کو کچھ نہیں دیتے - ایک بار سب مال مدت کا جمع کیا ہوا غارت ہوجاتا ہے - دریا میں ڈوب جاتا ہے یا چور لے جاتا ہے یا کوئی ظالم بادشاہ چھین لیتا ہے - پھر تو ذلیل و خراب ہوکر در بہ در محتاج پھرتے ہیں ، تمام عمر اپنی ہرزہ گردی میں ضائع کرتے ہیں - وہ یہ تو جانتے ہیں کہ ہم نے فائدہ اٹھایا، یہ نہیں معلوم کہ نقد عزیز کہ عبارت زندگی سے ہے ، مفت ہاتھ سے دیا ، آخرت کو دنیا کے واسطے بیچا - دنیا بھی حاصل نہ ہوئی، دین برباد گیا، دبدھا[1] میں دوو[2] گئے ، مایا ملی نہ رام - اگر اس ظاہری فائدے پر تم افتخار کرتے ہو تو ہم اس پر لعنت کرتے ہیں -

اور یہ جو کہتے ہو کہ ہماری قوم میں صاحب مروت ہیں سو غلط ہے - عزیز و اقربا اور ہمسائے ان کے فقیر ، محتاج ، ننگے بھوکے ، گلی گلی سوال کرتے پھرتے ہیں - ان کے حال پر نگاہ نہیں کرتے - اسی کو مروت کہتے ہیں کہ آپ فراغت سے اپنے گھروں میں عیش کریں ، عزیز و اقربا اور ہمسائے گدائی کریں ؟ اور یہ جو کہتے ہو کہ ہماری قوم میں منشی اور دیوان ہوتے ہیں ، ان پر بھی تم کو فخر کرنا لائق نہیں ہے - ان سے زیادہ شریر وبدذات

---

۱ - دگدا — ''نسخہ درالعلوم'' صفحہ ۱۱۰ میں ہے جو غلط ہے - اورباقی ہر جگہ دبدھا ہے -

۲ - دونوں—نسخہ سیتا پور (امیر المطابع) صفحہ ۱۱۵ -

دنیا میں کوئی نہیں ہے ، فطرت و دانائی اور زبان درازی و خوش تقریری سے ہر ایک ہم چشم کی بیخ کنی میں رہتے ہیں ۔ ظاہر میں بہت عبارت آرائی اور رنگینی سے خطوط دوستانہ لکھتے ہیں پر باطن میں ان کی بیخ و بنیاد کھودنے کی فکر میں مصروف رہتے ہیں ۔ رات دن یہی خیال رہتا ہے کہ فلانے شخص کو اس کام سے موقوف کرکے کسی اور شخص کو کچھ نذرانہ لے کر مقرر کیجیے ۔ غرض کسی مکر و حیلے سے اس کو معزول ہی کر دیتے ہیں ۔

اور زاہدوں عابدوں کو جو تم اپنے زعم میں نیک جانتے ہو اور یہ گمان کرتے ہو کہ دعا اور شفاعت ان کی خدا کے نزدیک قبول ہوتی ہے ، انھوں نے بھی تم کو اپنا زھد اور تقویٰ دکھلا کر فریب دیا ہے کیوں کہ ظاہر میں یہ ان کا عبادت کرنا ، داڑھی بڑھانا ، لبوں کے بال لینا ، پیراہن پہننا ، موٹے کپڑے پر اکتفا کرنا ، پیوند پر پیوند لگانا ، چپکے رہنا ، کسی سے نہ بولنا ، کم کھانا ، لوگوں سے اخلاق کرنا ، احکام شریعت کے سکھلانا ؛ دیر تک نماز پڑھنا کہ پیشانی پر داغ پڑ گئے ہیں ، کھانا کم کھانے سے ہونٹ لٹک آئے ہیں ؛ دماغ خشک ، بدن دبلا ، رنگ متغیر ہو گیا ہے ، یہ سراسر مکر و زور ہے ۔ دل میں بغض و کینہ اتنا بھرا ہے کہ کسی کو موجود نہیں سمجھتے ۔ ہمیشہ خدا پر اعتراض کرتے ہیں کہ ابلیس شیطان کو کیوں پیدا کیا ، فاسق اور فاجر کس واسطے مخلوق ہوئے ، ان کو رزق کیوں دیتا ہے ؟ یہ بات غیر مناسب ہے ۔ ایسے ایسے وسواس شیطانی دلوں میں ان کے بھرے ہیں ۔ تم کو تو وہ نیک معلوم ہوتے ہیں مگر خدا کے نزدیک ان سے زیادہ بد کوئی نہیں ہے ۔ ان پر کیا فخر کرتے ہو ؟ تمھارے واسطے تو یہی لوگ عار و ننگ ہیں ۔

اور عالم و فقیہ تمھارے وہ بھی دنیا کے واسطے کبھی حرام

کو حلال کرتے ہیں اور کبھی حلال کو حرام بتلاتے ہیں۔ خدا
کے کلام میں بے معنی تاویلیں کرتے ہیں ، اصل مطلب کو اخذ منفعت
کے واسطے پھیر ڈالتے ہیں ۔ زہد و تقویٰ کا کیا امکان ؟ دوزخ
انھیں لوگوں کے واسطے ہے جن پر تم فخر کرتے ہو اور قاضی مفتی
تمھارے جب تلک کہیں نوکر نہیں ہوتے صبح و شام مسجدوں
میں جا کر نماز پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں ۔
جب کہ قاضی یا مفتی ہوئے ، پھر تو غریبوں اور یتیموں کا مال
لے کر ظالم بادشاہوں کو خوشامد سے پہنچاتے ہیں ۔ رشوت لے کر
حق تلفی کرتے ہیں ۔ جو راضی نہیں ہوتا اس کو خوف اور
چشم نمائی سے راضی کرتے ہیں ۔ غرض یہ لوگ سخت مفسد ہیں
کہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق کر دیتے ہیں ، خدا
کا خوف مطلق نہیں کرتے ، انھیں لوگوں کے واسطے عذاب و عقاب ہے ۔
اور اپنے حلیفوں اور بادشاہوں کا جو تم ذکر کرتے ہو کہ یہ
پیغمبروں کے وارث ہیں ، ان کے اوصاف ذمیمہ ظاہر ہیں کہ یہ
بھی طریق نبوی چھوڑ کر پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرتے ہیں ۔
ہمیشہ شراب پیتے اور خدا کے بندوں سے اپنی خدمت لیتے ہیں ۔
سب آدمیوں سے اپنے تئیں بہتر جانتے ہیں ، دنیا کو آخرت پر
ترجیح دیتے ہیں ۔ جب کہ ان میں کوئی شخص حاکم ہوتا ہے
جس نے کہ قدیم سے ان کے جد و آبا کی خدمت کی ہے ، اسی کو
پہلے قید کرتے ہیں ۔ حق خدمت اس کا بالکل دل سے بھلا دیتے ہیں ۔
اپنے عزیزوں اور بھائیوں کو طمع دنیا کے واسطے مار ڈالتے ہیں ۔
یہ خصلت بزرگوں کی نہیں ہے ۔ ان بادشاہوں اور امیروں پر فخر
کرنا تمھارے واسطے ضرر ہے اور ہم پر دعویٰ ملکیت کا بغیر دلیل
اور حجت کے سراسر مکر و غدر ۔

دیمک کے احوال میں

جس گھڑی طوطا اس کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے جن اور انس کی جماعت کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیمک باوجود اس کے کہ ہاتھ پاؤں کچھ نہیں رکھتی، مٹی کیوں کر اٹھاتی اور اپنے بدن پر مکان اپنا محراب دار بناتی ہے؟ اس کا احوال ہم سے بیان کرو۔ عبرانیوں کی جماعت سے ایک شخص نے کہا کہ اس کیڑے کو جن مٹی اٹھا دیتے ہیں، اس واسطے کہ اس نے ان سے یہ احسان کیا تھا کہ حضرت سلیمان کا عصا کھا لیا، وہ گر پڑے، جنوں نے جانا انھوں نے وفات پائی، وہاں سے بھاگے اور محنت و عذاب سے ان کو مخلصی ہوئی۔ بادشاہ نے جنوں کے عالموں سے پوچھا کہ یہ شخص جو کہتا ہے تم بھی اس بات سے واقف ہو؟ سب نے کہا، ہم کیوں کر کہیں کہ جنات مٹی اور پانی اس کو اٹھا کر دیتے ہیں، اس واسطے کہ اگر جنوں سے اس نے یہی سلوک کیا تھا جو کہ اس شخص نے بیان کیا تو اب بھی وہ اس محنت و مشقت میں گرفتار ہیں، مخلصی نہ ہوئی کیوں کہ حضرت سلیمان بھی ان سے مٹی پانی اٹھوا کر مکانات بنواتے تھے اور کسی طور کی تکلیف ان کو نہیں دیتے تھے۔

حکیم یونانی نے بادشاہ سے کہا، ایک وجہ اس کی مجھ کو معلوم ہے۔ بادشاہ نے کہا، بیان کر۔ اس نے کہا کہ دیمک کی خلقت عجیب و غریب ہے۔ طبیعت اس کی نہایت بارد، تمام بدن

میں تخلخل[1] اور مسام ہمیشہ کھلے رہتے ہیں ۔ ہوا جو اندر جسم کے جاتی ہے کثرت برودت سے منجمد ہوکر پانی ہو جاتی ہے ۔ ظاہر بدن پر وہی ٹپکتا ہے اور غبار جو اس کے بدن پر پڑتا ہے سیل ہوکر جم جاتا ہے ۔ اس کو یہ جمع کرکے بدن پر اپنے پناہ کے واسطے مکان بناتی ہے کہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہے ۔ اور دو ہونٹ بھی اس کے نہایت تیز ہوتے ہیں کہ ان سے پھل پتے لکڑی کاٹتی ہے اور اینٹ پتھر میں سوراخ کرتی ہے ۔

بادشاہ نے ملخ سے کہا کہ دیمک کیڑوں کی قسم سے ہے اور تو کیڑوں کا وکیل ہے ، تو بتلا کہ یہ حکیم یونانی کیا کہتا ہے ۔ ملخ نے کہا ، یہ سچ کہتا ہے مگر تمام وصف اس کا نہ بیان کیا ، کچھ باقی رہ گیا ۔ بادشاہ نے کہا ، تو اسے تمام کر ۔ اس نے کہا ، اللہ تعالیٰ نے جب کہ تمام حیوانات کو پیدا کیا اور ہر ایک کو اپنی نعمتیں عطا کیں ، حکمت و عدل سے سب کو برابر رکھا ، بعضوں کو جسم اور[2] ڈیل ڈول بڑا اور بھاری بخشا مگر نفس ان کا نہایت ذلیل و خراب کیا ۔ بعضوں کو جسم چھوٹا اور ضعیف دیا لیکن نفس ان کا نہایت عالم و عاقل کیا ۔ زیادتی اور کمی ادھر آدھر کی برابر ہوگئی ۔ چناں چہ ہاتھی باوجود بڑے جسم کے اتنا ذلیل النفس ہے کہ ایک لڑکے کا تابع ہوجاتا ہے ، کاندھے پر چڑھ کر جدھر چاہے لے جاوے ۔ اونٹ باوصف اس کے کہ گردن اور جسم نہایت طول طویل ہے مگر احمق اتنا ہے کہ جس نے مہار پکڑلی اس کے پیچھے چلا جاتا ہے ۔ اگر چوہا

---

۱ - تخلخل : کھوکھلا پن ۔

۲ - جسم اور ——— بابا عبدالحق کے یہاں نہیں ہے ، صفحہ ۲۰۳ ؛ باقی نسخوں میں موجود ہے ۔

بھی چاہے تو اس کو لیے پھرے ، اور بچھو اگرچہ جسم میں چھوٹا ہے پر جس وقت ہاتھی کو ڈنک مارتا ہے تو اس کو بھی ہلاک کرتا ہے ۔ اسی طرح یہ کیڑا جسے دیمک کہتے ہیں ، اگرچہ جسم میں نپٹ چھوٹا اور کمزور ہے مگر نہایت قوی النفس ہے ۔ غرض جتنے کیڑے کہ جسم میں چھوٹے ہیں وہ سب عاقل اور ہوشیار ہوتے ہیں ۔

بادشاہ نے پوچھا ، اس کا کیا سبب کہ بڑے جسم والے احمق اور چھوٹے جسم کے عاقل ہوتے ہیں ، اس میں کیا حکمت الٰہی ہے ؟ کہا ، خالق نے جب کہ اپنی قدرت کاملہ سے معلوم کیا کہ جن حیوانوں کے جسم بڑے ہیں وہ رنج اور مشقت کے قابل ہیں ، پس اگر ان کو نفس قوی عطا کرتا ، ہرگز کسی کے تابع نہ ہوتے اور چھوٹے جسم والے اگر عاقل و عالم نہ ہوتے تو ہمیشہ رنج اور تکلیف میں رہتے ۔ اسی واسطے اُن کو نفس ذلیل اور ان کو نفس عاقل عطا کیا ۔ بادشاہ نے کہا ، اس کو مفصل بیان کر ۔ اس نے کہا ، ہر ایک صنعت میں خوبی یہ ہے کہ صانع کی صنعت کسی پر معلوم نہ ہو کہ کس طرح بناتا ہے ۔ جس طرح مکھی بغیر مسطر اور پرگار کے اپنے گھر میں انواع و اقسام کے زاویے اور دائرے بناتی ہے ، کچھ دریافت نہیں ہوتا کہ کیوں کر بناتی اور یہ موم اور شہد کہاں سے لاتی ہے ، اگر جسم اس کا بڑا ہوتا تو یہ صنعت اس کی ظاہر ہوجاتی ۔

اسی طرح ریشم کے کیڑے کہ ان کا بھی تننا بننا کسی کو معلوم نہیں ہوتا ۔ یہی حال دیمک کا ہے کہ اس کے مکان بنانے کی حقیقت کچھ نہیں کھلتی ۔ یہ نہیں دریافت ہوتا کہ کس طرح مٹی اٹھاتی اور بناتی ہے ۔ حکما فلسفی اس کے منکر ہیں کہ وجود عالم کا بغیر ہیولا کے ممکن ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مکھی کی صنعت کو

اس پر دلیل کیا ہے کیوں کہ وہ بغیر ہیولا کے موم کے گھر بناتی اور شہد سے قوت اپنا جمع کرتی ہے ۔ اگر ان کو یہ گمان ہے کہ وہ پھول اور پتے سے اس کو جمع کرتی ہے ، یہ بھی اس کو جمع کرکے کچھ بناتے کیوں نہیں ؟ اور اگر پانی اور ہوا کے درمیان سے جمع کرتی ہے ، اگر آپ بصارت رکھتے ہیں ، اس کو دیکھتے کیوں نہیں کہ کس طرح جمع کرتی اور گھر اپنا بناتی ہے ؟

اسی طرح ظالم بادشاہوں کے واسطے کہ بغی اور گمراہ ہیں ، اس کی نعمت کا شکر نہیں کرتے ، چھوٹے جسم کے حیوانوں کو اپنی قدرت و صنعت پر دلیل کیا ہے ۔ چناں چہ نمرود کو پشے نے قتل کیا ، باوجود اس کے کہ سب حشرات الارض میں چھوٹا ہے ۔ اور فرعون نے جس وقت گمراہی اختیار کی اور حضرت موسیٰ سے بغی ہوگیا ، اللہ تعالیٰ نے فوج ملخ کی بھیجی کہ انھوں نے جا کر اس کو زیر و زبر کیا ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب حضرت سلیمان کو سلطنت و نبوت بخشی اور تمام جن و انس کو ان کے تابع کیا اکثر گمراہوں کو ان کے مرتبۂ نبوت میں شک ہوا کہ انھوں نے یہ سلطنت مکر و حیلے سے بہم پہنچائی ہے ۔ ہر چند کہ وہ کہتے تھے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے یہ مرتبہ بخشا ہے تس پر بھی ان کے دل سے شک نہ گیا ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دیمک کو بھیجا ۔ اس نے آکر حضرت سلیمان کا عصا کھا لیا ۔ یہ تو محراب میں گر پڑے مگر کسی جن و انس کو یہ طاقت نہ ہوئی کہ اس پر جرأت کرسکے ۔ یہ قدرت اللہ تعالیٰ کی گمراہوں کے واسطے نصیحت ہے کہ اپنے ڈیل ڈول اور دبدبے پر فخر کرتے ہیں ۔ ہر چند کہ سب صنعتیں اور قدرتیں اس کی دیکھتے ہیں تس پر بھی عبرت نہیں پکڑتے ۔ اُن بادشاہوں کے سبب جو ہمارے ادنیٰ کیڑوں سے عاجز ہیں ، اپنا فخر کرتے ہیں ۔

اور صدف کہ جس میں موتی پیدا ہوتا ہے ، سب دریائی جانوروں سے جسم میں چھوٹی اور ضعیف ہے مگر علم و دانائی میں سب سے دانا اور ہوشیار ہے ۔ قعر دریا میں اپنا قوت و رزق پیدا کرکے رہتی ہے ۔ پانی برسنے کے دن تہہ کے اندر سے نکل کر پانی کے اوپر ٹھہرتی ہے ۔ دو کان اس کے نہایت بڑے ہوتے ہیں ، ان کو کھول دیتی ہے ۔ جس وقت مینہ کا پانی اس کے اندر جاتا ہے ، فی‌الفور بند کرلیتی ہے کہ دریاے شور کا پانی اس میں نہ ملنے پاوے ۔ بعد اس کے پھر دریا کی تہہ میں چلی جاتی ہے ۔ مدت تک ان دو سیپیوں کو بند رکھتی ہے ، یہاں تک کہ وہ پانی پختہ ہوکر موتی ہو جاتا ہے ۔ بھلا ایسا علم کسی انسان میں کاہے کو ہے ۔

خدا نے انسانوں کے دلوں میں دیبا اور حریر و ابریشم کی محبت بہت دی ہے ، سو وہ ان چھوٹے کیڑوں کے لعاب سے ہوتے ہیں ۔ کھانے میں شہد زیادہ لذیذ جانتے ہیں ، سو وہ مکھی سے پیدا ہوتا ہے ۔ مجلسوں میں موم کی بتیاں روشن کرتے ہیں ، وہ بھی اسی کی بدولت ہے ۔ بہتر سے بہتر ان کی زینت کے واسطے موتی ہے ، سو اس چھوٹے کیڑے کی حکمت سے پیدا ہوتا ہے جس کا میں نے ابھی مذکور کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیڑوں سے ایسی نفیس چیزیں اس واسطے پیدا کی ہیں کہ یہ آدمی اُن کو دیکھ کر اس کی صنعت و قدرت کا اقرار کریں ۔ باوجود اس کے کہ سب قدرتیں اور صنعتیں دیکھتے ہیں ، تس پر غافل ہیں ، گمراہی اور کفر میں اوقات ضائع کرتے ہیں ، اُس کی نعمت کا شکر نہیں کرتے ، غریب اور عاجز بندوں پر اس کے جبر اور ظلم کرتے ہیں ۔

جس وقت سلخ اس کلام سے فارغ ہوا بادشاہ نے انسانوں سے کہا ، اب کچھ اور بھی تم کو کہنا باقی ہے ؟ انھوں نے کہا ، ابھی بہت فضیلتیں ہم میں باقی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم مالک

اور یہ ہمارے غلام ہیں۔ بادشاہ نے کہا ، انھیں بیان کرو۔ اُن میں سے ایک آدمی نے کہا ، صورتیں ہماری واحد ہیں اور ان کی صورتیں شکلیں مختلف ، اس سے معلوم ہوا کہ ہم مالک اور یہ غلام ہیں۔ اس واسطے کہ ریاست و مالکیت کے واسطے وحدت مناسب ہے اور اکثر کو عبودیت سے مشابہت ہے۔ بادشاہ نے حیوانوں سے کہا ، تم اس کا کیا جواب دیتے ہو ؟ سب حیوانوں نے ایک گھڑی متفکر ہوکر سر جھکا لیا۔

بعد ایک دم کے ہزار داستان طائروں کے وکیل نے کہا ، یہ آدمی سچ کہتا ہے ، لیکن اگرچہ صورتیں حیوانوں کی مختلف ہیں ، پر نفوس سب کے متحد ہیں۔ اور انسانوں کی صورتیں گو کہ واحد ہیں مگر نفوس ان کے جدے جدے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ، اس پر دلیل کیا ہے ؟ کہا ، اختلاف دین اور مذہب کا اس پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ ان میں ہزاروں ہی فرقے ہیں۔ یہود ، نصاریٰ ، مجوس ، مشرک ، کافر ، بت پرست ، آتش پرست ، اختر پرست ، اس کے سوا ایک دین میں بہت سے طریقے ہوتے ہیں جس طرح اگلے حکما میں سب کی رائیں جدا جدا تھیں۔ چناں چہ یہودیوں میں سامری عبالی ، جالوتی۔ نصرانیوں میں نصطوری ، یعقوبی ، ملکائی۔ مجوسیوں میں زرادشتی ، زروانی ، حرمی ، مزکی ، بہرامی ، مانوی۔ مسلمانوں میں شیعہ ، سنی ، خارجی ، رافضی ، ناصبی ، مرجی ، قدری ، جہمی ، معتزلی ، اشعری وغیرہ کتنے ہی فرقے ہوتے ہیں کہ سب کے دین و مذہب مختلف ، ایک دوسرے کو کافر جانتا اور لعنت کرتا ہے۔ اور ہم سب اختلاف سے بری ہیں ، مذہب اور اعتقاد ہمارا واحد ہے۔ غرض سب حیوان موحد اور مومن ہیں ، شرک و نفاق اور فسق و فجور نہیں جانتے۔ اس کی قدرت اور وحدانیت میں اصلاً شک و شبہ نہیں کرتے۔ اسے خالق و رازق برحق جانتے ہیں۔ اسی

کو رات دن یاد کرتے اور تسبیح و تکبیر میں مشغول رہتے ہیں مگر یہ آدمی ہماری تسبیح سے واقف نہیں ہیں ۔

فارس کے رہنے والے نے کہا کہ ہم بھی خدا کو خالق و رازق اور واحد لاشریک جانتے ہیں ۔ بادشاہ نے پوچھا ، پھر تمہارے دین اور مذہب میں اتنا اختلاف کیوں ہے ؟ اس نے کہا ، دین اور مذہب راہ اور وسیلہ ہے کہ جس سے مقصود حاصل ہو اور مقصود و مطلوب سب کا ایک ہی ہے ، کسی رستے سے پہنچیں ۔ جس طرف جاویں خدا ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ بادشاہ نے پوچھا ، اگر سب کا قصد یہی ہے کہ خدا کی طرف پہنچیں ، پھر ایک دوسرے کو کیوں قتل کرتا ہے ؟ اس نے کہا ، دین کے واسطے نہیں ۔ کیوں کہ دین میں کچھ کراہت نہیں ہے بلکہ ملک کے واسطے کہ یہ سنت دین ہے ۔

بادشاہ نے کہا ، اسے مفصل بیان کر ۔ اس نے کہا ، ملک و دین دونوں توام ہیں کہ ایک بدون دوسرے کے نہیں رہ سکتا مگر دین مقدم اور ملک مؤخر ہے ۔ ملک کے واسطے دین ضرور ہے کہ سب آدمی دیانت دار ہوویں ۔ اور دین کے واسطے ایک بادشاہ چاہیے کہ خلق میں بہ حکومت احکام دین کے جاری کرے ۔ اس واسطے بعضے اہل دین بعضوں کو ملک اور ریاست کے واسطے قتل کرتے ہیں ۔ ہر ایک اہل دین یہی چاہتا ہے کہ سب آدمی ہمارا ہی مذہب و دین اور احکام شریعت کے اختیار کریں ۔ اگر بادشاہ متوجہ ہو کر سنے تو میں ایک دلیل واضح اس پر بیان کروں ۔ فرمایا بیان کر ۔

اس نے کہا ، قتل کرنا نفس کا جمیع دین و مذہب میں سنت ہے ۔ اور نفس کا قتل کرنا یہ ہے کہ طالب دین اپنے تئیں قتل کرے ۔ اور ملک کا طریقہ یہ ہے کہ ملک کے دوسرے طالب کو قتل

کرے ۔ بادشاہ نے کہا ، ملک کی طلب کے واسطے بادشاہوں کا قتل کرنا ظاہر ہے مگر طالب دین اپنے نفس کو کیوں کر قتل کرتے ہیں ؟ اسے بیان کر ۔ اس نے کہا ، دین اسلام میں بھی یہ امر ظاہر تر ہے ، چناں‌چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ”ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی‌سبیل‌اللہ فیقتلون ویقتلون ۔“ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے نفس و مال اُن کا مول لے کر ان کے واسطے جنت مقرر کی ہے کہ خدا کی راہ پر قتل کرتے ہیں اور آپ قتل ہوجاتے ہیں ۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی آیتیں اس مقدمے پر ناطق ہیں ۔ اور ایک مقام پر موافق حکم توریت کے یہ فرمایا ہے : ”فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیرلکم عند بارئکم ۔ یعنی اگر خدا کی طرف رجوع کرتے ہو تو اپنے تئیں قتل کرو کہ یہ تمھارے لیے خدا کے نزدیک بہتر ہے ۔

اور حضرت عیسیٰ نے جس وقت کہا ، راہ خدا میں کون ہمارا مددگار ہے ؟ سب دوستوں نے کہا کہ ہم راہ خدا میں مددگار ہیں ۔ اس وقت حضرت عیسیٰ نے فرمایا ، اگر ہماری مدد کیا چاہتے ہو تو موت اور دار کے واسطے مستعد ہو کہ ہمارے ساتھ آسمان پر چل کر اپنے بھائیوں کے قریب رہوگے ، اور اگر ہماری مدد نہ کروگے تو ہمارے گروہ سے تم نہیں ہو ۔ آخر وہ سب خدا کی راہ پر قتل ہوگئے اور حضرت عیسیٰ کے دین سے نہ پھرے ۔ اسی طرح اہل ہند برہمن وغیرہ اپنے تئیں قتل کرتے ہیں اور جیتے جی طلب دین کے واسطے جل جاتے ہیں ۔ اعتقاد ان کا یہ ہے کہ سب عبادتوں میں یہی خدا کے نزدیک بہتر ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے تئیں قتل کرے اور بدن کو جلا دیوے کہ سب گناہ اسے عفو ہوجاتے ہیں ۔

اسی طرح الٰہیات کے عالم اپنے نفس کو حرص و شہوت سے باز رکھ کر عبادت کا بوجھ اٹھاتے ہیں ۔ یہاں تک اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہیں کہ دنیا کی حرص و ہوس کچھ باقی نہیں رہتی ۔ غرض اسی طور پر سب اہل دین اپنے نفس کو قتل کرتے ہیں اور اس کو عبادت عظیم جانتے ہیں کہ اس کے سبب آتش دوزخ سے نجات پاکر بہشت میں پہنچتے ہیں ۔ مگر ہر ایک دین و مذہب میں نیک اور بد ہوتے ہیں ، لیکن سب بدوں میں وہ شخص نہایت بد ہے کہ روز قیامت کا مقر اور ثواب حسنات کا امیدوار نہ ہووے ، اور گناہوں کی مکافات سے خوف نہ کرے ، اس کی وحدانیت کا مقر نہ ہووے کیوں کہ رجوع سب کی اسی کی طرف ہے ۔

انسان فارسی نے جس وقت یہ احوال بیان کرکے سکوت کیا ، ہندی نے کہا کہ بنی آدم حیوانوں سے عدد ، اجناس اور انواع اور اشخاص میں بہت زیادہ ہیں ۔ اس واسطے کہ تمام ربع مسکون میں انیس ہزار شہر ہیں کہ انواع و اقسام کی خلقت ان میں رہتی ہے ۔ چناں چہ چین ، ہند ، سند ، حجاز ، یمن ، حبش ، نجد ، مصر ، اسکندریہ ، قیروان ، اندلس ، قسطنطنیہ ، آذربیجان ، ارمن ، شام ، یونان ، عراق ، بدخشان ، جرجان ، جیلان ، نیشا پور ، کرمان ، کابل ، ملتان ، خراسان ، ماوراءالنہر ، خوارزم ، فرغانہ وغیرہ ہزاروں ہی شہر و بلاد ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا ۔ ان شہروں کے سوا جنگلوں ، پہاڑوں اور جزیروں میں بھی ہزاروں آدمی استقامت اور سکونت رکھتے ہیں ۔ ہرایک کی زبان ، رنگ ، اخلاق ، طبیعت ، مذہب صنعت مختلف ہے ۔ اللہ تعالیٰ سب کو رزق پہنچاتا اور اپنی حفاظت میں رکھتا ہے ۔ یہ کثرت عدد اور اختلاف احوال اور انواع و اقسام کے مقاصد و مطالب اس پر دلالت کرتے ہیں کہ انسان اپنے غیر جنس سے بہتر ہیں ۔ ان کے سوا جو اور حیوانات کی خلقت ہے ، اس

پر فوقیت رکھتے ہیں ۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان مالک اور سب حیوان ان کے غلام ہیں ۔ ان کے سوا اور بڑی فضیلتیں ہم میں ہیں کہ جن کی شرح نہایت طول طویل ہے ۔

مینڈک نے بادشاہ سے کہا کہ اس آدمی نے انسانوں کی کثرت بیان کی اور اس پر فخر کرتا ہے ۔ اگر دریائی جانوروں کو دیکھے اور انواع و اقسام کی شکلیں اور صورتیں مشاہدہ کرے تو اس کے نزدیک انسان بہت کم معلوم ہوویں ، اور شہر و بلاد جو بیان کیے وہ بھی کمتر نظر آویں ، کیوں کہ تمام ربع مسکون میں پندرہ دریا بڑے ہیں ۔ دریاے روم ، دریاے جرجان ، دریاے گیلان ، دریاے قلزم ، دریاے فارس ، دریاے ہند ، دریاے سند ، دریاے چین دریاے یاجوج ، دریاے اخضر ، دریاے غربی ، دریاے شمال ، دریاے حبش ، دریاے جنوب ، دریاے مشرقی ۔ اور پانسو دریا چھوٹے اور دو سو بڑے ہیں ۔ مثل جیحون و دجلہ اور فرات و نیل وغیرہ کے کہ ہر ایک کا طول سو کوس سے لے کر ہزار کوس تلک ہے ۔ باقی اور جنگل بیابان میں جو چھوٹے بڑے نالے ، ندی ، تالاب حوض وغیرہ ہیں ، ان کا شمار نہیں ہوسکتا ۔ اور ان میں مچھلی ، کچھوے ، نہنگ ، سوس ، گھڑیال وغیرہ ہزاروں قسم کے دریائی جانور رہتے ہیں جن کو سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور شمار نہیں کرسکتا ۔

بعضے کہتے ہیں دریائی جانوروں کی سات سو جنس ہیں سوائے انواع و اشخاص کے ۔ اور خشکی کے رہنے والے وحوش و درند و بہائم وغیرہ کی پانسو جنس ہیں سواے انواع و اشخاص کے ۔ اور یہ سب خدا کے بندے اور مملوک ہیں کہ اس نے سب کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور رزق دیا اور ہمیشہ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھتا ہے ، کوئی امر ان کا اس سے چھپا نہیں ہے ۔ اگر یہ انسان تامل کرکے

حیوانات کے گروہ کو دریافت کرے تو ظاهر هو که انسانوں کی
کثرت و جمعیت اس پر نہیں دلالت کرتی که وه مالک اور حیوان
غلام هیں -

---

(۲۵)

عالم ارواح کے بیان میں

مینڈک جس گھڑی اس کلام سے فارغ ہوا ، جن کے ایک حکیم نے کہا ، اے انسانوں اور حیوانوں کے گروہ ! کثرت خلائق کی معرفت سے تم غافل ہو ۔ وہ لوگ جو روحانی اور نورانی ہیں کہ جسم سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے ، ان کو نہیں جانتے ہو ، اور وہ ارواح مجردہ اور نفوس بسیطہ ہیں کہ طبقات افلاک پر رہتے ہیں ؛ بعضے ان میں سے کہ گروہ ملائکہ ہیں وہ کرۂ افلاک پر متعین ہیں اور بعضے کہ کرۂ زمہریر کی وسعت میں رہتے ہیں وہ جنات اور گروہ شیاطین ہیں ۔

پس اگر تم اس خلائق کی کثرت کو دریافت کرو تو معلوم ہو کہ انسان اور حیوان ان کے مقابلے میں کچھ وجود نہیں رکھتے ، اس واسطے کہ کرۂ زمہریر کی وسعت دریا اور خشکی سے دہ چند ہے ، اور کرۂ فلک کی وسعت بھی کرۂ زمہریر سے دس حصے زیادہ ہے ۔ اسی طرح کرۂ فلک قمر سب کروں سے دس حصے زیادہ ہے[۱] ۔ غرض ہر ایک کرۂ فوقانی کو کرۂ تحتانی سے یہی نسبت ہے ۔ اور یہ سب کرے خلائق روحانی سے بھرے ہیں ، ایک بالشت بھر جگہ باقی نہیں ہے ، یہ ارواح مجردہ وہاں رہتے ہیں ، جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ

---

۱ ۔ یہ پورا جملہ بابا عبدالحق کے یہاں سے خارج ہے اور دیگر نسخوں میں موجود ہے ۔

علیه و سلم نے فرمایا ہے - ''مافی السمٰوات السبع بوضع شبر الا وھناک ملک قائم او راکع او ساجد'' - یعنی ساتوں آسمان پر ایک بالشت بھر جگه خالی نہیں ہے که وہاں فرشتے خدا کی عبادت میں قیام و رکوع اور سجود نه کرتے ہوں - پس اے انسانو ! اگر تم ان کی کثرت دیکھو تو معلوم کرو که تمهارا گروہ ان کے آگے کچھ مرتبه نہیں رکھتا - اور تمهاری کثرت اور جمعیت اس پر نہیں دلالت کرتی که تم مالک ہو اور سب تمهارے غلام ، کیوں که سب بندے الله کے اور اس کی فوج و رعیت ہیں - بعضوں کو بعضوں کے واسطے مسخر اور تابع کیا ہے ، غرض جس طرح اس نے چاھا اپنی حکمت بالغه سے ان میں احکام انتظام کے جاری کیے - ہر حال میں اس کا حمد و شکر ہے -

حکیم جنی جس وقت اس کلام سے فارغ ہوا ، بادشاہ نے انسانوں سے کہا ، جس چیز پر تم اپنا فخر کرتے ہو اس کا جواب حیوانوں نے دیا ، اب اور جو کچھ کہنا باقی ہو اسے بیان کرو - خطیب حجازی نے کہا ، ہم میں اور بھی فضیلتیں ہیں جن سے یه ثابت ہوتا ہے که ہم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں - بادشاہ نے کہا ، انهیں بیان کرو - اس نے کہا ، الله تعالیٰ نے ہم سے بہت نعمتوں کا وعدہ کیا ہے - قبر سے نکلنا ، تمام روے زمین پر منتشر ہونا ، حساب قیامت ، پل صراط پر چلنا ، بہشت میں داخل ہونا ، فردوس ، جنت النعیم ، جنت خلد ، جنت عدن ، جنت ماویٰ دارالسلام ، دارالقرار ، دارالمقام ، دارالمتقین ، درخت طوبیٰ ، چشمهٔ سلسبیل، نہریں شراب اور دودھ، شہد اور پانی سے بھری ہوئیں، مکانات بلند، حوروں کی ملاقات ، خدا کا قرب - ان کے سوا اور بہت سی نعمتیں که قرآن میں مذکور ہیں ، الله تعالیٰ نے ہمارے واسطے مقرر کی ہیں ، حیوانوں کو یه چیزیں کہاں میسر ہیں ؟ یہی دلیل ہے

که هم مالک اور حیوان ہمارے غلام ہیں ۔ ان نعمتوں اور فضیلتوں کے سوا اور بھی بزرگیاں ہم میں ہیں جن کو ہم نے مذکور کیا ۔

طائروں کے وکیل ہزار داستان نے کہا ، جس طرح تم سے اللہ تعالیٰ نے وعدے نیک کیے ہیں ، اسی طرح تمھارے عذاب کے واسطے وعدے بد بھی کیے ہیں ؛ چناں‌چہ عذاب قبر ، سوال منکر و نکیر ، دہشت روز قیامت ، شدت حساب ، دوزخ میں داخل ہونا ، عذاب جہنم ، جحیم ، سقر ، لظیٰ سعیر ، حطمہ ، ہاویہ ، پیراہن قطران پہننا ، زرداب پینا ، زقوم کے درخت کھانا ، مالک دوزخ کے قریب رہنا ، شیطانوں کے ہمسائے عذاب میں گرفتار ہونا ، یہ سب تمھارے واسطے ہیں ۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے عذاب و عقاب کہ قرآن میں مذکور ہیں ۔ اور ہم ان سے بری ہیں ، جیسا ہم سے وعدہ ثواب کا نہیں کیا ویسا ہی وعید عذاب کا بھی نہیں کیا ۔ خدا کے حکم سے ہم راضی اور شاکر ہیں ۔ کسی فعل و حرکت سے ہم کو نہ فائدہ ہے اور نہ نقصان ۔ پس ہم تم دلیل میں برابر ہیں ، تم کو فوقیت ہم پر نہیں ۔

حجازی نے کہا ، ہم تم کیوں کر برابر ہیں ؟ کیوں کہ ہم ہر حال میں ہمیشہ باقی رہیں گے ۔ اگر خدا کی اطاعت ہم نے کی ہے تو انبیا اور اولیا ساتھ رہیں گے اور ان لوگوں سے صحبت رکھیں گے جو کہ سعید ، حکیم ، فاضل ، ابدال ، اوتاد ، زاہد ، عابد ، صالح ، عارف ہیں ۔ اور مشابہت ان لوگوں کو ملائکہ مقربین سے ہے کہ نیکی کرنے میں سبقت کرتے ہیں ، لقائے ربانی کے مشتاق ہیں اور اپنے جان و مال سے اسی کی طرف متوجہ ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں ، اسی سے سوال کر کے امید رکھتے ہیں اور اس کے خوف سے ڈرتے ہیں ۔ اور اگر ہم گنہگار ہیں کہ اس کی اطاعت نہیں کرتے تو انبیا کی شفاعت سے ہماری مخلصی ہوجاوے گی ، خصوصاً نبی برحق

رسول بے شک سیدالمرسلین ، خاتم النبیین ، محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سب گناہ ہمارے عفو ہوجاویں گے - بعد اس کے ہم ہمیشہ جنت میں حور و غلمان کی صحبت میں رہیں گے اور فرشتے ہم سے یہ کہیں گے : ''سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین''- یعنی سلام تم پر ، خوش ہو تم اور جنت میں داخل ہو ہمیشہ اس میں رہو - اور تم جتنے گروہ حیوانوں کے ہو سب ان نعمتوں سے محروم ہوکر دنیا کی مفارقت کے بعد بالکل فنا ہوجاؤگے ، نام و نشان بھی تمہارا نہ رہے گا -

اس بات کے سنتے ہی سب حیوانات کے وکیلوں نے اور جنات کے حکیموں نے کہا ، اب تم نے بات حق کی کہی اور دلیل مضبوط بیان کی - فخر کرنے والے ایسی چیزوں سے فخر کرتے ہیں لیکن اب بیان کرو کہ وہ لوگ جن کے یہ اوصاف و محامد ہیں اخلاق و خوبیاں اور نیکیاں ان کی کس طور پر ہیں ؟ اگر جانتے ہو تو مفصل بیان کرو - سب انسانوں نے ایک ساعت متفکر ہوکر سکوت کی ، کسی سے بیان نہ ہوسکا -

بعد ایک دم کے ایک فاضل زکی نے کہا ، اے بادشاہ عادل ! جب کہ حضور میں انسانوں کے دعوے کا صدق ظاہر ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان میں ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ مقرب الٰہی ہیں اور ان کے واسطے اوصاف حمیدہ ، صفات پسندیدہ ، اخلاق جمیلۂ ملکیہ ، سیرتیں عادلہ قدسیہ ، احوال عجیبۂ غریبہ ہے کہ زبان اُن کے بیان سے قاصر ہے ، عقل اُن کی کنہ صفات میں عاجز ہے ، تمام واعظ اور خطیب ہمیشہ مدت‌العمر ان کے وصف کے بیان میں پیروی کرتے ہیں پر قرار واقعی اُن کے کنہ معارف کو نہیں پہنچتے ، اب بادشاہ عادل ان غریب انسانوں کے حق میں

که حیوانات جن کے غلام ھیں ، کیا حکم کرتا ھے ؟ بادشاہ نے
فرمایا که سب حیوانات انسانوں کے تابع اور زیر حکم رھیں اور
ان کی فرماں برداری سے تجاوز نہ کریں - حیوانوں نے بھی قبول کیا
اور راضی ھوکر سب نے به حفظ و امان وھاں سے مراجعت کی -